جلد اوّل

ریاض النضرہ

فی

مناقب عشرہ مبشرہ

علامہ محبّ طبری رحمۃ اللہ علیہ

مترجم: علامہ صائم چشتی

الرياض النضرة

فی

مناقب العشرة

جلد اوّل

امام شیخ مشائخ الفقہ والحدیث

ابی جعفر احمد الشہیر بالمحب الطبری رحمۃ اللہ علیہ

مترجم

حضرت علامہ صائم چشتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

(ناشر)

چشتی کتبخانہ ارشد مارکیٹ جھنگ بازار فیصل آباد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کتاب: ریاض النضرہ فی مناقب العشرہ

مصنف: علامہ محب الدین طبری مترجم: علامہ صائم چشتی

پہلی بار: جمادی الاول ۱۴۰۷ھ تعداد: ایک ہزار

دوسری بار ۲۰۰۳ء طابع ایم لطیف ساجد ایم شفیق مجاہد

کتابت: اللہ دتہ جمیل رقم ضخامت جلد اول صفحات ۴۸۰

ہدیہ جلد اول -/۲۰۰ روپے سائز ۲۳/۳۶ ۱۶

ناشر

چشتی کتب خانہ ارشد مارکیٹ جھنگ بازار فیصل آباد

اعتذار

ہم قارئین سے معذرت خواہ ہیں کہ کتاب ہذا کے مصنف علامہ محب الدین طبریؒ کا تعارفی خاکہ جلد اول کی بجائے جلد دوم میں شامل کیا گیا ہے۔ ادارہ

ملنے کا پتہ

چشتی کتب خانہ ارشد مارکیٹ جھنگ بازار فیصل آباد

فون ۲۶۷۵۶

مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ تَرَاهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِّنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا سِيمَاهُمْ فِي وُجُوهِهِم مِّنْ أَثَرِ السُّجُودِ ذَٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْإِنجِيلِ كَزَرْعٍ أَخْرَجَ شَطْأَهُ فَآزَرَهُ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوَىٰ عَلَىٰ سُوقِهِ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ مِنْهُم مَّغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا صدق الله العظيم

وعن جعفر بن محمد عن آبائه في قوله تعالى (محمد رسول) والذين معهُ) (۳) ابو بكر (أشداء على الكفّار) (٤) عمر (رحماء بينهم) (٥) عثمان (تراهم رُكّعاً سُجّداً) (٦) علي بن ابي طالب (يبتغون فضلاً من الله ورضواناً) (٧) طلحة والزبير (سيماهُمْ في وجُوهِهمْ) (٨) سعد بن أبي وقاص وعبد الرحمن بن عوف أخرجه ابن السمان

حرفِ آغاز (از مؤلف)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وصلی اللہ علی سیدنا محمد النبی الامی وعلی آلہ وصحبہ وسلم تسلیما

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں وہ جسے چاہتا ہے اپنی رحمت کے لئے مخصوص فرمالیتا ہے اور جو اُس کے لئے نیکیوں میں سبقت کرتا ہے اُسے اپنی عنایت کی پوشاک پہناتا ہے، اور بعض مخلوق کو اپنے عطا فرمودہ نعمت کے طرائف اور احسان کے لطائف میں زیادتی فرماتا ہے اور بندوں میں احکام لوٹاتا ہے پس کوئی شقی وسعید اور مقرب ومردود ایسا نہیں جو اُس کے کام کے بارے میں اُس سے پوچھ سکے اور اُس کے اِرادہ کے اقتضاء کو رد کر سکے۔

اور اللہ تعالیٰ کا درود وسلام ہو اُس کے نبیوں کے سردار اُسکے دلیوں کے بہتر اور اُس کے پسندیدوں کے پسندیدہ حضرت محمد مصطفیٰ پر وہ عمدہ واعلیٰ اور بزرگ اصل سے چُنے ہوئے اور اُس کے منتخب نبی مکرم اور رفیع الاصل ہیں اور آپ کی سادات ذریت طاہرہ پر اور تمام اہل بیت وعترت معظم پر۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے صحابہ کرام کو پسند فرمایا اور اُنہیں خیر الانام بنایا اور جملہ صحابہ کرام سے دس اصحاب کو چن لیا پس وہ آپ کی قربت اور دوستی پر خوش ہیں اور آپ کی حیات مبارکہ کی مدت میں اُن کی بزرگی آپ سے پیوستہ ہے اور اُن پر انعام کیا گیا جس کے ساتھ وہ اُس کے کریم کرم کی اصناف موجبات سے اولیٰ ہیں۔ اور جو اُس کے قدیم قدم

کے سابق میں اُن کے لئے پہلے تھا اُس کے ساتھ اُن میں سعادت مند ترین ہیں، جبکہ بدبخت لوگ اُن کے ایسے امر میں غور وخوض کرتے ہیں جس میں اُن کا مفہوم نہیں پایا جاتا اور ایسے وصف سے اُن کی تنقیص پر جرأت کرتے ہیں جو اُن میں موجود نہیں، یہاں تک کہ اُس کے علم تعدیل سے اُن سے بدگمانی کا گناہ کرتے ہیں اور اپنی پست جہالت سے اُن پر طعن کرتے ہیں جن پر اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم راضی ہیں یہ لوگ خود غرضی کے بڑے بڑے بہتان لگا کر اُنکی مذمت کرتے ہیں جن کی مدحت سرائی قرآن کریم کرتا ہے، جلالت والے بادشاہ نے فرمایا!

مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ ۚ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا

سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا ۖ سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ۚ

ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ [1]

محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ اللہ کے رسول ہیں اور اُن کے ساتھ والے کافروں پر سخت ہیں اور آپس میں نرم دل ہیں تو انہیں دیکھے گا رکوع کرتے سجدے میں گرتے۔ اللہ کا فضل و رضا چاہتے اُن کی علامت اُن کے چہروں میں ہے سجدوں کے نشان سے یہ اِن کی صفت توریت میں ہے اور اُنکی صفت انجیل میں تو نے اُنہیں دیکھا کیا وہ اِس وصف سے نکل گئے ہیں یا یہ وصف اُن سے

---

[1] الفتح آیت ۲۹

نکل گیا ہے یا قریب وجلیس کے علاوہ اس کے ساتھ مختص ہے یا یہ دعویٰ ممکن ہے کہ وُہ کفار پر سخت اور حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مددگار نہ تھے کہیں کہ اُن میں سے کوئی ایک آپؐ کے ساتھ نہ تھا تو یہ تسلیم نہیں ہوگا، اگر اسلام و ایمان کی معیت مُراد ہے یا معیتِ التفاف واحتفاف ہے تو وُہ اِس کی طرف مجیب [illegible] اُنہیں اِس سے وافر حصہ ملا ہے یا کہیں کہ حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد یہ وصف اُن سے زائل ہوگیا تھا اور وُہ آپؐ کے حکم کے خلاف چل کر آپؐ کی مخالفت کے مُرتکب ہُوئے تھے؟ تو نص اس کا ردّ ودفاع کرتی ہے اور دینِ اسلام اِس اعتقاد سے روکتا اور منع کرتا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے "

لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِي قُلُوبِهِمْ[1]

بیشک اللہ راضی ہُوا ایمان والوں سے جب وہ اس درخت کے نیچے تمہاری بیعت کرتے تھے تو اللہ نے جانا جو اُن کے دِلوں میں ہے۔

تونے دیکھا کیا اللہ تعالیٰ کے علم سے ان کا فسق وارتداد پوشیدہ تھا؟ جو منکرین کا گمان ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا!

وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ[2]

اور سب میں اگلے پہلے مہاجر اور انصار اور جو بھلائی کے ساتھ اُن کے

---

[1] الفتح آیت ۱۸ [2] التوبہ آیت ۱۰۰

پیرو ہُوئے اللہ اُن سے راضی اور وُہ اللہ سے راضی اور اُن کے لئے باغ تیار کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں ہیں۔

کیا تونے اِسے دیکھا کہ اُن کے لئے جنت کا وعدہ ہے باوجود اِس کے کہ اُسے علم ہے کہ اُنہیں جنت سے روکنے والی کیا چیز ہے اور اِس کے ساتھ نشانیوں میں کون سا فائدہ ہے مع اس ثبوت کے کہ اُنہیں معاذ اللہ جنت سے لوٹا دیا جائے گا۔ جیسا کہ بقول منکرین کے یہ امر ہو گا۔ اور حاشا للہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اُنہیں اپنے رسُول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحابیت کے لئے پسند فرمایا ہے۔ اور اُن سے وُہ امر واقع نہیں ہُوا جس کا اُن کیلئے اُس کے ظاہر میں وہم ہوتا ہے۔ اور اگر اُس کا عارضہ دُور نہ ہو سکے تو ضروری ہے کہ اچھی وجوہ پر اعتقاد رکھتے ہوئے اُسے اس پر حمل کریں۔

اور ظاہری دلائل اِس کے موکد اور اقتضاء اِس کے ساتھ اُس کی طرف لوٹتا ہے، مقطوع الکتاب اور مظنون سُنت کے درمیان موافقت اور اُن کے لئے جنت کی رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گواہی کی تصدیق کیسے ہے، اور بیشک رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُسے جانتے ہیں جو اُن سے واقع ہُوا اور اُس پر آپ نے بہت سی خبریں دی ہیں جو اُن کے درمیان واقع ہوا اور اُن سے صادر ہُوا، یہاں تک کہ آپ نے اُنہیں سب وشتم کرنے اور اُن کے مشاجرات میں غور وفکر کرنے سے صراحتاً روک دیا ہے اور اُن کی محبت کا حکم دیا ہے پس جو اُن کیلئے ہے جاہل غبی کیلئے نہیں، اور یقیناً رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُنکی مغفرت کی خبر دی ہے اور جو اُن کی بزرگی میں وارد ہُوا ہے اُس کی تحریف میں متعامی اور تاویل کے لئے آپؐ کے اِس ارشاد کے بعد کچھ نہیں کہ!

اگر تم میں سے کوئی شخص اُحد کے برابر سونا خرچ کرے تو اُن میں سے

کسی ایک کے ایک مُد یا نصف مد خرچ کرنے تک نہیں پہنچ سکتا۔

الحمد للہ! کہ ہم اِس ہلاکتِ عظیمہ سے محفوظ ہیں اور ہمیں اُن سب کی محبت کے ساتھ راہِ مستقیم پر چلنے کی توفیق حاصل ہے،

ثُمَّ الحمد للہ! کہ ہمارے دل میں ڈالا گیا کہ اُن کے شرف و قدر اور بلندیٔ درجات کی تعریف سے اُن کے ضروری مناقب و اعلام اِس تالیف میں جمع کریں اور اُن کے مآثرِ عظیم اور مفاخرِ عمیم جو متعدد کُتب سے روایات میں آئے ہیں اُنکی اختصاراً تدوین کر دیں۔

چنانچہ ہم نے ناظر کی سہولت اور طالب کو قریب لانے کے لئے سند کو حذف کرتے ہوئے ہر حدیث کا مخرج بیان کر دیا ہے جس پر اُس کے مؤلف کو اطلاع ہے یا جسے اُس نے شکوک شبہات کی دیکھ بھال کرنے کے بعد اخذ کیا ہے اور اپنے سے پہلے صاحبانِ علم و فضل پر اعتماد کیا ہے، اور وُہ قصہ ضمناً اُن کے ذکر کے ساتھ شامل ہے، اور پھر جو اُن کیساتھ مطابقت و تعیّن کی وجہ پر مخصوص ہے اور پھر جو عشرہ مبشرہ کے علاوہ بیان ہُوا اور اُن کی طرف ضم ہے جو اُن سے نہیں ہیں پھر جو چاروں خلفاء کے لئے مخصوص ہے اور اور اُن سے خارج نہیں پھر جو چاروں سے ایک پر زائد ہے پھر جو اِن میں سے ایک ایک کے لئے وارد ہُوا ہے، مجملہ درجات میں دو قسمیں ہیں،

اوّل: مناقب الاعداد

دوم: مناقب الاحاد، ہر قسم کے ابواب اُس کے اقتضاءِ تبویب کے مطابق قائم کئے ہیں اور ضروری رعایتِ ترتیب کے مطابق مُرتّب کیا ہے! اور میں اللہ تعالےٰ سے سوال کرتا ہوں کہ وُہ اسے میری بخشش کا وسیلہ اور اور اپنے رضوان کو دیکھنے کا ذریعہ بنائے اور اِس میں اپنے وجہِ کریم کے لئے

خالص مقصد رکھے اور اپنے احسان و کرم سے اِسے نعمتوں والی جنتوں کی طرف قائد بنائے، ہم نے اِس کے مخرج و ماخذ کی اصل کتابوں کے نام لکھ دئے ہیں خواہ بڑی تالیف ہو یا چھوٹی جزء، اور اِن میں سے اکثر روایات ہمارے لئے روایت کی گئیں بلکہ سب کی سب سوائے اُن کے جن پر ہم نے سُرخ روشنائی سے خط کھینچ دیا ہے اور جس کے لئے معنیٰ کی سند نہیں اُس کی طرف ہم نے اشارہ کر دیا ہے اور وُہ کتابیں یہ ہیں۔ ,, ورق اُلٹیں

کتابیات وجزئیات

مُسند ۔ امام احمد بن حنبل

سُنن کبیر ۔ امام ابو عبدالرحمٰن نسائی

ابوالقاسم دمشقی نے موافقات میں، رزین نے تجرید الصحاح میں اِن دونوں سے روایات لی ہیں۔

مُسند بزار، عبدالحق نے کتاب الاحکام میں اس کی روایات نقل کی ہیں۔

بخاری، مسلم، موطا امام مالک، جامع الترمذی، مُسند امام شافعی، سُنن امام شافعی۔

مُسند قاسم بن سلام بغدادی، یہ کتاب غریب روایات پر مشتمل ہے،

سُنن ابی داؤد، سُنن دار قطنی، سُنن سعید بن منصور، سُنن ابن ماجہ۔

حافظ دمشقی نے موافقات میں، رزین نے تجرید الصحاح میں اور حمیدی نے جمع بین الصحیحین میں اِن سے تخریج کی ہے۔

المستدرک ۔ ابوعبداللہ حاکم نیشاپوری

المستدرک ۔ ابی ذر ہروی

المصابیح الحسان ۔ امام بغوی

شرف النبوۃ ۔ ابی سعید عبدالملک بن عثمان الواعظ

الفوائد ۔ تمام رازی

نزہۃ الابصار ۔ ابی عبداللہ محمد بن محمد

فضائل رازی ۔ لطائف الانوار ۔ الثعلبی ۔ شمائل ترمذی

مناقب امیرالمومنین علی ابن ابی طالب ۔ احمد بن حنبل۔

ساقب خلیفہ رسول ابوبکر صدیقؓ ۔ عبداللہ بن مستدی۔

مناقب امیرالمومنین عمر بن خطاب ۔ ابی بکر احمد بن ابی بکر بن ابی عاصم ضحاک بن مخلد۔

الاحاد والمثانی ۔ ابی بکر بن ابی عاصم ضحاک بن مخلد۔

فضائل صحابہ ۔ خیثمہ بن سلیمان طرابلسی۔

منہاج اہل الاصابہ فی محبت الصحابہ ۔ ابن جوزی۔

الموافقۃ بین اہل البیت والصحابہ وما رواہ کل فریق فی الآخر ۔ حافظ ابی سعید اسماعیل بن علی بن حسن السمان۔

معجم الصحابہ ۔ ابی قاسم عبداللہ محمد بن محمد بن عبدالعزیز بغوی۔

معجم ابی قاسم سلیمان بن احمد ایوب طبرانی۔

معجم حافظ ابی بکر اسماعیل اسماعیلی

معجم حافظ ابی القاسم دمشقی

معجم نسوان۔

معجم البلدان۔

معجم حافظ ابی یعلیٰ احمد ابی المثنیٰ واعظ

معجم حافظ ابی الخیر محمد بن احمد غسانی۔

سیرت ۔ ابن اسحٰق،

المعارف ۔ ابن قتیبہ

الاحداث ۔ ابی عبید قاسم بن سلام

الردۃ والفتوح ۔ ابی الحسن علی بن محمد قرشی

الاستیعاب ۔ ابی عمر ابن عبدالبر

صفوۃ الصفوۃ ۔ ابن الفرج ابن الجوزی،

تاریخ بغداد ۔ خطیب بغدادی ۔ ابن رستم نے اپنی کتاب الاٰتی میں اِس سے تخریج کی۔

فتوح الشام ۔ ابی حذیفہ اسحٰق بن بشر قرشی،

سیرۃ الملاء ۔ عمر بن محمد بن خضر۔

المنتقیٰ من المقامات ۔ ابی شجاع شیرویہ ابن شہردار بن شیرویہ دیلمی ہمدانی۔

نزہۃ الناظر ابی شجاع زاہر بن رستم اصفہانی،

تفاسیر

تفسیر وسیط ۔ واحدی

اسباب نزول واحدی ونکت السلوری

اسباب نزول ۔ ابی الفرج بن الجوہری،

شروح

شرح المشکل فی الصحیحین ۔ ابی الفرج بن موردی

غریب النہایہ و نہایۃ الغریب ۔ محدث ابن اثیر موصلی

الصحاح الجوہری۔

الاجزاء

خلعیات ۔ ابی الحسن علی بن حسن بن حسین الخلعی،

ثقفیات ۔ حافظ ابی عبداللہ قاسم بن فضل بن احمد ثقفی اصفہانی۔

غیلانیات من حدیث ابی بکر ۔ عبداللہ بن محمد بن ابراہیم شافعی بروایت ابی طالب محمد بن محمد بن ابراہیم بن غیلان

جعدیات ۔ ابی الحسن علی بن جعد

سلفیات ۔ حافظ ابی طاہر احمد بن محمد بن سلفۃ السلفی،

منتخبات

اصول ۔ ابن المشرف الاغالطی ۔ اصول ابن طیوری

علاوہ ازیں مشائخ بغداد اور دوسرے سو سے زائد اجزاء کا انتخاب شامل ہے،

اجزاء حدیث ۔ ابی الحسن دارقطنی

محاملیات حافظ ابی عبداللہ حسین بن اسماعیل المحاملی ۔ کثیر تعداد میں۔

اجزاء متضمّنہ مشائخ

اجزاء حدیث ۔ محمد بن احمد رازی ۔ تخریج حافظ سلفی

اجزاء حدیث ۔ حافظ ابی القاسم اسماعیل ابن احمد سمرقندی

اجزاء حدیث ۔ ابی الحسن علی بن عمر بن حسن حربی السکری

اجزاء حدیث ۔ ابی عمرو عثمان بن سماک

اجزاء المخلصیات ابی طاہر محمد بن عبدالرحمٰن بن عباس المخلص الذہبی

اجزاء امالی ۔ ابی الفضل محمد بن ناصر سلامی

اجزاء حدیث ابی الحسن علی بن حرب طائی

جزآن امالی ۔ نظام الملک ابی علی الحسین بن علی بن اسحٰق۔

اجزاء امالی ۔ حافظ ابی عثمان اسماعیل بن محمد بن احمد بن جعفر بن ملت الاصفہانی

اجزاء امالی، حافظ ابی القاسم علی بن عساکر دمشقی

اجزاء حدیث، ابی الحسن علی بن محمد بن عبداللہ بن بشران المعدل

اجزاء امالی، ابی القاسم عبیداللہ بن محمد بن اسحق بن سلیمان ابن حبابہ بزاز۔

اجزاء امالی، قاضی ابی عبداللہ حسین بن ہارون الضبی

اجزاء فوائد، ابی احمد حمزہ بن محمد بن عباس بن فضل بن حارث

اجزاء حدیث، حافظ خطیب ابی بکر احمد بن علی ثابت بغدادی

اربعینیات

اربعین الطوال، حافظ ابی القاسم بن عساکر دمشقی

اربعین البلدانیہ، حافظ ابی القاسم بن عساکر دمشقی

اربعین فی فضائل العباسؓ، ابی القاسم حمزہ بن یوسف السہمی

اربعین فی فضائل عثمانؓ امام رضی الدین ابی الخیر احمد بن اسماعیل بن یوسف قزوینی الحاکمی۔

اربعین فی فضائل علی ابن ابی طالب۔ امام رضی الدین ابی الخیر قزوینی الحاکمی۔

اربعین المترجمہ بالماء العین۔ ابراہیم بن عبداللہ بن محمد بن عبداللطیف الخجندی۔

اربعین، حافظ ابی عبداللہ ثقفی اصفہانی۔

اجزاء مفردہ

جزء السنۃ، ابی الحسین محمد بن حامد السری

جزء العلل، ابی زرعہ عبدالرحمٰن بن عمرو الضبی

جزء التحفہ، ابی عقیل محمد بن محمد صابونی محمودی۔

محاسبۃ النفس، ابی بکر بن ابی الدنیا

مجانی الدعا، ابی بکر بن ابی الدنیا

الیقین، ابی بکر بن ابی الدنیا

من عاش بعد الموت، ابی بکر بن ابی الدنیا

جزئیات

جزء مسند امام علی بن موسیٰ رضا فی فضائل اہلبیت الذریۃ الطاہرہ۔ دولابی

فضائل صحابہ۔ بغوی

جزء حسن بن عرفہ عبدی

جزء، حدیث ابی بکر عبداللہ بن داؤد سجستانی

جزء حدیث، محمد بن ابراہیم السراج المعروف جزء ابن بوش

جزء جامع عبدالرزاق بن ہمام صنعانی

جزء، ابی معاویہ ضریر

جزء، انصاری، ابی محمد عبدالباقی

جزء، ابی عبداللہ محمد بن مخلد عطار شیخ ابی مسہر و یحیٰی بن صالح الوحاظی

تخریج ابی بکر عبدالرحمٰن بن قاسم ہاشمی۔

جزء، حدیث، ابی عبداللہ احمد بن حسن صوفی عن یحیٰی بن معین

جزء، حدیث ابن الغطریف، من حدیث قاضی ابوبکر طبری۔

جزء حدیث، اسید بن عاصم

جزء حدیث، ابی رزق احمد بن محمد بن ابی بکر ہزانی

جزء حدیث، سعدان بن نصر بن منصور

جزء حدیث ۔ ابی جعفر محمد بن عبداللہ بن سلیمان الحفری

جزء حدیث ۔ ابی الفضل احمد بن حسین بن خیرون

جزء حدیث ، ابی عبداللہ حسین بن یحیٰی عباس القطان ؛

جزء حدیث ، اسماعیل بن احمد بن یوسف السلمی

جزء حدیث ، حافظ ابی سعید محمد بن علی ابن عمر بن مہدی النقاش

جزء حدیث ، بکار بن قتیبہ بن عبداللہ البکراوی

جزء حدیث ، ابی جعفر عمر بن عثمان بن شاہین الواعظ

جزء حدیث ، ابی الحسن علی بن محمد بن عبید ۔ اس سے محاملی کی روایت صاحب التحفہ سے ہے جس کا پہلے بیان ہوا

جزء ثانی حدیث ، حافظ رشید الدین ابی الحسن یحیٰی علی ابن القرشی العطار

جزء حدیث ، ابی القاسم الحریری

جزء حدیث ، ابی الحسن احمد بن عمیر بن جوصا

جزء حدیث ، ابراہیم بن سعد بن ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف الزہری

جزء حدیث ، ابی مسلم ابراہیم بن عبداللہ البصری ۔ عن ابی عبداللہ محمد بن عبداللہ بن المثنیٰ بن انس بن مالک ۔

جزء حدیث ، القاسم البغوی ،

جزء مسند ، عبد بن حمید الکشی " تخریج ۔

جزء حدیث ۔ مالک بن انس اصبحی ۔ تخریج ابی الحسن محمد بن علی بن محمد بن عبداللہ ازدی ،

جزء حدیث ، منصور بن عمار ۔ تخریج ابی بکر محمد احمد بن عبدالرحمٰن الحافظ المزکی

جزء حدیث ۔ ابی بکر محمد بن عمر بکیر النجار ،

جزء حدیث ۔ املاء ابی محمد مبارک بن الصباح اس میں شیخ ابی المظفر عبدالخالق بن فیروز بن عبید الجوہری کی جزء شامل ہے ۔

جزء حدیث ۔ ابی اسحٰق ابراہیم بن عبدالصمد بن موسیٰ الہاشمی

جزء املاء ، ابی بکر محمد بن عبدالباقی البزار

جزء حدیث ۔ ابی یعلیٰ احمد بن علی بن المثنیٰ التمیمی ۔

جزء حدیث ۔ ابی الحسن احمد بن محمد العتقی ،

جزء حدیث ۔ ابی عمر احمد بن حازم بن ابی عزرہ الغفاری

جزء حدیث ، ابی بکر یوسف بن یعقوب بن بہلول

جزء فضائل ابوبکر و عمر ، ابی الحسن علی بن احمد بن نعیم البصری ۔ اس ابی محمد الحسن بن محمد الخلال کی روایت ہے ۔

جزء فی فضائل الاربعہ ۔ ابن عباس بروایت ابی الفتح یوسف بن عمر

جزء حدیث ۔ ابی الجہم العلاء بن موسیٰ الباہلی ،

جزء امالی ۔ ابی جعفر محمد بن البختری ،

جزء حدیث ، ابی طاہر حسن بن احمد بن ابراہیم اسدی البالسی

جزء حدیث ، ابی بکر محمد بن قاسم الانباری

جزء حدیث ۔ ابی عمر محمد بن عبدالواحد اللغوی

جزء حدیث ، ابی حامد احمد بن محمد سرخسی

جزء حدیث ، ابی عبداللہ حسین بن یحیٰی التوثی

جزء حدیث ، ابی الفضل احمد بن محمد بن ابی الفرات

جزء حدیث ، ابی عمر عثمان بن محمد بن احمد بن محمد درکان ،

جزء حدیث ، ابی بکر محمد بن یحیٰی الصولی

جزء حدیث، ابی الحسن علی بن یحییٰ بن جعفر بن عبد ربہ

جزء حدیث۔ ابی نوزیر ابی القاسم عیسیٰ بن الجراح

جزء حدیث۔ یحییٰ بن معین

جزء حدیث۔ عبدالملک بن نزار البغدادی

جزء حدیث۔ ابی الحسن علی بن محمد حلبی

جزء حدیث۔ ابی الحسن علی بن الحسن الجوہری

جزء حدیث، امام ابی الحسن علی بن المفضل المقدسی

جزء حدیث۔ ابی بکر احمد بن شاذان ابزار

جزء حدیث، ابی عبدالرحمٰن السلمی

جزء حدیث، ابراہیم بن عبدالصمد بن موسیٰ الہاشمی

جزء حدیث، سفیان بن عیینہ الہلالی

جزء حدیث، ابن مسعود احمد بن ابی الفرات بن خالد الضبی

جزء حدیث، ابی سلمہ فحاذ بن سلمہ بن دینار مولیٰ ربیعہ بن مالک بن حنظلہ

جزء حدیث، ابی محمد یحییٰ بن علی بن الطراح

جزء حدیث، ابی الفتح نصر بن عبدالرحمٰن النحوی

جزء حدیث، ابی بکر محمد بن حسن النقاش۔ فی وصل التواریخ۔

جزء حدیث، الابناء عن الآباء من ولد العباس۔ ابی عبداللہ محمد بن علی البلاء

جزء فی مقتل الحسین، ابی القاسم البغوی

جزء حدیث، ابی محمد عبداللہ بن محمد بن عثمان۔ المعروف حافظ ابن السقاء

جزء امالی، قاضی ابی بکر یوسف بن قاسم بن یوسف بن فارس۔

فہرست مضامین

نویں فصل

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عشرہ مبشرہ اور دُوسرے صحابہ کے بارے میں

صحابہ رضی اللہ عنہم کو گالی نہ دو

"جملہ صحابۂ کرام کے فضائل اور اُن کیلئے دُعا کا بیان۔

۱۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالٰے عنہ سے روایت ہے کہا کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! میرے صحابہ کو گالی نہ دو اگر تم میں سے کوئی شخص اُحد کے برابر سونا خیرات کرے تو اُن کے ایک مُد خرچ کرنے کا عشرِ عشیر بھی نہیں ہوگا۔ "بخاری مسلم"

۲۔ بخاری مسلم دونوں کی شرط پر ابوبکر برقانی نے تخریج کی اور اس روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا میرے صحابہ کو گالی نہ دو صحابی کو دُعا دو اگر تم میں سے کوئی شخص ہر روز جبل اُحد کے برابر سونا خیرات کرے تو جب بھی وہ کسی صحابی کے ایک مُد خیرات کرنے تک نہیں پہنچ سکتا۔

۳۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالٰے عنہما فرماتے ہیں حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کو گالی نہ دو اُن کی ایک ساعت کا مقام تمہاری پوری زندگی کے نیک اعمال سے بہتر ہے"

۴۔ علی بن حرب طائی اور خیثمہ بن سلیمان دونوں نے عبدالرحمٰن بن سالم بن عبداللہ بن عویمر بن ساعدہ سے اُنہوں نے اپنے باپ سے اُنہوں نے اپنے دادا سے روایت بیان کرتے ہوئے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا!

بے شک اللہ تبارک وتعالےٰ نے مجھے پسند فرمایا اور میرے لئے میرے صحابہ کو پسند فرمایا پس اُن میں سے میرے لئے وزیر اور اصہار و انصار بنائے تو جو انہیں گالی دے گا اُس پر اللہ تعالیٰ، فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے قیامت کے دن اُسکا کوئی عدل وصرف یعنی فرض زکواۃ اور نفلی صدقہ قبول نہیں ہوگا۔ ذہبی نے اِس کی تخریج تلخیص میں کی ہے۔

صحابہ کا نور

۵، حضرت بریدہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں میرا جو صحابی جس زمین پر فوت ہوتا ہے قیامت تک اُن کا نور اور قائد ہے۔

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میرا اصحابی لوگوں میں ایسے ہے جیسے کھانے میں نمک، سوائے نمک کے کھانے کی اصلاح نہیں ہوتی۔ کہا کہ پھر حضرت حسن بصری فرماتے تھے افسوس لوگوں کا نمک چلا گیا۔

صحابہ کو چُنا ہُوا ہے

اللہ تعالےٰ کے ارشاد

قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى [1]

یعنی کہو سب خوبیاں اللہ کو اور سلام اُسکے چُنے ہوئے بندوں پر

[1] النمل آیت ۵۹

اِس آیت کی تفسیر میں حضرت عبدُاللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں! اللہ تبارک وتعالےٰ نے اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے اُنؐ کے صحابہؓ کو چُن لیا۔

اِس روایت کی تخریج خیثمہ بن سُلیمان نے کی ہے۔ ارشاد خداوندی

الذین ان مکنٰھم فی الارض اقاموا الصلوٰۃ [1]

یعنی وہ لوگ اگر ہم اُنہیں زمین میں قابو دیں تو نماز برپا رکھیں۔

کے بارے میں ابی صالح نے کہا اِس سے مُراد حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے صحابہؓ ہیں۔ اِسکی تخریج ابن سری نے کی

صحابہ کا ایثار

حضرت مسروق سے روایت ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ نے آپ کی خدمت میں عرض کی ہماری یہ شان نہیں کہ دُنیا میں آپ سے الگ ہو جائیں پس اگر آپ ہم پر اپنے پاؤں مبارک رکھ کر بلند ہونگے تو جب بھی ہم آپ کو نہیں چھوڑیں گے اِس پر اللہ تبارک وتعالےٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا [2]

[1] الحج آیت ۴۱ [2] النساء آیت ۶۹

ترجمہ: اور جو اللہ اور اُس کے رسُول کا حکم مانے تو اُسے اُن کا ساتھ ملے گا جن
پر اللہ نے انعام کیا یعنی انبیاء اور صدیق اور شہید اور صالحین اور یہ کیا ہی اچھے
ساتھی ہیں۔

صحابہؓ ستارے ہیں

حضرت سعید بن مسیب حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں
کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں نے اپنے پروردگار عزّ وجل سے
اُس اختلاف کے بارے میں پوچھا جو میرے بعد واقع ہوگا تو اللہ تبارک وتعالےٰ
نے میری طرف وحی بھیج کر فرمایا یا محمد آپ کے صحابہ میرے نزدیک ستاروں کی مانند
ہیں اور ایک دُوسرے سے زیادہ درخشاں ہیں تو جو کوئی اُن کے اختلافی امور
سے کوئی چیز اخذ کرے گا میرے نزدیک عہد پر ہے، اس روایت کو نظام الملک
نے اپنی کتاب امالی میں نقل کیا اور اس میں دلیل ہے کہ تمام صحابہ درجۂ اجتہاد
کو پہنچے ہوئے تھے۔

صحابہ کو دیکھنے والے بھی خیر پر ہیں

حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے رسُول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا جب تک تم میں مجھے اور میرے صحابی
کو دیکھنے والا اور میرے صحابی کے دیکھنے والے کو دیکھنے والا موجود رہے گا تم
ہمیشہ خیر پر رہوگے، خدا کی قسم تم ہمیشہ خیر پر رہوگے جب تک تم میں مجھے دیکھنے والا
میرے صحابی کو دیکھنے والا میرے صحابی کو دیکھنے والے کو دیکھنے والا اور صحابی
کے دیکھنے والے کے دیکھنے والے کے دیکھنے والا موجود رہے گا۔

اس روایت کی تخریج حافظ سلفی نے سداسیات میں کی ہے۔

صحابہ بھوسہ نہیں گُودا ہیں

حضرت ابی برزہ اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وُہ زیاد کے پاس
گئے تو اُسے کہا جو شخص رعیت کے ساتھ مال میں سخت ہوگا؟
اُس نے کہا خاموش رہ تو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب کا بھوسہ ہے
اُنہوں نے فرمایا: اُے مسلمانوں کے سردار: کیا کہا اصحاب محمدؐ بھوسہ ہیں؟ بلکہ وُہ تمام تر
گُودا ہیں، خُدا کی قسم تجھ پر نہیں داخل ہوگا جو رُدع والا ہے،
اس روایت کی تخریج ابوالحسن علی بن جعد نے کی ہے۔

صحابہ کو اللہ تعالیٰ نے پسند فرمایا ہے

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی بیماری اور حضور رسالتمآب
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیمار پُرسی کی حدیث میں آپ نے فرمایا: الٰہی میرے صحابہ
کو اُن کی ہجرت پر راسخ رکھ اور وُہ پیچھے کو نہ لوٹیں، اس حدیث کی تخریج بخاری مسلم
دونوں نے کی ہے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن سالم اپنے باپ سے وُہ اپنے دادے سے روایت
بیان کرتے ہیں کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بیشک اللہ تبارک و
تعالےٰ نے مجھے پسند فرمایا اور میرے لئے میرے صحابہ کو پسند فرمایا اور اُن میں
سے میرے وزراء اور اصہار وانصار مقرر کئے تو جو کوئی اُنہیں گالی دیتا ہے اُس
پر اللہ تعالےٰ کی فرشتوں کی تمام لوگوں کی لعنت ہے قیامت کے دن اُس کا
زکواۃ اور صدقہ قبول نہیں ہوگا۔

اہلِ بدر و حدیبیہ کی شان

جو چاہو کرو

حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں رسُول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے مجھے اور زبیر و طلحہ اور مقداد کو فرمایا خاخ کے باغ میں جاؤ وہاں ہودج میں بیٹھی ہوئی ایک عورت کے پاس ایک خط ہے وُہ لے آؤ ہم گھوڑوں پر سوار ہو کر نکلے اور باغ میں پہنچ کر اُس عورت سے کہا خط نکال دے۔ اُس نے کہا میرے پاس کوئی خط نہیں۔ ہم نے کہا تو خط نکالتی ہے یا ہم تیرے کپڑوں کی تلاشی لیں؛ اس پر اُس عورت نے اپنے بالوں کے جوڑے سے خط نکال کر ہمارے حوالے کر دیا جسے لیکر ہم رسُول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ یہ خط حاطب بن ابی بلتعہ کی طرف سے بعض مُشرکین مکہ کے نام تھا جس میں رسُول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے بعض اُمور کی مُخبری کی گئی تھی۔

حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے فرمایا اُے حاطب یہ کیا ہے؟ حاطب نے کہا یا رسُول اللہ مجھ پر جلدی نہ کریں میں اپنے امر میں قریش میں ملا ہُوا تھا اور اُن لوگوں سے نہ تھا آپ کے ساتھ جو مہاجرین ہیں مکہ معظمہ میں اُن کے رشتے دار ہیں جو اِن کے قریبیوں اور گھر والوں کی حمایت کرتے ہیں اور میرے گھر والوں کی حمایت کرنے والا کوئی بھی نہیں، میری خواہش تھی کہ اس طرح میں اُن کے نزدیک اپنا مقام بناؤں گا تو وُہ میرے اقربا اور گھر والوں کی حمایت کریں گے خدا کی قسم یا رسُول اللہ میرا یہ کام مجھے دین سے نہیں نکال سکتا اور نہ ہی میں اِسلام کے بعد کفر کے ساتھ خوش ہوں

حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا بیشک یہ تُم سے سچ کہتا ہے حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یا رسُول اللہ مجھے حکم دیں تاکہ میں اِس منافق کی گردن اڑا دوں۔

آپ نے فرمایا بیشک یہ بدر میں حاضر تھا اور تو نہیں جانتا یقیناً اللہ تعالیٰ نے اہلِ بدر کیلئے اطلاع دی ہے پس اہلِ بدر کے لئے فرمایا ہے کہ تم جو چاہو کرو تمہارے لئے بخشش ہے۔

حضرت سہل بن مالک اپنے باپ سے وُہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے فرمایا!

اے لوگو بے شک اللہ تبارک و تعالیٰ نے اہلِ بدر و حدیبیہ کو بخش دیا ہے۔

اِس روایت کی خلعی نے اور حافظ دمشقی نے اپنی معجم میں تخریج کی ہے۔

اہلِ حدیبیہ دوزخ میں نہیں جائیں گے

حضرت اُم مُبشر رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر میں فرمایا اِنشاءاللہ اصحابِ شجرہ میں سے ایک شخص بھی دوزخ میں نہیں جائے گا، وُہ لوگ جنہوں نے درخت کے نیچے بیعت کی، اُم مُبشر نے کہا: ہاں یا رسُول اللہ۔

حضرت حفصہؓ نے جھڑک کر کہا!

وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا [1]

یعنی تم سے ہر ایک کو دوزخ پر سے گذرنا ہو گا۔؟

[1] مریم آیت ۷۱

حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، بے شک اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے

ثُمَّ نُنَجِّی الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَّنَذَرُ الظّٰلِمِیْنَ[له]

یعنی پھر ہم ڈر والوں کو بچالیں گے اور ظالموں کو اس میں گھٹنوں کے بل چھوڑ دیں گے مسلم نے اِس روایت کی تخریج کی۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حاطب بن ابی بلتعہ کے معاملہ میں حضرت عمر کو فرمایا اور تو نہیں جانتا یقیناً اللہ تعالےٰ نے اہلِ بدر کے لئے اطلاع دی ہے پس فرمایا! تم جو چاہو کرو اللہ تعالیٰ نے تمہیں بخش دیا ہے۔

اِس روایت کی تخریج میں مسلم کا تفرد ہے، یہ حضرت عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ کے مناقب میں آئے گی۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حاطب کے غلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آکر حاطب کی شکایت کرتے ہوئے کہا وہ جہنمی ہے، آپ نے فرمایا تو جھوٹا ہے، بدر و حدیبیہ میں موجود ہونے والوں میں سے کوئی بھی جہنم میں داخل نہیں ہوگا۔

صحابہ پر اہلِ بدر کی فضیلت

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت جبریل علیہ

له مریم آیت ۷۲

السلام نے حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا یا محمد آپ کے نزدیک آپ کے صحابہ میں کون افضل ہے؟

آپ نے فرمایا جو لوگ بدر میں حاضر تھے۔

جبریل نے کہا جیسا کہ ہمارے نزدیک آسمانوں میں وہ فرشتے دوسروں سے افضل ہیں جو بدر میں موجود تھے۔ اس روایت کی تخریج ابن بشران نے کی۔

حضرت رفاعہ بن رافع رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ جبریل علیہ السلام نے حضور علیہ الصلوات والسلام کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی آپ لوگوں میں اہل بدر کا کیا مقام ہے؟ ——— آپ نے فرمایا وہ مسلمانوں میں افضل ہیں یا ایسا ہی کوئی اور کلمہ کہا، جبریل نے عرض کی یہی بات بدر میں حاضر ہونے والے فرشتوں کے لئے ہے، اِس روایت کی تخریج ملاء نے اپنی سیرت میں کی۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ درخت کے نیچے بیعت کرنے والوں میں سے کوئی بھی دوزخ میں نہیں جائے گا، اِس حدیث کی تخریج ترمذی نے کی اور کہا یہ حسن صحیح ہے اور ملاء نے اپنی سیرت میں نقل کرتے ہوئے حدیبیہ کا لفظ اور یہ جملہ زائد بیان کیا کہ ان میں سے کوئی شخص آگ سے مس نہیں کرے گا جس نے مجھے دیکھا اور مجھے دیکھنے والے کو دیکھا اور مجھ پر ایمان لایا۔

عشرہ مبشرہ اہلِ بدر ہیں

جملہ عشرہ مبشرہ بدر والوں کے حکم میں داخل ہیں خواہ وہ حاضر تھے یا نہ تھے جو ان میں سے حاضر نہ تھے انہیں غنیمت کا اجر اور حصہ حاضر ہونے والوں کے مطابق دیا گیا۔

جیسا کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ بیعت شجرہ کے وقت حاضر نہ تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ایک ہاتھ مبارک پر اپنا دوسرا ہاتھ مبارک رکھ کر فرمایا یہ عثمانؓ کا ہاتھ ہے۔

صحابہ کے ساتھ مُحبت واحسان اور اُن کیلئے استغفار اور کفّ لِسان کے بیان میں

مُحبّ محبوب کے ساتھ ہوگا

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی یارسول اللہ! ایک شخص کسی قوم کے ساتھ محبت کرتا ہے مگر وہ اُن کے ساتھ ملحق نہیں تو وہ اُنہیں کیسے دیکھے گا؟ آپ نے فرمایا جس سے کوئی مُحبت کرتا ہے اُسی کے ساتھ ہوگا، اِس حدیث کو بخاری مُسلم نے نقل کیا ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی یارسول اللہ قیامت کب آئے گی؟ آپؐ نے فرمایا تو نے قیامت کے دن کے لئے کیا سامان تیار کیا ہے؟ اُس نے کہا میں اللہ اور اُس کے رسول کے ساتھ مُحبّت کرتا ہُوں، آپ نے فرمایا پس تُو جن کے ساتھ مُحبّت کرتا ہے اُن کے ساتھ ہوگا، کہا ہمیں اسلام لانے کے بعد ہر خوشی سے زیادہ خوشی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اِس فرمان سے ہُوئی کہ تو جس سے مُحبّت کرتا ہے اُس کے ساتھ ہوگا۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ہم اللہ و رسول اور ابوبکر و عمر کے ساتھ مُحبت کرتے ہیں اور اُمید کرتے ہیں کہ اِن کے ساتھ ہونگے اگرچہ ہمارے

اعمال اُن کے اعمال جیسے نہیں، اِس حدیث کی تخریج مُسلم نے کی۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ایک اعرابی حاضر ہُوا اور اُس نے کہا! یارسُول اللہ قیامت کب آئے گی؟

آپؐ نے فرمایا! قیامت کے لئے تیرے پاس کیا ہے؟

اعرابی نے کہا! ایسی کوئی چیز نہیں جو میرے لئے زیادہ لائق ستائش ہو مگر میں اللہ تعالےٰ اور اُس کے رسُولؐ سے محبت کرتا ہُوں"

آپ نے فرمایا! تُو اپنے محبُوب کے ساتھ ہوگا۔ مُسلم"

صحابہؓ سے احسان کرو

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جابیہ میں ہمارے پاس تشریف لائے تو فرمایا رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے اس مقام کی مثل کھڑے ہو کر فرمایا میرے صحابہ کی طرف نیکیاں بھیجو پھر جو اُن کے بعد والے ہیں،

۔ ذہبی نے تلخیص میں اور حافظ بن ناصر سلامی نے اِس کی تخریج کی اور کہا یہ حدیث صحیح ہے اور اِس کے رجال ثِقہ ہیں جن سے بخاری مُسلم نے روایت لی ہے،

اِس میں صحابۂ رسُول کے لئے وصیّت ہے کہ اُن سے بھلائی اور محبّت کی جائے اُن کے لئے استغفار کیا جائے، اُن پر رحم کیا جائے اور اُن کے مابین مشاجرات پر زبان کو روکا جائے"

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جابیہ میں خطاب کرتے ہُوئے اُنہیں فرمایا! حضور رسالتآب صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے میرے صحابہ کی تکریم کرو پھر اُن سے بعد والوں کی پھر اُن سے بعد والوں کی،

یہ حدیث ابوعمر بن سماک نے نقل کی تکریم سے مُراد اُن کے ساتھ نیکی کرنا ہے،

حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! میرے صحابہ کے بارے میں اچھی بات کہنے والا نفاق سے بری ہے اور جو ان کے حق میں بُری بات کہتا ہے وہ میری سُنت کا مخالف ہے اُس کا ٹھکانہ جہنم ہے جو بہت ہی بُرا ٹھکانہ ہے۔ ۔ شرف النبوۃ ابوسعد"

ابن غیلان کی روایت میں آپؐ کا فرمان ہے میرے صحابہ کے بارے میں اچھی بات کہنے والا مومن ہے"

صحابہ کے لئے استغفار کرو

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں! تمہیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کے سب وشتم پر استغفار کا حکم دیا گیا ہے۔

اِس حدیث کی تخریج مُسلم اور ابو معاویہ نے کی ہے اور اِس میں اکرام و احسان والی حدیث کی تائید ہے۔

حضرت سہل بن مالک اپنے باپ سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! میرے دامادی، سُسرالی رشتوں اور میرے صحابہؓ کے بارے میں میرے حق کا خیال رکھو۔ اللہ تعالیٰ تم سے اُن میں سے کسی کے ساتھ بھی ظُلم و زیادتی طلب نہیں کرتا۔ اُے لوگو! مُسلمانوں سے ی زبانیں اُٹھا لو اور جب کوئی شخص فوت ہو جائے تو اُسے بھلائی سے یاد کرو۔

اس حدیث کی تخریج خلعی نے۔ اور حافظ دمشقی نے معجم میں کی ہے۔

عبدالرحیم بن زید العمی نے کہا مجھے میرے باپ نے بتایا کہ میں نے تابعین میں سے چالیس شیوخ کی زیارت کی اُن سب نے یہ حدیث بیان کی کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جو شخص میرے تمام صحابہ سے محبت اور دوستی رکھے گا اور اُن کے لئے استغفار کرے گا اللہ تبارک و تعالےٰ قیامت کے دن اُسے ان کے ساتھ جگہ عطا فرمائے گا۔ اس حدیث کی تخریج ابن عرفہ عبدی نے کی۔

صحابہ واہلبیت سے محبت کا صلہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص میرے صحابہ و ازواج واہلبیت سے محبت کرتا ہے اور اُن میں سے کسی پر طعن نہیں کرتا اور اُن کی محبت پر دُنیا سے انتقال کرتا ہے وہ قیامت کے دن میرے ساتھ میرے درجہ میں ہوگا، "سیرت ملا"۔

محبتِ صحابہ محبتِ رسُول وخُدا

حضرت عبداللہ بن معقل رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا! اللہ اللہ میرے صحابہ، میرے بعد وہ گرفتارِ اغراض نہیں ہونگے، اُن سے محبت رکھنے والا میرا مُحب اور اُن سے بُغض رکھنے والا میرا مُبغض ہوگا جس نے اُنہیں ایذاء دی اُس نے مجھے ایذاء دی، جس نے مجھے ایذاء دی اُس نے اللہ تعالیٰ کو ایذاء دی اور جس نے اللہ تعالیٰ کو ایذاء دی اُسے وہ عنقریب پکڑے گا۔

اس حدیث کی تخریج حافظ ذہبی نے تلخیص میں اور حافظ ابو القاسم دمشقی نے معجم میں کی۔

اور فرمایا جو اُن سے محبت رکھتا ہے وہ میرے ساتھ محبت رکھتا ہے اور جو اُن سے بُغض رکھتا ہے وہ میرے ساتھ بغض رکھتا ہے۔ اس حدیث کے ماقبل و مابعد اُسی حدیث کے الفاظ بیان ہوئے اور وہ بنیط بن شریط اشجعی کی رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کردہ حدیث ہے۔

ایسے ہی حافظ کی روایت سے ابن معقل کی روایت ہے۔

مشاجراتِ صحابہ میں غور و فکر سے احتراز اور امتناعِ سب و شتم

پہلی فصل میں صحابہ کو گالی نہ دینے اور تیسری فصل میں اُن کے معلامات میں غور و فکر سے روکنے کا بیان ہُوا۔

صحابہ کے ساتھ غیر صحابہ کا تقابل نہ کرو

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے فرمایا۔ میرے بعد میرے اصحاب سے لغزش ہو گی تو اللہ عزّ و جلّ اُنہیں میرے ساتھ سبقت کی بنا پر بخشش دے گا۔ اُن کے بعد جو لوگ ایسا کام کریں گے اللہ تبارک و تعالیٰ اُنہیں ناک کے بل اُوندھے مُنہ جہنم میں گرائے گا۔ اِس روایت کو تمام رازی نے فوائد میں نقل کیا۔

یہ قول کہ اُن کے بعد جو ایسا کام کریں گے۔ تو جائز ہے کہ اِس سے مُراد صُورتاً اس کی مثل کام کرنے والے ہوں پس وُہ اِس خیال پر اعتماد کرتے ہُوئے کہ صحابہ نے اول و آخر ایسا کیا تھا امام پر خروج کریں تو اِس قیاس کو رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے باطل قرار دیا ہے اور صحابہ اور اُن کے بعد والوں کے درمیان فرق کو ظاہر فرمایا ہے۔

اور اِس سے ڈرایا ہے تاکہ وُہ اس امر کیساتھ بصیرت پر عمل کریں اور اِس کے ساتھ حجت کا اعتقاد رکھیں۔ اور یہ بھی جائز ہے کہ اُن کا اس [illegible] کے اقتضاء کے ساتھ

عمل کرنا مُراد ہو جس میں اِس کے ساتھ وُقوع سے اُن کے عوائد دلیری کر جاتے ہیں، اس میں اُن کا اعتقاد خطا اور اُس کے اعراض سے اخذ کرنا ہے۔

پس رسُول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے فرمایا! بیشک اللہ تعالیٰ نے میرے صحابہ کے گُناہ کو بخش دیا ہے اور اُن سے درگذر فرمائی ہے اور جو اُس میں تھا وُہ باقی نہیں جس کا وقوع واجب ہوتا۔

پس اُس کے لئے ہلاکت ہے جو سیدھے راستے سے بھٹکا ہُوا ہے اور اُن کیلئے اُس چیز کے واقع ہونے کو ضروری سمجھتا ہے جس کا وقوع اُس کے لئے واجب ہے اور جس کی گواہی لسانِ نبوت نے دی ہے۔ الحمد للہ ہم اِس سلسلہ میں اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں اور اُس سے نعمتِ دوام و تمام کا سوال کرتے ہیں۔

صحابہؓ کو بُرا نہ کہو

۱۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے فرمایا جب تقدیر کا ذکر ہو تو خاموش رہو اور جب میرے اصحاب کا ذکر ہو تو رُک جاؤ۔

۲۔ حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے فرمایا! جو میرے اصحاب کو گالی دیتا ہے اُس پر اللہ تعالیٰ کی فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی لعنت ہے اُس کی زکواۃ و خیرات قبول نہیں ہو گی۔

۳۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی سے روایت ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے فرمایا! جس نے میرے اصحاب کو اذیت اور گالی دی اُس نے مجھے اذیت دی۔

حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسُول اللہ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو میرے کسی صحابی کو گالی دیتا ہے اُسے کوڑے مارو۔

یہ روایت خیثمہ بن سلیمان نے نقل کی ہیں اور تیسری روایت کی تخریج سماک نے موافق میں کی ہے۔

۴۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو انبیاء کرام میں سے کسی نبی کو گالی دے اُسے قتل کر دو اور جو میرے صحابہ میں سے کسی صحابی کو گالی دے اُسے کوڑے لگاؤ،

اس روایت کو تمام رازی نے فوائد میں نقل کیا۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! مجھے میرے کسی صحابی سے بُری چیز نہیں پہنچتی پس میں اُنکی طرف سے بری الذمہ ہوں اور ہم سلیم سینے والے ہیں،

حضرت عبد اللہ فرماتے ہیں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں مال آیا تو آپ نے اُسے تقسیم فرما دیا اور مجلس میں بیٹھے ہُوئے دو اشخاص کو نہ دیا اُن دونوں نے کہا! محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اِس مال کی تقسیم سے نہ اللہ تعالےٰ کیلئے ارادہ ہے اور نہ دارِ آخرت کے لئے،

حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے تو آپ کو اُن کی بات بتائی گئی۔ آپ کا چہرۂ انور سُرخ ہو گیا اور آپ نے فرمایا!

تو مجھے اُس سے چھوڑ دے حضرت مُوسیٰ علیہ السلام کو اس سے زیادہ تکلیف دی گئی تو اُنہوں نے صبر کیا،

اِس کی تخریج ترمذی نے بھی کی ہے اور عشرہ مبشرہ اور دیگر مہاجرین و انصار صحابہ کے مابین مواخات کی احادیث میں اِسے بیان کیا ہے۔ اور اُنکے بعض پر اِس کا نام ذکر کیا ہے۔

صحابہؓ میں بھائی چارہ

حضرت زید بن ابی اوفیٰؓ سے روایت ہے کہ میں رسُول اللہ کی مسجد میں آپ کی خدمت میں حاضر ہُوا تو آپ نے فرمایا! فلاں بن فلاں کہاں ہے۔؟

میں نے آپ کے اصحاب کے چہروں مین نظر کی تو اُن لوگوں کو نہ پایا اور اُٹھ کر اُن کی طرف گیا یہاں تک کہ جب وُہ آپ کے پاس پہنچے تو آپ نے اللہ تعالےٰ کی حمد و ثناء بیان کی پھر فرمایا! میں تم سے جو بات کرتا ہُوں اُسے یاد کر لو اور بھُول نہ جاؤ اور اِس کے ساتھ تمہارے بعد والے بیان کریں۔ بیشک اللہ تعالےٰ نے اپنی مخلوق سے مجھے چُن لیا ہے پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔

اَللّٰہُ یَصْطَفِیْ مِنَ الْمَلٰٓئِکَۃِ رُسُلًا وَّمِنَ النَّاسِ [1]

اللہ تعالیٰ ملائکہ اور انسانوں سے رسُول چن لیتا ہے۔

اور میں نے تم میں سے جسے پسند کیا اُسے چُن لیا اور تمہارے درمیان بھائی چارا مقرر کرتا ہُوں جس طرح اللہ تعالےٰ نے فرشتوں کے درمیان بھائی چارا قائم کیا۔

پس اے ابُوبکرؓ اُٹھ کر میرے سامنے آ جا میرے نزدیک تیرے لئے اللہ کا ہاتھ ہے اس کے ساتھ تیری جزا ہے اور اگر میں کسی کو خلیل بناتا تو تجھے بناتا، تو مجھے بمنزلہ جسم سے قمیص کے ہے پھر حضرت ابُوبکرؓ اپنی جگہ سے الگ ہو گئے۔

پھر آپ نے فرمایا اے عُمرؓ میرے قریب آ جاؤ۔ وُہ آپ کے قریب ہُوئے تو آپ نے فرمایا! اے اباحفص تو ہم پر سخت مشکل ڈالنے والا تھا تو میں نے اللہ تعالیٰ

---

[1] الحج آیت ۷۵

سے دعا کی کہ تیرے ساتھ یا ابوجہل بن ہشام کے ساتھ اسلام کو عزت عطا فرمائے۔ پس اللہ تعالیٰ نے تجھ سے یہ کام لے لیا اور ہیں تم دونوں کو اللہ کی طرف چاہتا تھا۔ تُو میرے ساتھ جنت میں اِس اُمت سے تین کا تیسرا ہو گا پھر حضرت عمرؓ نے وُہ جگہ چھوڑ دی، پھر آپ نے حضرت عمرؓ اور حضرت ابُو بکر رضی اللہ تعالےٰ عنہما کے درمیان اُخوت قائم فرمائی۔

پھر آپ نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلایا تو فرمایا اے اباعمرو میرے قریب آجاؤ اے اباعمرو میرے قریب آجاؤ آپ مسلسل ایسے ہی کہتے رہے یہاں تک کہ حضرت عثمان غنیؓ کا کندھا آپ کے کندھے مبارک سے مِل گیا تو رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے آسمان کی طرف دیکھ کر تین مرتبہ فرمایا! سبحان اللہ العظیم۔ پھر حضرت عثمانؓ کی طرف دیکھا تو اُن کی قمیص کا بٹن کُھلا ہُوا تھا آپ نے اُن کا بٹن ہاتھ میں پکڑ فرمایا! اپنی چادر اپنے سینے کے اُوپر لپیٹ لے۔

پھر فرمایا! تیرے لئے اہل آسمان میں زبان ہے۔ تُو جس چیز سے میرے حوض پر آئے گا۔ وُہ تیرا خُون بہ رہا ہو گا۔ تجھے کہا جائے گا تیرے ساتھ یہ کس نے کیا ؟ تو کہا جائے گا فلاں اور فلاں نے اور یہ کلام جبرئیل کا ہو گا جب ہاتف آسمان سے آواز دے گا۔ پھر آپؐ نے فرمایا عثمان ہر مخذول یعنی مدد چھوڑے گئے پر امیر ہے۔

حضرت عثمان اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف

پھر حضرت عثمان نے اپنی جگہ چھوڑ دی تو اپ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کو بلا کر فرمایا! اے اللہ کے امین قریب آجا تو امین اللہ ہے اور آسمان میں تیرا نام امین ہے۔ تجھے اللہ تعالیٰ نے تیرے مال پر حق کے ساتھ مسلّط کیا۔ میرے نزدیک تیرے لئے جس کا وعدہ ہے اور بیشک میں نے اُسے مؤخر کیا ہے اُنہوں نے کہا یا رسول اللہ

میرے لئے تاخیر کی ہے ؟

آپ نے فرمایا! اُے عبدالرحمٰن مجھ سے اپنی امانت لے لے، پھر فرمایا اے عبدالرحمٰن تیری یہ شان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تیرا مال بڑھایا اور ہاتھ کا اشارہ کرتے ہُوئے فرمایا ایسے ہی ہے اور ایسے ہی ہے۔

پھر حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے اپنی جگہ چھوڑ دی اور آپ نے اُن میں اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں مواخات قائم فرمائی۔

طلحہؓ و زبیرؓ کی اخوت

پھر آپ نے حضرت طلحہ و زبیر رضی اللہ تعالےٰ عنہما کو بلا کر فرمایا دونوں میرے قریب آجاؤ پس وُہ قریب ہُوئے تو آپ نے فرمایا! تم حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کے حواری کی طرح میرے حواری ہو پھر دونوں کا آپس میں بھائی چارا قائم فرمایا۔

عمارؓ اور سعد بن ابی وقاصؓ

پھر حضرت عمار بن یاسر اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو بلایا اور حضرت عمار کو فرمایا اُے عمار تجھے باغی گروہ شہید کرے گا اور ان دونوں میں اُخوت قائم کی۔

ابادرداءؓ اور سلمانؓ

پھر عویمر بن زیاد ابادرداء اور حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی آپس میں اُخوت قائم فرمائی اور حضرت سلمانؓ کو فرمایا اے سلمان تو میرے اہلبیت سے ہے اور اللہ تعالےٰ نے تجھے پہلی اور آخری کتاب کا علم عطا فرمایا ہے، پھر فرمایا اے ابادرداء

کیا تو مہجر ہے!

اُنہوں نے کہا ہاں یارسُول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپنے فرمایا!
اگر تو اُن کو گُم پائے اور وُہ تجھے گُم پائیں تو اگر وُہ تجھے چھوڑ دیں تو تُو اُن کو نہ
چھوڑ۔

پھر آپ نے حضرت ابُودرداء اور حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے درمیان
اخوت قائم فرمائی۔ پھر آپ نے صحابہ کرام کے چہروں کو دیکھ کر فرمایا تمہیں بشارت ہو اور
تمہاری آنکھیں ٹھنڈی ہوں تم پہلے لوگ ہو جو میرے پاس حوض پر آؤ گے اور تم بلند بالا
خانوں میں ہوگے۔

پھر آپ نے حضرت عبداللہ ابن عمرو کی طرف دیکھا اور فرمایا! تعریف ہے
اللہ تعالیٰ کی جس نے اُنہیں گمراہی سے ہدایت دی جسے اُس نے چاہا۔

حضُور رسالتمآب اور حضرت علیؓ

حضرت علی نے عرض کی! میری رُوح چلی گئی اور میری کمر ٹوٹ گئی جب میں
نے آپ کو دیکھا کہ آپ نے میرے سوا اپنے اصحاب کا بھائی چارا قائم کر دیا ہے بیشک
یہ رضا و کرامت کے فلک پر گرنے سے ہے۔

حضُور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! قسم ہے اُس ذات کی جس کے
قبضہ میں میری جان ہے میں نے تجھے اپنی ذات کے لئے مؤخر کیا ہے، اور تو مجھے اس
طرح ہے جیسے مُوسیٰ کو ہارُون سوائے اِس کے کہ میرے بعد نبی نہیں، اور تو میرا
بھائی اور میرا وارث ہے،

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے عرض کی اَے اللہ کے نبی آپ کی وراثت
کیا ہے!

آپ نے فرمایا! جو مجھ سے پہلے انبیاء کی وراثت تھی۔
حضرت علی نے عرض کی! آپ سے پہلے انبیاء کرام کی وراثت کیا تھی؟
آپ نے فرمایا! اُن کے پروردگار کی کتاب اور اُن انبیاء کی سُنت اور تو جنت
میں میرے ساتھ میرے محل میں ہوگا اور میری بیٹی فاطمہؑ ساتھ ہوگی، پھر آپ نے یہ آیت
تلاوت فرمائی،

اخوانا علیٰ سُرُرٍ متقابلین[۱]

بھائی ہیں تختوں پر آمنے سامنے بیٹھے ہیں
اللہ کی محبت میں ایک دُوسرے کو دیکھتے ہونگے ،اس روایت کی تخریج حافظ
ابو قاسم دمشقی نے اربعین طوال میں کی۔

اور امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ
تعالیٰ عنہ کے مناقب کی کتاب میں اِس معنیٰ کی حدیث مواخات مختصر طور پر بیان کی،
اور کہا کہ جب حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کے درمیان اخات
قائم فرمائی تو حضرت علیؓ کو ایسا اور ایسا فرمایا،

مواخات کی دُوسری روایت

ابُوسعد نے شرف النبوۃ میں عقبہ بن عامر جہنی سے بعض الفاظ کے تغیّر سے
یہ روایت بیان کی اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا تذکرہ نہیں کیا اور کہا کہ رسُول
اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا!
اے ابا بکر و عمر میں تمہیں آپس میں مواخات کا حکم دیتا ہُوں تم دونوں دُنیا و آخرت

---

[۱] الحجر آیت ۴۷

ہیں بھائی ہو پس تم دونوں آپس میں ایک دوسرے کو سلام کرو اور ایک دوسرے سے مصافحہ کرو چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عمرؓ فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہاتھ تھام لیا۔

پھر آپؐ نے فرمایا اے زبیرؓ اے طلحہ تم دونوں میرے پاس آؤ میں نے تم دونوں میں بھائی چارہ قائم کیا تم دونو دنیا و آخرت میں ایک دوسرے کے بھائی ہو پس ایک دوسرے کو سلام کرے اور اُس سے مصافحہ کرے پس اُنہوں نے ایسا ہی کیا،

پھر آپ نے حضرت عبدالرحمن اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو اپنے پاس بلا کر فرمایا میں تم دونوں کو آپس میں بھائی بناتا ہوں پس تم دونوں دُنیا و آخرت میں بھائی ہو پس ایک دوسرے کو سلام کرے اور مصافحہ کرے۔

پھر آپ نے حضرت ابی بن کعب اور حضرت ابن مسعودؓ میں اُخوت قائم کی اور اُن دونوں نے بھی ایک دوسرے کو سلام کر کے ہاتھ ملایا۔

پھر حضرت ابی عبیدہ بن جراح اور حضرت ابی حذیفہ کے آزاد کردہ غلام حضرت سالم کا پہلوں کی طرح بھائی چارہ قائم کر دیا، پھر ایسے ہی حضرت ابُودرداء اور حضرت سلمانؓ کو آپس میں بھائی بنایا پھر ایسے ہی حضرت سعد بن ابیؓ وقاص اور حضرت صہیبؓ میں اخوت قائم کی،

پھر حضرت ابُوایوبؓ انصاری اور حضرت بلالؓ میں ایسے ہی بھائی چارہ قائم فرمایا پھر ایسے ہی اسامہ بن زید اور ابی ہند حجام کے درمیان اخوت قائم کی اور دونوں نے ایک دوسرے کو سلام کر کے ہاتھ ملایا،

پھر آپ نے حضرت فاطمہ اور حضرت اُم سلیم کو ایک دوسری کی بہنیں بنایا اور اُم سلیم کو مبارک دی اور حضرت عائشہ اور حضرت ابوایوب کی بیوی کو بہنیں بن جانے کا حکم فرمایا اور رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے آلِ ابی طلحہ اور آلِ ابی ایوب کے

لئے اللہ تعالیٰ سے جزائے خیر طلب کی۔

مہاجرین و انصار کی مواخات

مہاجرین و انصار کے مابین مواخات کا ذکر کرتے ہوئے ابن اسحاق نے کہا کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔ ہمیں خبر پہنچی ہے کہ تمہیں اللہ تعالیٰ کے لئے دو دو بھائی بنا دیا جائے۔ پھر آپ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا یہ میرا بھائی ہے چنانچہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ دونو بھائی تھے۔

حضرت حمزہ اور حضرت زید بن حارثہ مولیٰ رسُولؐ دونوں بھائی تھے۔

حضرت جعفر بن ابی طالبؓ اور بنی سلمہ کے حضرت معاذ بن جبلؓ دونو بھائی تھے۔

حضرت ابوبکرؓ اور بنی حارث بن خزرج کے حضرت خارجہ بن زیدؓ دونو بھائی تھے۔

حضرت عمر بن خطاب اور بنی سالم بن عوف کے حضرت عتبان بن مالکؓ دونو بھائی تھے۔

حضرت ابُوعبیدہؓ بن الجراح اور بنی عبدالاشہل کے حضرت سعد بن معاذؓ دونو بھائی تھے۔

حضرت عبدالرحمن بن عوف اور بنی حارث بن خزرج کے حضرت سعد بن ربیع بھائی بھائی تھے۔

حضرت زبیر بن العوامؓ اور بنی عبدالاشہل کے حضرت سلمہ بن سلامہؓ بن وقش بھائی بھائی تھے، اور کہتے ہیں بلکہ حضرت زبیرؓ اور بنی زہرہ کے حلیف حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ بھائی بھائی تھے۔

حضرت عثمان بن عفان اور بنو نجار کے حضرت اوس بن ثابت بن منذر

دونو بھائی تھے۔

حضرت طلحہ بن عبیداللہ اور بنی سلمہ کے حضرت کعب بن مالکؓ دونو بھائی بھائی تھے،

حضرت سعید بن زید اور بنو نجار کے حضرت ابی بن کعب دونوں بھائی بھائی بنائے گئے تھے۔

حضرت مصعب بن زبیر اور بنی نجار کے حضرت ابوایوب خالد بن زیدؓ بھائی بھائی تھے،

حضرت ابوحذیفہ بن عتبہ بن ربیعہؓ اور بنی عبدالاشہل کے حضرت عباد بن بشرؓ دونو بھائی بھائی تھے،

بنی مخدوم کے حلیف حضرت عمار بن یاسرؓ اور بنی عبدالاشہل کے حلیف بنی یمان قبیلہ کے حضرت حذیفہ بن یمان بھائی بھائی تھے،

کہتے ہیں بلکہ حضرت عمارؓ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خطیب بنی حارث بن خزرج کے حضرت ثابت بن قیسؓ بھائی بھائی تھے۔

حضرت ابوذر بریر بن جنادہ غفاری اور بنی ساعدہ بن کعب بن خزرج کے حضرت منذر بن عمرو بھائی بھائی تھے۔

ابن ہشام نے کہا میں نے ایک سے زیادہ علماء سے سنا ابوذر بریر بن جنادہ نہیں جندب بن جنادہ ہیں۔

بنی اسد بن عبدالعزیٰ کے حلیف حضرت حاطب بن ابی بلتعہ اور بنی عمرو بن عوف کے حضرت عویم بن ساعدہ بھائی بھائی تھے۔

حضرت سلمان فارسیؓ اور بنو حارث بن خزرج کے حضرت ابودرداء عویمر بن ثعلبہؓ دونو بھائی بھائی تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موذن حضرت بلالؓ اور حضرت ابورویحہ بن عبدالرحمن خثعمی دونوں بھائی بھائی تھے۔

ابن اسحاق نے کہا ہمارے لئے یہ وہ نام ہیں جن کے درمیان رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے صحابہ سے اخوت قائم فرمائی اور ابن اسحاق کی حدیث سوائے حضرت سعد بن ابی وقاص کے عشرہ مبشرہ کو متضمن ہے، اور مہاجرین وانصار کے مابین اس مواخات کی وجہ سے مہاجرین سے غربت کی وحشت دور ہوگئی اور ان کی آپس میں موانست ہوگئی،

اس سے پہلے عقبہ بن عامر کی حدیث سوائے سعید بن زید کے عشرہ مبشرہ کو متضمن ہے، پس عشرہ مبشرہ کے لئے مواخات حاصل ہوگئی اور اس بھائی چارے سے مہاجرین کے درمیان موانست قائم ہوگئی، اور ایک دوسرے سے شدید محبت ہوگئی،

ابن اسحاق نے مہاجرین کی مواخات کا اختصاراً ذکر کرتے ہوئے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے درمیان، حضرت عثمان اور حضرت عبدالرحمن بن عوف کے مابین، حضرت طلحہ اور حضرت زبیر کے درمیان حضرت ابوذر اور حضرت مقداد کے درمیان، معاویہ بن ابوسفیان اور حتات مجاشعی کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا، اور اس سیاق کا اختلاف مکررات پر دلالت کرتا ہے واللہ اعلم یعنی یہ مواخات ایک سے زیادہ مرتبہ قائم ہوئی۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابوبکر وعمر کے درمیان، حمزہ بن عبدالمطلب اور زید بن حارثہ کے مابین حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت زبیر بن العوام کے درمیان، حضرت عبدالرحمن بن عوف اور حضرت سعد بن مالک کے درمیان میرے اور اپنی ذات اقدس کے مابین مواخات قائم فرمائی، اس کی تخریج خلعی نے کی۔

ابوعمر بن عبدالبر نے کہا، رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مہاجرین کے درمیان اخوت قائم کی. پھر مہاجرین وانصار کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا. اور دونوں اخوتوں کے وقت حضرت علی کے لئے فرمایا. تو دُنیا وآخرت میں میرا بھائی ہے. اس کے اور میری ذات کے درمیان اخوت ہے.

طبرانی نے اپنی معجم میں روایت بیان کی کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی اور حضرت عثمان کے مابین اخوت فرمائی شائد یہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ اقدس اور حضرت علی کے درمیان اخوت کے بعد دومرتبہ سے ایک بار ہو. یا دُوسرے وقت میں ہو.

مواخات میں اختلافِ روایات اِسکے مکرر ہونے پر دلالت کرتا ہے یہاں تک کہ ایک اخوت دو اور تین کیلئے ہو.

شجرۂ نسب عشرہ مبشرہ

محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

عبداللہ

عبدالمطلب

ہاشم

عبدمناف

قصی

کلاب

مرہ

کعب

لوی

غالب

فہر

مالک

نضر

کنانہ

خزیمہ

مدرکہ

الیاس

مضر

نزار

معد

علی — ابوطالب

عثمان — عفان — ابی العاص — امیہ — عبدالشمس

عبدالرحمن — عوف — عبدعوف

سعد — ابی وقاص

زبیر — عوام — خویلد — اسد

ابوبکر — ابی قحافہ

طلحہ — عبیداللہ — عثمان — عمرو

ابوعبیدہ — جراح

عمر — خطاب — نفیل

سعید — زید

دُوسرا باب

عشرہ مُبشّرہ اور اُن کے نسب کا بیان اور اِس میں رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نسبت سے اُن کی اجتماعی فضیلت ہے،

محمد بن احمد بن خلفؒ کی نظم میں اِس شجر کی شاخوں کا بیان۔

صلاة ربي دائماً والطيبين البررة	على النبيِ المصطفى وآله والعشرة
فآله من فاطمٍ ومن أخيه حيدرة[1]	وشيبة[2] الحمد لهم أصل أطابَ الثمرة
وبعدهم عثمانُ من عبد مُناف الخيرة	ومن قصيّ لحق الزبير مُرْدي الكفرة
سعد المفدى من كلابٍ وابنِ عوف آزره	صديقنا وطلحة من مرة ما أشهره
فاروقُنا من كعبهم سعيد يقفو أثَرَهْ	وعامر الأمين من فهر كمال العشرة

(رضي الله عنهم وأرضاهم أجمعين بمحمد وآله)

حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور آپ کی آلِ پاک اور عشرہ مُبشّرہ پر میرے رب اور پاکیزہ نیک لوگوں کا ہمیشہ دُرود ہو۔

پس آپؐ کی آلِ پاک سیدہ فاطمہ اور آپ کے بھائی حضرت حیدر کرار رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے ہے اِس خوشبودار اور پاکیزہ پھل کی اصل شیبۃ الحمد حضرت عبدالمطلب ہیں،

اِن کے بعد عبدِ مناف کی اصل سے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اور قصی کی اولاد سے حضرت زبیر بن عوام کو اختیار کیا۔

اولادِ کلاب سے حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اور ہمارے صدیق حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو منتخب کیا۔

اُن کے کعب سے ہمارے فاروق حضرت عمر بن خطاب اور حضرت سعید بن زید ہیں اور فہر کی اولاد سے عامر الامین حضرت ابو عبیدہ بن الجراح ہیں، پس یہ عشرہ مبشرہ کامل ہوئے،

اللہ تعالیٰ اُن سے راضی ہو اور وُہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور آپکی آلِ پاک کے ساتھ راضی ہوں،

ارواحِ عشرہ کا تعلق

یہاں تک نسب نامہ متفق علیہ ہے اور روایت ہے کہ اللہ تبارک وتعالےٰ نے عشرہ مبشرہ کی ارواح کے درمیان اُنکی تخلیق سے پہلے اجتماع فرمایا، اور اُنکے انوار سے ایک پرندہ پیدا فرمایا جو جنت میں ہے،

اِس روایت کی تخریج ملاء وغیرہ نے کی۔

پس اللہ تعالےٰ نے اُن کے درمیان اُن کی ارواح کو اشباحاً جمع فرمایا پھر اس کے درمیان اشباح وارواح کو نسب وصحبت اور اخوت ودوستی اور تراحم میں جمع فرمایا، پھر رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی صحبت میں پھر جنت میں، اس کا ذکر آگے آئے گا،

سعید اور شقی

پس جو سعید ہے اِن سب سے دوستی رکھتا ہے اور اِن میں سے کسی کا فرق نہیں اور اُن سے ہدایت حاصل کرتا ہے، اور اُن کی رسی سے وابستہ ہو جاتا ہے،

اور جو شقی ہے وُہ اُن کے مابین مشاجرات میں غور و فکر کرتا ہے اور اُن

کے درمیان تفریق پیدا کرتا ہے اور اپنے نفس کی اتباع کرتا ہے، اور اُن میں سے کسی ایک کو بُرا کہتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کا شکر اور احسان ہے کہ ہم اِس سے پناہ مانگتے ہیں اور تعالیٰ سے اُس کی نعمتِ تمام و دوام کا سوال کرتے ہیں آمین، آمین

محبوبؐ کے محبوب

حضرتِ عبداللہ ابنِ مسعود رضی اللہ تعالٰے عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کی یا رسُول اللہ! لوگوں میں سے آپ کے نزدیک کون زیادہ محبوب ہے؟

آپ نے فرمایا! عائشہؓ

میں نے کہا مردوں سے؟

آپ نے فرمایا! ابوبکرؓ

میں نے کہا پھر کون؟

آپ نے فرمایا! عمرؓ

میں نے کہا پھر کون؟

آپ نے فرمایا! عثمانؓ

میں نے کہا پھر کون؟

آپ نے فرمایا! پھر علی بن ابی طالب

پس میں خاموش ہُوا تو رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے عبداللہ جو چاہتا ہے پوچھ لے؟

میں نے عرض کیا! آپ کو علیؓ کے بعد لوگوں میں سے کون محبوب ہے؟

آپ نے فرمایا! طلحہ پھر زبیر پھر سعد پھر سعید پھر عبدالرحمٰن بن عوف پھر ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ اِس روایت کی تخریج ملاء نے سیرت

میں کی، اور یہ روایت غریب ہے،

اور صحیح حدیث عمرو بن العاص کی ہے اُنہوں نے کہا میں نے عرض کی یا رسُول اللہ لوگوں میں آپ کو کون زیادہ محبوب ہے؟

آپ نے فرمایا! عائشہؓ

میں نے کہا مردوں سے؟

آپ نے فرمایا! اُس کا باپؓ

میں نے کہا! پھر کون؟

آپ نے فرمایا! عمر بن خطاب

اِس کی تخریج احمد، مسلم اور ابو حاتم نے کی،

ایک روایت میں ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے ذات السلاسل کے لشکر میں بھیجا، اور اُن لوگوں میں حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمر بھی تھے۔ پس میرے نفس نے مجھے کہا کہ مجھے ابوبکر و عمر پر اِس لئے بھیجا ہے کہ آپ کے نزدیک میری قدر و منزلت زیادہ ہے۔ پس میں آیا، یہاں تک کہ آپ کے سامنے بیٹھ کر عرض، کی یا رسُول اللہ! آپ کو لوگوں میں سے کون زیادہ محبوب ہے؟

تو آپ نے وہ حدیث بیان فرمائی،

ابو حاتم نے بھی حضرت عائشہ صدیقہ کی فضیلت میں حضرت انس رضی اللہ تعالٰے عنہ سے روایت بیان کی ہے اور ممکن ہے کہ بیان پر اجمالاً حمل کیا ہو اور مردوں سے مراد اِس ترتیب پر ہو۔ مگر ترمذی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نقل کیا ہے کہ اُن سے پُوچھا گیا! رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے اصحاب میں سے کس کے ساتھ زیادہ محبت تھی؟ اُنہوں نے فرمایا! ابوبکرؓ سے۔ کہا! پھر آپ کو کون زیادہ محبوب تھا؟ اُنہوں نے فرمایا! عمرؓ کہا پھر

کون؟ کہا ابو عبیدہ بن الجراح اس کے بعد کے باب میں انشاء اللہ تعالیٰ اِس کا بیان آئے گا۔

بیشک یہ اس کے معارض نہیں، کیونکہ حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بذاتہٖ خبر دی ہے، اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خبر اُن کے لئے قرائنِ احوال سے ظاہر ہے۔

صحابہ کے بغض سے ڈرانے کے بیان میں

حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا، اَے مسلمانوں کے گروہ اگر تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو، یہاں تک کہ تم کمان کی طرح ہو جاؤ اور خاموشی اختیار کرو یہاں تک کہ تم کیلوں کی طرح ہو جاؤ اور تم نماز پڑھو یہاں تک کہ تم سے سوار ٹھہر جائے پھر تم اصحابِ عشرہ سے بغض رکھو تو اللہ تعالیٰ تمہیں اُوندھے منہ ضرور جہنم میں گرائے گا۔

• اخرجہ ابوسعد۔

دس صحابہ کے لیے جنت کی گواہی

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا ابوبکرؓ جنت میں، عمرؓ جنت میں، عثمانؓ جنت میں، علیؓ جنت میں، طلحہؓ جنت میں، زبیرؓ جنت میں، عبدالرحمٰن بن عوفؓ جنت میں، سعد بن ابی وقاصؓ جنت میں سعید بن زید بن عمرو بن نفیلؓ جنت میں ابو عبیدہ بن جراحؓ جنت میں، اِس روایت کی تخریج احمد، ترمذی اور بغوی نے مصابیح الحسان میں کی، اور ابو حاتم نے جو تخریج کی ہے اُس میں تقدیم و تاخیر

اور کہا کہ ابو عبیدہ کا اِس میں ذکر نہیں، بیشک وُہ جنت میں عشرہ کی طرف مائل ہیں مگر اِس حدیث میں، میں کہتا ہوں! اِس میں اُس کا ذکر حدیثِ سعید کے بعد ترمذی اور دارقطنی کی روایت سے آئے گا، جو ابو حاتم کے قول کو رد کرتا ہے۔

حضرت سعید بن زید رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا، دس جنت میں ہیں، ابوبکرؓ جنت میں عمرؓ جنت میں عثمانؓ علیؓ، زبیرؓ، طلحہؓ، عبدالرحمٰن بن عوفؓ، ابو عبیدہ بن جراحؓ، اور سعد بن ابی وقاصؓ جنت میں ہیں، تو ان کی تعداد نو ہے، اور دسویں سے خاموش رہے، لوگوں نے کہا اے ابا الاعور! ہم تجھے اللہ کی قسم دیتے ہیں دسواں کون ہے،،

اُنہوں نے کہا! مجھے تم نے اللہ کی قسم دی ہے دسواں ابُو الاعور ہے جو جنت میں ہے، اِس کی تخریج ترمذی نے کی، اور کہا کہ بخاری نے کہا یہ پہلی حدیث سے زیادہ صحیح ہے، یعنی حدیثِ عبدالرحمٰن۔

اور اُن ہی سے روایت ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا، قریش میں سے دس جنتی ہیں، ابُوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ، علیؓ، طلحہؓ، زبیرؓ، عبدالرحمٰن بن عوفؓ، سعد بن مالکؓ، ابو عبیدہ بن جراحؓ، سعید بن مسیّب نے کہا کہ اُنہوں نے آخری شخص کا نام نہیں لیا۔

اِس کی تخریج دارقطنی نے کی اور دوسرے طریق سے نقل کیا ہے، اور طبرانی نے اِسے اپنی مُعجم میں ابن عمر اور سعید بن زید سے نقل کیا۔

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرے میں تشریف لے گئے تو فرمایا، اے عائشہؓ کیا میں تجھے خوشخبری سناؤں؟ اُنہوں نے کہا، ہاں یا رسُول اللہ آپ نے فرمایا تیرا باپ جنت میں ہے، اور اُن کے رفیق حضرت ابراہیم علیہ

السلام ہیں۔

عمرؓ جنت میں ہیں اور اُنکے رفیق نوحؑ علیہ السلام ہیں،

عثمانؓ جنت میں ہیں اور اُن کے رفیق ہم ہیں۔

علیؓ جنت میں ہیں اور اُن کے رفیق یحییٰ بن زکریا علیہ السلام ہیں،

طلحہؓ جنت میں ہیں اور اُن کے رفیق داؤد علیہ السلام ہیں،

زبیرؓ جنت میں ہیں اور اُنکے رفیق حضرت اسمٰعیل علیہ السلام ہیں۔

سعد بن ابی وقاصؓ جنت میں ہیں اور اُن کے ساتھی حضرت سلیمان بن داؤد علیہما السلام ہیں۔

سعید بن زیدؓ جنت میں ہیں اور اُنکے ساتھی حضرت موسیٰ بن عمران علیہ السلام ہیں،

حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف جنت میں ہیں اور اُن کے ساتھی حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام ہیں۔

ابوعبیدہ بن الجراحؓ جنت میں ہیں اور اُن کے ساتھی حضرت ادریس علیہ السلام ہیں،

پھر فرمایا! اے عائشہ میں سید المرسلین ہوں، تیرا باپ افضل الصدیقین ہے اور تو اُم المومنین ہے، ملانے سیرت میں اِس کی تخریج کی،

چوتھی فصل

عشرہ مبشرہ میں سے ہر ایک کے اوصافِ حمیدہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا،

ارحم امتی بامتی ابوبکر۔ یعنی ابوبکر میری اُمت کے ساتھ زیادہ رحمدل ہیں،

مسلمانوں میں بہت حیا والے عثمانؓ ہیں۔

اللہ تعالےٰ کے دین میں مسلمانوں کی قوت عمرؓ ہیں۔

مسلمانوں میں بہترین فیصلہ کرنے والے علی ابن ابی طالبؓ ہیں، ہر نبی کے لئے حواری ہیں اور میرے حواری طلحہؓ اور زبیرؓ ہیں، سعد بن ابی وقاصؓ جہاں کہیں بھی ہونگے حق اُنکے ساتھ ہوگا، سعید بن زیدؓ رحمٰن کے محبین میں سے ہیں، عبدالرحمٰن بن عوف رحمٰن کے تاجروں میں سے ہیں، ابوعبیدہ بن جراح اللہ تعالیٰ کے امین اور اُسکے رسول کے امین ہیں، ہر نبی کیلئے راز ہے اور میرا راز دار معاویہ بن ابی سفیان ہے، جو اِن سے محبت کرے گا اُسکی نجات ہوگی اور جو اِن سے بُغض رکھے گا وہ ہلاک ہو جائے گا۔

اِنَّ الَّذِیْنَ سَبَقَتْ لَھُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰی[1]

یعنی بیشک وہ جن کیلئے ہمارا وعدہ بھلائی کا ہو چکا ہے۔

کی تفسیر میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اُن میں سے میں ہوں، ابوبکر و عمر و عثمان طلحہ و زبیر ہیں سعد و سعید عبدالرحمٰن اور ابوعبیدہ رضی اللہ تعالےٰ عنہم ہیں، یہ روایت ابوالفرج نے اسباب نزول میں نقل کی،

---

[1] الانبیاء آیت ۱۰۱

باب سوم

عشرہ سے علاوہ عشرہ کا بیان

یہ بیان اُن کے علاوہ کے لئے بلا اختصاص اربعہ خلفاء یا اُنکے بعض کے ہے

صدیقیت و شہادت کا اثبات

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرات ابو بکر و عمر، عثمان و علی اور طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ہمراہ حراء پر تشریف فرما تھے کہ پہاڑ نے ہلنا شروع کر دیا، آپ نے فرمایا حراء ٹھہر جا تجھ پر نبی، صدیق اور شہید کے علاوہ اور کوئی نہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ تعالےٰ عنہ بھی ساتھ تھے اُس میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا ذکر نہیں کیا گیا۔

دونوں روایت کی تخریج مسلم نے کی اور اُسکی تخریج میں تفرد ہے۔

ترمذی نے مناقب عثمانؓ میں یہ روایت بیان کی اور اُس میں حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کا ذکر نہیں کیا اور کہا، اہدا مکان اسکن۔ اور کہا یہ حدیث صحیح ہے اور ترمذی نے سعید بن زید سے روایت نقل کی ہے اور اس میں حضرت ابو عبیدہؓ کے علاوہ عشرہ مبشرہ کے باقی تمام افراد کا ذکر کیا ہے۔ خلعی نے اُس سے تخریج کی اور اُس میں یہ الفاظ بھی ہیں، میں بھائیوں کو گالی نہیں دیتا بلکہ اُن پر اللہ کی رحمت ہو یا فرمایا اللہ تعالےٰ اُن کی مغفرت فرمائے۔ پھر کہا وہ حراء پر تھے اور پہاڑ

کانپنے لگا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا حراء ٹھہر جا۔ چنانچہ یہ مفہوم بیان کرتے ہوئے اُس نے حضرت ابو عبیدہؓ کے علاوہ دیگر مبشرین کا ذکر کیا ہے۔ حربی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اِن لفظوں کے ساتھ روایت بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حراء پر تشریف فرما تھے کہ پہاڑ کانپنے لگا، آپ نے فرمایا حراء ٹھہر جا تجھ پر نبی، صدیق اور شہید کے علاوہ کوئی نہیں، اور اُس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ابو بکرؓ اور سوائے ابا عبیدہؓ کے دیگر مبشرین کا ذکر کیا ہے۔

حافظ اسحٰق بن ابراہیم بغدادی نے جس میں کبار نے صغار سے اور باپوں نے بیٹوں سے روایت کیا ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت کی اور اُس میں یہ الفاظ ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حضرت ابو بکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی ابن ابی طالب، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، حضرت زبیر، حضرت طلحہ، حضرت سعد اور حضرت سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہم حراء پر تھے اور پہاڑ کانپنے لگا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا حراء ٹھہر جا تجھ پر نبی، صدیق اور شہید کے علاوہ کوئی نہیں، پس حراء ٹھہر گیا۔

ایسے ہی اس فصل میں اصحاب ثلاثہ کے مناقب بیان ہونگے جن میں مختلف پہاڑوں کا ذکر ہے، اور اختلاف روایات کو اِس واقعہ کے بار بار ہونے پر محمول کیا جائے گا، واللہ اعلم۔

کیا تو نے ہر روایت میں ہر پہاڑ پر ہونے والوں کی تعداد کا اختلاف اور ابو بکرؓ کے لئے صدیقیت کا ظاہر اثبات دیکھا اور اس کے ساتھ وہ مشہور ہیں، اور پانچ اُن حضرات کے لئے شہادت کا اثبات ہے جو پہلی حدیث کو متضمن ہیں، پس وہ مقتول شہید ہیں اور دوسرے تین جو باقی احادیث کو متضمن ہیں قتل نہیں ہوئے شاید وہ صدیقیت میں داخل ہوں یا بغیر قتل کے دوسرے معنوں میں

شہید ہوں۔ واللہ اعلم۔

حضور کا اہلِ جنت کو دیکھنا

حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جنت میں داخل ہونا اور اہل جنت کو دیکھنا آپ کا اور عشرہ مبشرہ سے بعض افراد کا تمام اُمت کے ساتھ وزن کیا جانا اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کو دیر ہونا۔

ابی امامہ باہلی سے روایت ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! میں جنت میں داخل ہُوا تو اپنے سامنے اُس میں دھمک کی آواز سُنی پس میں نے کہا یہ کون شخص ہے؟ کہا بلال رضؓ۔ پس میں آگے بڑھا تو جنت میں فقراء مہاجرین اور مسلمانوں کے بچوں کی اکثریت کو دیکھا اور میں نے دولت مندوں اور عورتوں میں سے کسی کو نہ دیکھا، دولت مند تو جنت کے دروازے پر حساب دے رہے تھے اور عورتیں سُرخ سونے اور سُرخ ریشم کے لئے رُکی ہُوئی تھیں، پھر ہم جنت کے آٹھ دروازوں میں سے ایک دروازے سے نکلے تو وہاں میزان لگایا گیا اُسکے ایک پلے میں مجھے اور ایک پلے میں میری اُمت کو بٹھایا گیا تو میرا پلہ بھاری تھا، پھر ایک پلے میں ابُوبکر رضؓ کو اور ایک پلے میں میری اُمت کو بٹھایا گیا تو ابُوبکر کا پلہ بھاری رہا پھر ایک پلے میں عمر رضؓ کو اور ایک پلے میں میری تمام اُمت کو بٹھایا گیا تو عُمر کا پلہ بھاری نکلا، پھر میرے سامنے میری اُمت کے ایک ایک شخص کو پیش کیا گیا اور وہ گذرتے رہے اور عبدالرحمٰن بن عوف کو دیر ہو گئی وہ لوگوں کے بعد آئے تو کہا یا رسُول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان قسم ہے اُس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا آپ کی طرف میری خلاصی نہ ہو رہی تھی یہاں تک کہ مجھے گمان ہُوا کہ میں آپ کی طرف نہیں دیکھ سکوں گا مگر مشیبات کے بعد۔ آپ

نے فرمایا کیا بات ہے؟ اُنہوں نے کہا اپنے زیادہ مال کا حساب دینے کی بنا پر۔

آپؐ کے رفقاء و نجباء کا بیان

حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، ہر نبی کو سات نجیب و رفیق عطا فرمائے گئے، یا فرمایا رقباء عطا فرمائے گئے، اور مجھے چودہ[14] عطا فرمائے گئے ہیں۔

ہم نے کہا، وہ کون ہیں؟

حضرت علی نے فرمایا، میں، میرے بیٹے۔ جعفر، حمزہ، ابوبکر، عمر، مصعب بن عمیر، بلال، سلمان، عمار، اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

اِس کی تخریج ترمذی نے کی، اور تمام رازی نے فوائد میں اِن لفظوں کے ساتھ نقل کیا۔

حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، بیشک مجھ سے پہلے ہر نبی کو سات نجیب، وزیر اور رفیق عطا کئے گئے، اور مجھے چودہ[14] عطا کئے گئے، حمزہ، جعفر، ابوبکر، عمر، علی، حسن، حسین اور سات قریش سے، ابن مسعود، عمار، حذیفہ، ابوذر، مقداد اور بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہم قریش کی تعداد پر دونوں حدیثیں متفق ہیں، ترمذی نے حضرت مصعب بن عمیر رضؓ کا نام زائد کیا۔ اور جو اِن کے علاوہ ہے اُس میں اختلاف کیا ہے، ترمذی نے پانچ کا ذکر کیا ہے اور اُس میں حذیفہ رضؓ، ابوذر اور مقداد رضؓ کا ذکر نہیں کیا بلکہ علقمہ رضؓ اور ان تین کا ذکر کیا ہے، ابن مسعود رضؓ، عمار رضؓ، اور بلال رضؓ جبکہ مصعب رضؓ اور سلمان رضؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا ذکر نہیں کیا، اِن دونوں احادیث سے پندرہ[15] افراد کا اجتماع ہوتا ہے۔ اور دونوں میں سے کسی ایک میں پہلی حدیث کے ضمن

میں چودہ۱۴ کی تعداد پوری نہیں ہوتی، بلکہ ترمذی نے بارہ۱۲ کا ذکر کیا ہے اور تمام رازی نے تیرہ۱۳ کی تعداد بتائی ہے۔

امام احمد بن حنبلؒ نے بھی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تفصیل کے ساتھ اِس روایت کا ذکر کیا ہے، اور اُس حدیث کے الفاظ یہ ہیں کہ اُن سے بعض لوگوں نے پُوچھا! وہ کون ہیں؟ تو حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا میں اور میرے بیٹے حسن و حسین، حمزہ، جعفر، عقیل، ابوبکر، عمر، عثمان، مقداد، سلمان، عمارؓ، طلحہ اور زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم، پس اُنہوں نے قریش میں سے گیارہ۱۱ اور اُن کے علاوہ تین۳ کا ذکر کیا۔

ابن سمان نے بھی موافق میں تعداد کی تفصیل بتائی ہے اور امام احمد بن حنبل کی حدیث میں تغیرِ لفظی سے کہا کہ حضرت علی نے فرمایا! رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے! کوئی نبی ایسا نہیں جسے سات نجباء، رفقاء نہ عطا کئے گئے ہوں، اور مجھے چودہ۱۴ عطا کئے گئے ہیں، سات قریش سے علی، حسن، حسین، حمزہ، جعفر، ابوبکر، اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور سات مہاجرین سے عبداللہ بن مسعود، سلمان، ابوذر، مقداد، حذیفہ، عمار، اور بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

ایک روایت میں یہ چودہ ہیں، اُبوبکر، عمر، عثمان، علی، فاطمہ، حسن، حسین، حمزہ جعفر، ابن مسعود، بلال، عمار، ابوذر، اور سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم، اور جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کا صیغۂ مُذکر میں داخل ہونا مذکر کے غلبے کی وجہ سے ہے، تو بیشک اُن کا صیغہ اُن کے ساتھ دُوہرا ہُوا ہے اور کلام میں خُوشگوار ہے۔

اور اِس سے قوم لُوط اور اُس کی امثال کی تکذیب ہوتی ہے۔ اور اُن میں عورت اور مذکر کے لئے مخصوص الفاظ ہیں، پس قریش میں عثمان، طلحہ، زبیر اور عقیل چاروں کا ذکر دونوں حدیثوں میں اُن کو متضمن نہیں، چنانچہ مجموعی احادیث

سے اِن چودہ کو جمع کیا گیا ہے، ابُوبکر، عمر، عثمان، علی، فاطمہ، حسن، حسین، جعفر، عقیل، حمزہ، طلحہ، زبیر اور مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم تیرہ افراد قریش سے ہیں اور ابن مسعود، عمار، سلمان، ابوذر، مقداد، بلال اور حذیفہ دیگر مہاجرین سے ہیں۔

جان لو میں اِن سے خُوش ہوں

سہل بن مالک اپنے باپ سے اپنے دادا کی روایت بیان کرتے ہیں کہ جب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حجۃ الوداع سے تشریف لائے تو آپؐ نے منبر پر چڑھ کر اللہ تعالےٰ کی حمد و ثناء بیان کی، پھر فرمایا، اے لوگو، مجھے اُبوبکر سے کوئی برائی نہیں پہنچی پس اُس کے لئے یہ بات جان لو، اے لوگو! میں عمر، عثمان، علی، طلحہ بن عبیداللہ، زبیر بن العوام، سعد بن مالک، عبدالرحمٰن بن عوف اور اوّلین مہاجرین سے خوش ہوں، پس اُن کے لئے یہ بات جان لو۔

اِس روایت کی تخریج خلعی نے اور حافظ دمشقی نے اپنی مُعجم میں کی ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ارحم اُمتی بامتی ابوبکر یعنی ابُوبکر میری اُمت کیساتھ زیادہ رحم دل ہیں اور عمر اُن میں اللہ کے دین میں سخت ہیں، اور عثمان اُن میں بہت سچے حیاء والے ہیں، اور ابی بن کعب اُن میں اللہ کی کتاب کے قاری ہیں، اور زید بن ثابت اُن میں فرائض کو زیادہ جاننے والے ہیں اور معاذ بن جبل اُن میں حلال و حرام کو زیادہ جاننے والے ہیں۔

جان لیں کہ ہر اُمت کے لئے ایک امین ہے اور اِس اُمت کے لئے امین ابو عبیدہ بن الجراح ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہم اِس روایت کی تخریج ابو حاتم اور ترمذی نے کی، اور کہا یہ حدیث غریب ہے۔

طبرانی نے اِسے نقل کرتے ہوئے کہا کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ارحم اُمتی باُمتی ابُوبکر وارفق اُمتی لاُمتی عمر واقضی اُمتی علی بن ابی طالب۔

پھر باقی حدیث بیان کی جس معنوں کی حدیث اُوپر بیان ہوئی۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، اچھے مرد ابوبکر ہیں، اچھے مرد عمرؓ ہیں، اچھے مرد معاذ بن عمرو بن جموح ہیں، اچھے مرد معاذ بن جبل ہیں، اچھے مرد ابوعبیدہ بن جراح ہیں اِس کی تخریج ابو حاتم نے کی، اور ترمذی نے یہ روایت نقل کی اور اِس میں مزید ہے کہ اُسید بن حضیر اچھے مرد ہیں، ثابت بن قیس بن شماس اچھے مرد ہیں، اور اِن میں سے ایک دوسرے کے نام آگے پیچھے ہیں، اور کہا یہ حدیث حسن ہے

صحابہ پر درُود

ابی نجام سکسکی سے روایت ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا الٰہی ابُوبکر پر درُود بھیج کیونکہ وُہ تجھ سے اور تیرے رسُول سے محبت کرتا ہے، الٰہی عمرؓ پر رحمت بھیج کیونکہ وُہ تجھ سے اور تیرے رسُول سے محبت کرتا ہے، الٰہی عثمان پر رحمت بھیج بیشک وُہ تجھ سے اور تیرے رسُول سے محبت کرتا ہے، الٰہی ابوعبیدہ بن جراح پر رحمت بھیج پس وُہ تجھ سے اور تیرے رسُول سے محبت کرتا ہے، الٰہی عمرو بن عاص پر درُود بھیج کیونکہ وُہ تیرا اور تیرے رسُول کا محب ہے، اس روایت کی تخریج خلعی نے کی ہے۔

محبُوب کون؟

شقیق سے روایت ہے کہا میں نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے پوچھا رسُول

اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وُہ کون صحابی ہیں جو آپؐ کو سب سے زیادہ محبُوب تھے؟ اُنہوں نے فرمایا! ابُوبکرؓ میں نے کہا پھر کون؟ فرمایا عمرؓ میں نے کہا پھر کون؟ فرمایا! ابوعبیدہؓ بن جراح، میں نے کہا پھر کون؟ تو آپ خاموش ہوگئیں،

یہ روایت ترمذی نے بیان کی اور کہا یہ حسن صحیح ہے،

صحابہ کے لئے حضُور کی دُعائیں

حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا الٰہی تونے میری اُمت کے لئے میرے صحابہؓ میں برکت فرمائی پس اُنکی برکت سلب نہ فرمانا اور اُنہیں ابُوبکرؓ پر جمع کر دینا اور وُہ اُسکے حکم سے مستغنی ہوں اور ابُوبکر ہمیشہ اپنے امر پر تیرے امر کو موثر رکھے۔

الٰہی عمرؓ بن خطاب کو عزت دینا، عثمانؓ کو صبر دینا، علیؓ کو توفیق دینا، طلحہؓ کو بخش دینا، زبیر کو ثابت قدم رکھنا سعدؓ کو سلامتی دینا، عبدالرحمٰنؓ کو عزت و توقیر دینا اور اصحاب مہاجرین و انصار سے سابقون الاولون اور نیک تابعین کا میرے ساتھ الحاق رکھنا۔ اور تونے میرے اصحاب کے لئے ابُوبکرؓ میں برکت رکھی پس اُن کی برکت سلب نہ فرمانا اور اُن کو اُس پر جمع رکھنا،

رشتے داروں کے لئے جنت

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں نے اپنے رب سے اپنے اصحاب کے لئے جنت کا سوال کیا تو اُس نے یقیناً عطا فرما دی۔

اِس روایت کی تخریج ابوالخیر حاکمی قزوینی نے کی۔ ابُوعمر ابن عبدالبر نے الاستیعاب

میں کہا کہ یہ حدیث ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا،

میں نے اپنے رب عزوجل سے سوال کیا کہ میرے رشتۂ مصاہرت والوں میں سے کسی کو دوزخ میں داخل نہ کرنا۔

اور اس فضیلت میں جمیع قریش داخل ہیں اور اُمید ہے کہ یہ امر قیامت تک قائم رہے گا جس کسی کی مصاہرت آپ کی ذریت طاہرہ سے ہوگی۔

جنت میں صحابہؓ کے گھر

ابن ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے تو آپ نے فرمایا اے اصحاب محمدؐ اللہ تعالیٰ نے رات کو مجھے تمہارے گھر دکھائے اور تمہارے گھر میرے گھر سے قریب ہیں پھر آپ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی طرف توجہ فرمائی اور فرمایا!

اے علی کیا تو اِس پر خوش ہے کہ تیرا گھر میرے گھر کے ساتھ اس طرح ہو گا۔ جس طرح دو بھائیوں کے گھر ملے ہُوئے ہوتے ہیں، حضرت علی نے کہا ہاں! یارسُول اللہ پھر وُہ رونے لگے۔

پھر آپ نے حضرت ابُوبکر صدیقؓ کی طرف توجہ دی اور فرمایا! میں اُس شخص کا اور اُسکے باپ کا اور اُسکی ماں کا نام جانتا ہُوں کہ جب وُہ جنت میں داخل ہوگا تو جنت کا ہر بالاخانہ اور ساتی خانہ مرحبا مرحبا کہے گا۔ حضرت سلمان فارسیؓ نے عرض کی یارسُول اللہ یہ کون خوش قسمت ہے، ؟ آپ نے فرمایا یہ ابوبکرؓ بن ابی قحافہ ہے۔

پھر آپ حضرت عمرؓ کی طرف متوجہ ہوئے تو فرمایا! اے ابا حفص بیشک میں نے جنت میں ایک سفید محل دیکھا جسکے کنگورے سفید موتیوں کے تھے، میں نے رضوان سے پوچھا یہ محل کس کا ہے ؟ اُس نے کہا قریش کے ایک جوان کا، مجھے

گمان ہُوا کہ یہ میرے لئے ہے تو اُس نے کہا! یہ عمر بن خطاب کے لئے ہے پس مجھے اُس میں داخل ہونے سے نہیں روکا گیا مگر تیری غیرت کو جاننے کے ساتھ اے ابا حفص، حضرت عمرؓ یہ سُن کر رونے لگے اور عرض کی یارسُول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان آپ کے لئے غیرت کیسی

پھر آپ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف التفات فرما کر کہا اے عثمان ہر نبی کا ایک رفیق ہوتا ہے اور تُو جنت میں میرا رفیق ہے۔

پھر آپ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا! اے ابا عبداللہ! وُہ کیا چیز تھی جو تُو نے میرے اصحاب کے درمیان بغل میں چھپا رکھی تھی۔ ؟

اُنھوں نے کہا! یارسُول اللہ! مجھ سے لغزش ہوگئی تھی کہ آپ میرے مال کے بارے میں پُوچھیں گے کہ وُہ کہاں ہے اور اِس میں کونسی چیز ہے!

آپؐ نے فرمایا! تُو نے اُسے خرچ کر دیا اور تیرا گمان تھا کہ میں تجھے نہیں دیکھ رہا ہُوں ؟!

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے عرض کی! یارسُول اللہ! مصر سے سو اُونٹوں کا ایک تجارتی قافلہ آیا ہے آپ گواہ رہیں میں وُہ اُونٹ مع مال واسباب کے اہلِ مدینہ میں صدقہ کر رہا ہُوں شائد اللہ تبارک وتعالیٰ مجھ سے تخفیف فرما دے،

پھر آپ نے حضرت طلحہؓ وزبیرؓ کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے فرمایا ہر نبی کے دو حواری ہوتے ہیں اور میرے حواری تم دونو ہو"

اِس روایت کی تخریج قاضی ابُوبکر یُوسف بن فارس نے کی،

جمعۃ المبارک کا خُطبہ نہ چھوڑنے والے

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم جمعۃ المبارک کے دن

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے کہ مدینہ منورہ میں ایک "تجارتی" قافلہ آیا تو رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام اصحاب قافلہ کی طرف چلے گئے یہاں تک کہ بارہ افراد باقی رہ گئے جن میں حضرت ابُوبکر اور حضرت عمر تھے رضی اللہ تعالیٰ عنہما،

اس روایت کی تخریج مُسلم نے کی اور اس کے ساتھ تفرّد ہے،

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ اُن سے پوچھا اگر رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی کو اپنا خلیفہ بناتے تو وُہ کون ہوتا؟ انہوں نے فرمایا ابُوبکر۔ پُوچھا پھر کون ہوتا؟ فرمایا! عمرؓ۔ پُوچھا پھر کون ہوتا فرمایا! ابوعبیدہ بن جراح پھر یہ بات ختم کر دی،

اِس روایت کی تخریج مُسلم نے کی،

نزُول آیات

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اللہ تعالیٰ کے ارشاد،

اَلَّذِیْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰہِ وَالرَّسُوْلِ[1]

یعنی وُہ جو اللہ و رسُول کے بلانے پر حاضر ہُوئے،

کی تفسیر میں فرمایا یہ آیت ستر افراد کے حق میں نازل ہُوئی ہے اُن میں حضرت ابُوبکر وعمر اور زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں،

اِس روایت کو واحدی اور ابوالفرج وغیرہما نے بیان کیا،

اللہ تعالےٰ کے ارشاد،

---

[1] آل عمران آیت ۱۷۲

وَاِذَا جَآءَكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِنَا[1]

اور جب تمہارے حضور وُہ حاضر ہوں جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں

کی تفسیر میں عطاؒ نے کہا! یہ آیت کریمہ ان افراد کے حق میں نازل ہوئی ہے حضرت ابُوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت حمزہ، حضرت جعفر، حضرت عثمان بن مظعون، حضرت ابوعبیدہ، حضرت مصعب بن عمیر، حضرت سالم حضرت ابی سلمہ، حضرت ارقم ابن ابی ارقم، حضرت عمار اور حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین

اِس روایت کو ابوالفرج نے اسباب نزول میں نقل کیا،

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اللہ تعالیٰ کے ارشاد

وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ[2]

اور ہم نے اُن کے سینوں سے کینے کھینچ لئے۔

آیت کی تفسیر میں فرمایا! یہ آیت کریمہ حضرت ابُوبکر حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت سعد، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، حضرت سعید بن زید اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے حق میں نازل ہوئی،

اِسکی تخریج خیثمہ بن سلیمان نے کی۔

اِس قسم کی روایت ابوصالح نے بیان کی، ابی جعفر نے کہا، یہ آیت حضرت ابُوبکر وعمر اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے حق میں نازل ہُوئی ہے۔ اُن سے

---

[1] الانعام آیت ۵۴ [2] الاعراف آیت [illegible]

پوچھا گیا یہ کون سی کدورت تھی، کہا یہ زمانہ جاہلیت کی کدورت تھی جو بنی ہاشم، بنی تیم اور بنی عدی کے درمیان دورِ جاہلیت میں موجود تھی، پس جب یہ لوگ اسلام لے آئے تو ان میں محبت ہوگئی اور حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ یہ آیت اہلِ بدر کے حق میں نازل ہوئی ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کے ارشاد

فَبَشِّرْ عِبَادِ الَّذِیْنَ یَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَیَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ[1]

"میرے اُن بندوں کو خوشخبری سناؤ جو کان لگا کر سنیں پھر اس کے بہتر پر چلیں"

کی تفسیر میں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا، جب حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلام لے آئے تو اُن کے پاس عبدالرحمٰن بن عوف، عثمان، طلحہ، زبیر، سعید بن زید اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہم آئے اور اُن سے پوچھا تو اُنہوں نے اُنہیں اپنے ایمان کی خبر دی تو وہ ایمان لے آئے پس یہ آیت نازل ہوئی، "قول ابوبکر۔ فیتبعون احسنه۔"

اللہ تعالیٰ کے ارشاد۔

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖۤ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصِّدِّیْقُوْنَ[2]

کی تفسیر میں ضحاک نے کہا کہ وہ آٹھ ہیں، حضرت ابوبکر، حضرت علی، حضرت زید، حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت سعد، حضرت حمزہ اور حضرت عمر رضی اللہ

---

[1] الزمر آیت ۱۷ [2] الحدید آیت ۱۹

تعالیٰ عنہم۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے ساتھ اُس نویں کو شامل کیا ہے، جب اُس کی نیت کی سچائی کو جان لیا، مجاہد نے کہا ہر وہ شخص صدیق ہے جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایمان لایا اور یہ آیت تلاوت کی مقاتلان نے کہا یہ وہ لوگ ہیں جو رسولوں میں شکایت نہیں کرتے جب اُنہیں رسالت کی خبر پہنچی تو اُنہوں نے ایک ساعت بھی اُن کی تکذیب نہ کی، یہ سب واحدی نے بیان کیا، اور ابوالفرج نے اسبابِ نزول میں اس کی تخریج کی۔

حضرت امام جعفر صادق بن حضرت امام محمد باقر علیہما السلام اپنے آبائہ الکرام سے اللہ تعالیٰ کے ارشاد مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِیْنَ۔ کی تفسیر میں فرماتے ہیں "وَالَّذِیْنَ مَعَهٗۤ۔ ابوبکر ہیں، اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ حضرت عمر ہیں، رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ حضرت عثمان ہیں، تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا۔ حضرت علی ابن ابی طالب ہیں۔ یبتغون فضلاً من اللہ ورضواناً طلحہ وزبیر ہیں۔ سیماهم فی وجوههم[1]، حضرت سعد بن ابی وقاص اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف ہیں،

اس کی تخریج ابن السمان نے الموافق میں کی،

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ، اللہ تبارک وتعالیٰ کے ارشاد،

لا تجد قوماً یومنون باللہ والیوم الآخر یوادون من حاد اللہ ورسولهٗ۔[2]

یعنی تم نہ پاؤ گے اُن لوگوں کو جو یقین رکھتے ہیں اللہ اور پچھلے دن پر کہ دوستی کریں اُن سے جنہوں نے اللہ ورسول سے مخالفت کی۔

کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ یہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے

---

[1] الفتح آیت ۲۹ [2] المجادلہ آیت ۲۲

حق میں نازل ہوئی ہے۔ بدر کے دن اُن کے بیٹے نے اُن کو میدان میں پکارا تو عرض کی یا رسول اللہ! مجھے لشکر کی اگلی صفوں میں بلایا گیا ہے؟

آپؐ نے فرمایا! اے ابوبکر! اپنی ذات سے ہمیں فائدہ پہنچا کیا تو جانتا ہے کہ تو مجھے میری سمع اور بصر کی طرح ہے۔

اور یہ آیت حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں ہے کہ اُنہوں نے بدر کے دن اپنے ماموں عاص بن ہشام بن مغیرہ کو قتل کیا تھا۔

اور یہ آیت حضرت علی اور حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے حق میں ہے کہ اُنہوں نے بدر کے دن شیبہ بن ربیعہ اور ولید بن عتبہ کو قتل کیا۔

اور یہ آیت حضرت ابی عبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں ہے کہ اُنہوں نے اُحد کے دن اپنے باپ عبداللہ بن جراح کو قتل کیا۔

اور یہ آیت حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں ہے کہ اُنہوں نے اُحد کے دن اپنے بھائی عبید بن عمیر کو قتل کیا، اور یہ آیت بھی۔

وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ ؕ

اور اگرچہ وہ اُن کے باپ یا اُن کے بیٹے یا اُن کے بھائی یا کنبے والے ہوں"

المجادلہ آیت ۲۲

باب چہارم

چاروں خلفاء کرام کے مخصوص فضائل

اللہ تعالیٰ کا اُنہیں اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت کے لئے پسند کرنے کی خصوصیت کا بیان۔

چاروں کو اللہ نے پسند کیا ہے

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بیشک اللہ تعالیٰ نے میرے اصحاب کو دونوں جہان پر پسند فرمایا اور میرے لئے میرے چار اصحاب کو پسند فرمایا اور وہ ابوبکرؓ وعمرؓ اور عثمانؓ وعلیؓ ہیں، پس اُنہیں میرے بہتر اصحاب مقرر کیا اور میرے تمام اصحاب میں بہتر بنایا اور میری اُمت کو اُمتوں پر پسند فرمایا اور میری اُمت کے چار زمانے پسند فرمائے یعنی پہلی، دُوسری، تیسری، اور چوتھی قرن۔

اِس روایت کو بزار نے اپنی مسند میں نقل کیا اُن سے عبدالحق نے احکام میں بیان کیا اور ابن سمان نے اِسے اپنی کتاب موافق میں مختصراً نقل کیا ہے اور کہا! آپ نے فرمایا!

میرے اصحاب کو سوائے انبیاء و مرسلین کے تمام جہانوں کے اولین اور آخرین پر پسند فرمایا ہے۔

تم سے منہ نہ پھیریں

حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُنہیں فرمایا اے علی! مجھے اللہ تعالےٰ نے حکم فرمایا ہے کہ میں ابوبکر کو وزیر، عمر کو مشیر، عثمان کو سہارا اور تجھے اپنا مددگار بناؤں، پس اللہ تبارک و تعالیٰ نے تم چاروں کے متعلق اُم الکتاب میں وعدہ لیا ہے کہ تم سے محبت نہیں کرے گا مگر مومن اور تم سے بغض نہیں رکھے گا مگر فاجر، تم میری نبوت کے خلفاء ہو میرے ذمہ کی بیعت لینے والے ہو اور میری اُمت پر حجت ہو، میری اُمت کے لوگ نہ تم سے مقاطعہ کریں نہ تم سے منہ پھیریں اور نہ تمہاری نافرمانی کریں۔

اس روایت کی تخریج ابن سمان نے موافق میں کی اور اسے حضرت حذیفہ سے دوسرے طریق پر بھی روایت کیا۔

چاروں کی محبت مومن کے دل میں جمع ہوگی

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! ابوبکر و عمر اور عثمان و علی چاروں کی محبت سوائے مومن کے دل کے جمع نہیں ہوگی۔

اس روایت کو ابن سمان اور ناصر سلامی نے نقل کیا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! ان چاروں سے محبت کرنے والے اللہ کے دوست ہیں اور ان سے بغض اور نفرت کرنے والے اللہ کے دشمن ہیں۔

اس کی تخریج ملاء نے کی۔

چاروں حضور کو کیسے ہیں

حضرت جابر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! ابوبکرؓ میرا وزیر ہے اور میری اُمت میں قائم ہے، عمرؓ میرا حبیب ہے اور میری زبان پر بولتا ہے، عثمانؓ مجھ سے ہے اور علیؓ میرا بھائی اور میرا علم بردار ہے۔

اس روایت کی تخریج ابن سمان نے موافق میں کی۔

حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اللہ تعالیٰ ابوبکرؓ پر رحمت کرے، اُس نے اپنی بیٹی کو میری زوجیت میں دیا، اور مجھے دار ہجرت تک لیکر آیا اور غار میں میرا ساتھی بنا اور اپنے مال سے اِس نے بلالؓ کو آزاد کروایا۔

اللہ عمرؓ پر رحم کرے وہ حق کہتا ہے، اگرچہ تلخ ہو، اُس نے اپنا حق اور اپنا پیارا مال چھوڑ دیا۔

اللہ تعالیٰ عثمانؓ پر رحم فرمائے، اُس سے ملائکہ حیاء کرتے ہیں۔

اللہ تعالےٰ علیؓ پر رحم فرمائے، الٰہی! جدھر وہ جائے اُس طرف حق کو پھیر دے۔

اس روایت کی تخریج ترمذی نے اور خلعی اور ابن سمان نے کی۔

شانِ ابوبکرؓ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر چڑھے، تو اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کے بعد فرمایا، میں تمہیں اپنے

اصحاب میں اختلاف کرتے ہوئے دیکھتا ہُوں جب کہ تم جانتے ہو کہ میری اور میرے
اہلبیت کی اور میرے اصحاب کی محبت اللہ تعالیٰ نے میری اُمت پر قیامت تک فرض
کر دی ہے۔ پھر فرمایا! ابوبکر کہاں ہیں؟ اُنہوں نے کہا! یارسُول اللہ! میں یہاں
ہوں، آپ نے فرمایا، میرے قریب آؤ پھر آپ نے اُنہیں سینے سے لگایا اور اُن کی پیشانی
کو بوسہ دیا، ہم نے دیکھا کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے آنسو آپکے رخساروں
پر بہہ رہے ہیں۔

پھر آپ نے اُن کا ہاتھ پکڑ کر بلند آواز سے فرمایا، اے مسلمانوں کے گروہ
یہ ابوبکر صدیق ہے، یہ شیخ المہاجرین والانصار ہے، یہ میرا ساتھی ہے، اِس نے
میری اُس وقت تصدیق کی جب لوگوں نے میری تکذیب کی اور اُس وقت مجھے
پناہ دی جب لوگوں نے مجھ سے مُنہ پھیر لیا، اور بلالؓ کو اپنے مال سے خرید کر
آزاد کیا، پس اِس سے بُغض رکھنے والے پر اللہ تعالےٰ کی اور لعنت کرنے والوں
کی لعنت ہو اور تم میں سے موجود شخص غیر موجود کو پہنچا دے پھر فرمایا اے ابوبکر
بیٹھ جاؤ، بیشک اللہ تعالیٰ تیرے لئے یہ جانتا ہے۔

اعزازِ فاروق

پھر فرمایا، عمر بن خطاب کہاں ہیں، حضرت عمرؓ نے آپ کی طرف متوجہ ہو
کر کہا! یارسُول اللہ میں یہاں ہوں آپ نے فرمایا میرے قریب آجاؤ، وُہ قریب
ہوئے تو آپ نے اُنہیں سینے سے لگا کر اُن کی پیشانی کو چوما، اور ہم نے دیکھا کہ
رسُولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رخساروں پر آنسو بہہ رہے ہیں، پھر آپ
نے اُن کا ہاتھ پکڑا اور بلند آواز سے فرمایا، اے مسلمانوں کی جماعت! یہ عمر بن
خطابؓ ہے، یہ شیخ المہاجرین والانصار ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں

اسے اپنا مددگار اور مشیر بناؤں، یہ وُہ شخص ہے جس کے قلب و زبان اور ہاتھ پر
اللہ تعالےٰ نے حق اُتارا ہے، اِس شخص نے اپنا حق چھوڑ دیا ہے اور اپنا پہلا مال
دے دیا ہے، یہ شخص سچ کہتا ہے اگرچہ کڑوا ہو، یہ شخص اللہ تعالےٰ کے معاملہ
میں ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈرتا، اِسکے رعب سے شیطان الگ ہو جاتا ہے
اور یہ اہلِ جنت کا چراغ ہے، پس اِس سے بُغض رکھنے والے پر اللہ تعالیٰ کی
اور لعنت کرنے والوں کی لعنت ہے"،
اور اللہ تعالیٰ اُس سے بری ہے اور میں اُس سے بری ہوں۔

شانِ عثمان

پھر فرمایا! عثمان بن عفان کہاں ہیں؟ پس عثمان اُٹھے اور کہا یارسُول اللہ!
میں یہاں ہوں، آپ نے فرمایا میرے قریب آؤ، پس وُہ قریب ہوئے تو آپ نے
سینے سے لگا کر اُن کی پیشانی کو بوسہ دیا، اور ہم نے دیکھا کہ آپ کے آنسو رخساروں
پر بہہ رہے، اور پھر آپؐ نے اُن کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا، اے معاشر المسلمین یہ مہاجرین
وانصار کا شیخ ہے۔ اللہ تعالےٰ نے مجھے حکم فرمایا ہے کہ میں اِسے اپنی سند اور
دو بیٹیوں پر داماد بناؤں، اور اگر میرے پاس تیسری بیٹی ہوتی تو اِس کے نکاح
میں دے دیتا، یہ وُہ شخص ہے جس سے ملائکہ آسمان پر حیا کرتے ہیں اور اِس
سے بغض رکھنے والے پر اللہ تعالےٰ کی اور لعنت کرنے والوں کی لعنت ہے۔

مقامِ علیؓ

پھر آپ نے فرمایا! علی ابن ابی طالب کہاں ہیں؟ پس وُہ آپ کی طرف متوجہ
ہوئے اور عرض کی یارسُول اللہ میں یہاں ہوں، آپ نے فرمایا میرے قریب آجاؤ

وُہ قریب ہوئے تو آپ نے اُنہیں سینے سے لگایا اور اُن کی پیشانی کو بوسہ دیا، اور آپؐ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو کر آپ کے رخساروں پر بہہ رہے تھے، آپ نے بلند آواز سے فرمایا، اے گروہِ مسلمین یہ شیخ المہاجرین والانصار ہے، یہ میرا بھائی اور ابن عم اور داماد ہے، یہ میرا گوشت اور خون اور بال ہے، یہ جنت کے جوانوں کے سردار حسن وحسین سبطین کا باپ ہے، یہ مجھ سے مصیبتوں کو دُور کرنے والا ہے یہ اللہ کا شیر ہے، اور زمین میں اللہ کے دشمنوں پر اللہ کی تلوار ہے

پس اِس سے بُغض رکھنے والے پر اللہ تعالیٰ کی اور لعنت کرنے والوں کی لعنت ہے۔ اللہ تعالیٰ اُس شخص سے بری ہے اور میں بھی اُس سے بری ہوں۔

اور تم میں سے جو موجود ہے وُہ غائب کو پہنچا دے پھر فرمایا یا ابا حسن بیٹھ جائیں، بیشک اللہ تعالےٰ تیرے لئے یہ جانتا ہے،

اس روایت کی تخریج ابو سہل نے شرف نبوت میں،

چاروں کی محبت نماز کی طرح فرض ہے

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تبارک وتعالےٰ نے تم پر ابو بکرؓ و عمرؓ اور عثمانؓ و علیؓ کی محبت اُسی طرح فرض کی ہے جس طرح تم پر نماز، زکواۃ اور روزے اور حج فرض ہیں۔

اِس روایت کی تخریج ملاء نے اپنی سیرت میں کی۔

چاروں کی محبت پر مرنے کی دُعا مانگو

محمد بن وزیر سے روایت ہے کہا کہ میں نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کو خواب میں دیکھا تو میں نے آپ کے قریب ہو کر کہا، السلام علیک یا رسُول اللہ۔ آپ نے مجھے فرمایا وعلیک السلام اے محمد بن وزیر تیری کوئی حاجت ہے؟ میں نے عرض کی ہاں یا رسُول اللہ! میں کثیر العیال اور غریب آدمی ہُوں آپ مجھے ایسی دُعا کی تعلیم دیں جس کے ساتھ میں سفر وحضر میں دُعا کروں اور اُس کیساتھ اپنے اُمور میں مدد طلب کروں۔

آپ نے فرمایا! بیٹھ جا! یہ تین کلمات ہیں ان کے ساتھ ہر سختی کے وقت اور نماز کے وقت دُعا کرنا کہا کہ پھر آپؐ نے مجھے فرمایا! کہو!

یا قدیم الاحسان ویا من کل احسانہ فوق کل احسان ویا مالک الدنیا والآخرت،

پھر آپ نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا! کوشش کر کہ تیری موت اسلام اور سُنت پر ہو اور ان چاروں کی محبت پر ہو یہ ابُو بکرؓ ہیں، یہ عُمرؓ ہیں، یہ عُثمانؓ ہیں اور یہ علیؓ ہیں ان سے محبّت کرنے والے کو آگ نہیں پکڑ سکے گی۔

انبیاء کی نظیریں

حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ایسا کوئی نبی نہیں جس کی نظیر میری اُمت میں نہ ہو۔

پس ابو بکرؓ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نظیر ہیں۔

عُمر بن خطابؓ حضرت مُوسیٰ علیہ السلام کی نظیر ہیں۔

عثمان ابن عفانؓ حضرت ہارُون علیہ السلام کی نظیر ہیں۔

علی بن ابی طالبؓ میری اپنی نظیر ہیں۔ اِس روایت کی تخریج خلعی نے اور ملاء نے سیرت میں کی۔

طینت چاروں کی

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! اللہ تبارک وتعالیٰ نے ابُوبکرؓ وعمرؓ کو ایک مٹی سے تخلیق فرمایا ہے اور عثمانؓ وعلیؓ کی تخلیق ایک مٹی سے کی ہے۔ اخرجہ، فضائل عمرؓ۔

خمیرہ چاروں کا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو یہ فرماتے ہُوئے سُنا! مجھے جبریل نے خبر دی ہے کہ اللہ تعالےٰ نے جب حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا؛ ور اُن کے جسم میں رُوح داخل کی تو مجھے حکم دیا کہ، جنت کا سیب لیکر اِس کے حلق میں نچوڑ دے پس جب میں نے سیب اُن کے مُنہ میں نچوڑا تو یا محمد اللہ تعالےٰ نے اُس کے پہلے نقطے سے آپ کو تخلیق فرمایا، دوسرے سے ابوبکرؓ کو تیسرے سے عمرؓ کو چوتھے سے عثمانؓ کو اور پانچویں نقطے سے علیؓ کو پیدا فرمایا۔ حضرت آدم علیہ السلام نے کہا یہ کون صاحبان کرامت ہیں؟ اللہ تبارک وتعالےٰ نے فرمایا یہ پانچوں جسم تیری ذُرّیت سے ہیں اور یہ میرے نزدیک میری تمام مخلوق سے مکرم ہیں کہا کہ جب حضرت آدم علیہ السلام سے لغزش واقع ہُوئی تو اُنہوں نے کہا الٰہی! ان پانچوں اشباح کی حُرمت سے جنہیں تُو نے فضیلت عطا فرمائی ہے میری توبہ قبول فرما، پس اللہ تعالیٰ نے اِس پر توبہ قبول کر لی۔

عرش پر پانچ نُور تھے

امام محمد بن ادریس شافعی رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرف اپنی سند سے

روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا! میں، ابُوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ اور علیؓ حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق سے ایک ہزار سال قبل یمین عرش پر انوار تھے پس جب آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو ہمیں اُن کی پُشت میں جاگزیں فرمایا اور ہم ہمیشہ پاک اصلاب وارحام میں مُنتقل ہوتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے صُلب عبداللہؓ میں منتقل کیا، ابُوبکر کو صُلب ابی قحافہ میں، عمرؓ کو صُلب خطاب کی طرف، عُثمان کو صُلب عفان کی طرف اور علیؓ کو صُلب ابی طالبؓ کی طرف مُنتقل فرمایا، پھر تمہیں میرے اصحاب پسند کیا تو ابُوبکرؓ کو صدیق، عمر کو فاروقؓ، عُثمان کو ذوالنورینؓ اور علیؓ کو وصی مقرر فرمایا، پس جو میرے اصحاب کو گالی دیتا ہے وُہ مجھے گالی دیتا ہے جو مجھے گالی دیتا ہے وُہ اللہ تعالےٰ کو گالی دیتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ کو گالی دیتا ہے اُسے وُہ مُنہ کے بل آگ میں گرائے گا۔

اِس روایت کی تخریج ملاء نے اپنی سیرت میں کی۔

جب قیامت قائم ہُوئی

ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! زمین شق ہونے پر سب سے پہلے مَیں نکلوں گا پھر ابُوبکرؓ پھر عمرؓ پھر عثمانؓ پھر علیؓ پھر اہل بقیع آئیں گے، پھر اہل مکہ کا انتظار کروں گا تو وُہ زمین سے نکلیں گے پھر مخلوق قائم ہوگی۔

اِس روایت کی تخریج ملاء نے کی۔

حضرت عثمانؓ کا حساب نہیں ہوگا

ابی امامہؓ سے روایت ہے کہ میں نے سُنا حضرت ابُوبکر صدیقؓ نے حضور

رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کی پہلے کون حساب دے گا؟

آپ نے فرمایا! اے ابوبکرؓ تو۔

عرض کی پھر کون؟ آپ نے فرمایا عمرؓ۔

عرض کی پھر کون؟ آپ نے فرمایا علیؓ

عرض کی تو عثمان؟ آپ نے فرمایا میں نے اُس کا حساب اپنے رب سے سوال کر کے اپنے لئے ہبہ کروالیا اُس کا حساب مجھے بخش دیا گیا ہے، اِس روایت کی تخریج الخجندی نے کی،

تشریح، ابُوبکر حافظ بغدادیؒ نے کہا دُوسری روایت میں ہے کہ میری حاجت کو مخفی طور پر پُوری کر یہ اللہ تعالیٰ سے حضرت عثمان کا حساب پوشیدہ طور پر لینے کا سوال ہے، تو دو روایات کے درمیان تضاد نہیں بلکہ پہلی روایت اُن کا حساب لوگوں کے درمیان جہراً لینے کے سوال پر محمول ہوگا، تو آپ کے لئے ہبہ ہُوا، اس کے اور اُس روایت کے درمیان اِس کا اجتماع ہے جو حضرت ابُوبکر صدیقؓ کے حق میں بعض طرق سے آئی ہے کہ اُن کا حساب نہیں ہوگا، یہ روایت اُن کے خصائص میں آئے گی اور سب سے پہلے حساب لینے کے معنی یہ ہونگے کہ اُن کو سب سے پہلے حساب کے لئے اُٹھایا جائے گا کیونکہ سب سے پہلے زمین اُن کے لئے شق ہوگی جیسا کہ پہلے بیان ہُوا پھر حساب نہیں ہوگا،

جنت کی بشارت

ابی حذیفہؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تلاش کیا تو آپ کو مدینہ منورہ کے احاطہ میں درخت یا کھجور کے درخت کے نیچے استراحت فرماتے پایا مجھے آپ کو بیدار کرنا گوارا نہ ہُوا میں نے کھجور کے پتوں

کو توڑا تو رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیدار ہو گئے پھر آپ نے مجھے فرمایا جنت کی بشارت ہو دوسرے کو تیسرے کو اور چوتھے کو بشارت ہو، پس ابوبکر آئے تو اُنہوں نے احاطہ کے پیچھے سے اجازت طلب کی، رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سلام کا جواب دیتے ہوئے اُنہیں جنت کی بشارت دی،

پھر حضرت عمر آئے تو اُنہوں نے بھی ایسا ہی کیا۔ اور آپ نے اُنہیں بھی جنت کی بشارت دی،

پھر حضرت عثمان آئے تو اُنہوں نے بھی ایسا ہی کیا، اور آپ نے اُنہیں بھی جنت کی بشارت دی۔

پھر حضرت علی آئے اور اُنہوں نے بھی ویسا ہی کیا تو آپ نے اُنہیں بھی جنت کی بشارت دی۔

اِس روایت کو ابُوبکر اسماعیلی نے مُعجم میں نقل کیا ہے۔

کعب بن عجرہ سے روایت ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا میں تجھے جنتی اشخاص کی خبر دوں؟

ہم نے عرض کی ہاں یارسُول اللہ! آپ نے فرمایا، نبی جنت میں، صدیق جنت میں، اور وُہ شخص جو اپنے جنتی بھائی کی اللہ کی راہ میں زیارت کرتا ہے، اِس روایت کی تخریج خیثمہ بن سلیمان نے کی، اور اِس سے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے صدیقیت اور باقی تینوں اشخاص کے لئے شہادت کا اِثبات ہوتا ہے۔

جنت میں داخل ہونے والے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر تکیہ لگائے مدینہ منورہ کے دروازے

سے نکلے، آپ نے بایاں ہاتھ مبارک حضرت عمرؓ اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر رکھا ہوا تھا، اور حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ آپ کے سامنے تھے، آپ نے فرمایا یہ سب جنّت میں داخل ہوں گے اور جو ان میں فرق کرتا ہے اُس پر اللہ کی لعنت ہے۔

کوثر پلانے والے

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا، میرے حوض کے چار ارکان ہیں پہلا رکن ابُوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں ہوگا، دُوسرا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں ہوگا جبکہ تیسرا حضرت عثمان ذوالنّورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں اور چوتھا حضرت علی ابنِ ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں ہوگا، پس جو ابوبکر سے محبت اور عمر سے بغض رکھے گا، اُسے ابُوبکر پانی نہیں پلائیں گے، اور جو علی کا محبّ اور عثمان ذوالنورین کا مُبغض ہو گا اُسے علی پانی نہیں پلائیں گے اور جو ابُوبکرؓ سے محبت کرے گا تو بیشک وہ دین پر قائم ہوگا، اور جو عمرؓ سے محبّت کرے گا، اُسکا راستہ واضح ہوگا، اور جو حضرت عثمان سے محبّت کرے گا، وہ اللہ کے نور کے ساتھ طاہر ہوگا اور جو حضرت علی سے محبّت کرے گا بیشک وہ عروۃ الوثقیٰ سے تمسک کرے گا۔

اس روایت کو ابوسعد نے شرف نبوت میں نقل کیا، اور اسے غیلانی نے روایت کیا اور کہا! ان چاروں کا مقام محبُوب ہے

جنت میں داخل کرنے والے

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسُول اللہ صلی

اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! منادی قیامت کے دِن عرش کے نیچے سے منادی کرے گا، اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کہاں ہیں؟ پھر ابُوبکر و عمر اور عثمان و علی رضی اللہ تعالےٰ عنہم آئیں گے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے کہا جائے گا! جنت کے دروازے پر ٹھہر جائیں اور جسے چاہیں اللہ کی رحمت کے ساتھ داخل کریں، اور جسے چاہیں اللہ کے علم کے ساتھ بلائیں، اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالےٰ عنہ کیلئے کہا جائے گا! میزان کے پاس ٹھہر جائیں، جسے چاہیں اللہ کی رحمت کے ساتھ بھاری کریں اور جسے چاہیں اللہ تعالیٰ کے علم کے ساتھ ہلکا کریں، اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے دو حُلّے آئیں گے اور اُنہیں کہا جائے گا دونوں پہن لیں، میں نے دونوں کو تیرے لئے اُس وقت بنایا جب آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا تھا، اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عصائے مزین عطا کیا جائے گا، جو اُس درخت سے بنایا گیا ہوگا جو اللہ تعالےٰ نے اپنے ہاتھ سے جنت میں لگایا ہوا ہے۔

عرش پر کیا لکھا ہے

حضرت امام جعفر صادق بن محمد باقر علیہما السلام اپنے باپ اور دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا، کیا میں تمہیں عرش پر لکھے ہوئے کی خبر دوں، ہم نے کہا ہاں یارسُول اللہ! آپ نے فرمایا عرش پر لکھا ہوا ہے لاالٰہ الااللہ محمد رسُول اللہ، ابُوبکر الصدیق، عمر الفاروق، عثمان الشہید علی الرضا۔

ابوسعد نے اِس روایت کی تخریج شرف نبوت میں کی

لواء الحمد پر کیا لکھا

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسُول اللہ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لوا الحمد کے بارے میں پوچھا آپ نے فرمایا اُس کے تین
پرت ہوں گے، اُن دونوں میں سے ہر گوشہ آسمان اور زمین کے درمیان ہوگا،
پہلے پر بسم اللہ الرحمن الرحیم اور سورۃ فاتحہ لکھی ہوگی۔ دوسرے پر لا الٰہ الا اللہ محمد
رسول اللہ مرقوم ہوگا، اور تیسرے پر ابوبکر صدیق، عمر فاروق، عثمان ذوالنورین اور
علی المرتضیٰ لکھا ہوگا۔

اس روایت کی تخریج ملا نے کی۔

خلافت راشدہ تیس سال رہے گی

حضرت سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہا میں نے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا میرے بعد خلافت تیس سال ہے پھر
بادشاہی ہوگی، فرمایا ابوبکرؓ کی خلافت دو سال عمرؓ کی خلافت دس سال، عثمانؓ کی
خلافت بارہ سال اور علیؓ کی خلافت چھ سال ہوگی۔

علی بن جعد نے کہا میں نے حماد سے کہا سفینہ خلافت کے رُک جانے کے قائل
ہیں کہا ہاں،

اس روایت کی تخریج ابوحاتم نے کی، اور یہ اُس سے مغائرت رکھتی ہے۔
جس کا ذکر خلافت علی میں اہل تاریخ نے کیا، اور بیشک وہ چار سال آٹھ ماہ ہے،
اور صحیح مدت ولایت میں چار سال ہیں، اور بیشک یہ دو سال تین ماہ دس دن
حضرت ابوبکر کی خلافت کے، دس سال چھ ماہ پانچ دن خلافت عمرؓ کے بارہ دن
کم بارہ سال خلافت عثمانؓ کے اور چار سال آٹھ ماہ خلافت علیؓ کے اور اس مدت
پر تیس سال کی قربت کا اطلاق ہوگا۔

یا پھر حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولایت محسوبہ کی مدت اس مدت

سے ہے، اور اُس سے تیس سال کی تکمیل ہوئی،

خلافت نبوت تیس سال ہے۔

حضرت سعد بن ابی خیثمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، خبردار اور بیشک میرے بعد چار خلفاء ہیں، اور
میرے بعد خلافت نبوت ورحمت تیس سال ہے، پھر خلافت پھر بادشاہت، پھر
جبریہ اور طواغیت پھر عدل وانصاف، اور جبروظلم اس اُمت کا اوّل و آخر بہتر ہے،
اس روایت کی تخریج ابوالخیر قزوینی حاکمی نے کی۔

حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرمایا، اللہ تعالیٰ
نے اس خلافت کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر کھولا اور دوسرے خلیفہ
عمر ہیں اور تیسرے خلیفہ عثمان ہیں، اور اسے میرے ساتھ ختم کیا، اور نبوت حضرت محمد
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ختم فرمائی،

اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم اُس وقت تک دُنیا سے تشریف نہیں لے گئے جب تک کہ آپ نے
مجھ سے یہ عہد لیا کہ میرا امر میرے بعد ابوبکر کو ملے گا پھر عمر کو پھر عثمان کو پھر میری
طرف آئے گا اور لوگ مجھ پر مجتمع نہیں ہونگے، اور آپ ہی سے روایت ہے کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وصال نہیں فرمایا یہاں تک کہ مجھ پر یہ راز ظاہر فرمایا
کہ میرے بعد میری ولایت ابوبکر کو ملے گی پھر اِس مفہوم کی حدیث بیان فرمائی جو
پہلے بیان ہوئی اور اس میں یہ نہیں کہا کہ علی پر لوگ جمع نہیں ہونگے۔

تشریح، اور اس حدیث میں اُس روایت سے بعد ہے کہ
حضرت ابوبکر کی بیعت سے چھ ماہ پیچھے رہے اور اس کی نسبت اس ع

کی شل میں حدیث بھول جانے کی طرف کی جائے گی کہ پھر اُنہوں نے حضرت عثمان کے امرِ خلافت میں توقف فرمایا جو اِس کی تائید کرتا ہے کہ آپ کو حدیث بھول گئی تھی۔ اور اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ نے اِس پر عہد لیا تھا تو آپ توقف نہ فرماتے۔

خلافت ملے تو کیا کرو گے

ابوبکر ہذلی نے اپنے اشیاخ سے جس چیز کی خبر دی ہے وہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو فرمایا! اے ابوبکر اگر میرے بعد تجھے امرِ خلافت ملے تو تُو کیسے کرے گا؟

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اِس سے پہلے مجھے موت آجائے۔

آپ نے فرمایا! اے عمرؓ تو کیسے کرے گا،

حضرت عمرؓ نے عرض کی میں ہلاک ہو جاؤں

جب آپ نے حضرت عثمانؓ سے پوچھا تو اُنہوں نے کہا کھاؤں گا اور کھلاؤں گا اور تقسیم کروں گا اور بے انصافی نہیں کروں گا،

آپؐ نے فرمایا یا علیؓ تُو کیسے کرے گا؟

اُنہوں نے عرض کی! اُس قدر کھاؤں گا جس سے زندہ رہ سکوں آواز پست رکھوں گا، پھلوں کو تقسیم کروں گا اور انگشت نمائی سے بچوں گا،

آپ نے فرمایا تم سب عنقریب مجھے ملو گے اور اللہ تعالےٰ تمہارے اعمال تمہیں دکھائے گا۔

اِس روایت کی تخریج ابن سمان نے الموافق میں کی۔

آسمانی ڈول کا پانی

سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کی یا رسول اللہ میں نے خواب میں دیکھا گویا کہ آسمان سے ڈول اُترا پس حضرت ابوبکر آئے تو اُنہوں نے اُس سے تھوڑا سا پانی پیا، پھر حضرت عمرؓ آئے تو اُنہوں نے اُسے کھینچا اور سیراب ہو کر پانی پیا پھر حضرت عثمان آئے تو اُنہوں نے اُسے کھینچا اور پیاس بجھائی پھر اُس سے اُس پر کوئی چیز گر پڑی پس یہاں تک کہ سیراب ہو کر پیا پھر حضرت علی آئے تو اُس کی رسی پکڑ کر کھینچا تو وہ مضطرب ہو گئی پس آپ نے پانی پیا۔ اخرجہ الجندی

تشریح۔ تھوڑا پانی پینے سے آپ کی کم مدتِ خلافت کی طرف اشارہ ہے۔ اور یہ دو سال ہے اور حضرت عمر کی مدت خلافت دس سال ہے۔

کھیتی اور اُس کا شجر

وَمَثَلُهُمْ فِي الْإِنْجِيلِ كَزَرْعٍ أَخْرَجَ شَطْأَهُ فَآزَرَهُ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوَىٰ عَلَىٰ سُوقِهِ [1]

اور اُن کی شل انجیل میں جیسے کھیتی کہ اُس نے اپنی سوئی نکالی پھر اُس نے اپنی سوئی کو قوی کیا اور پھر وہ اور موٹی ہوئی اور پھر اپنے تنے پر سیدھی کھڑی ہو گئی۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اِس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں

[1] الفتح آیت ۲۹

"زرع" ۔ یعنی کھیتی حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں، "شطأہ" یعنی اُس کی سُوئی حضرت ابوبکر صدیق ہیں، "فآزرہ" یعنی سُوئی کی قوت، حضرت عمر فاروق ہیں ۔ فاستغلظ ۔ یعنی سُوئی کا طاقت ور ہونا تو یہ حضرت عثمانؓ کے ساتھ ہے، اور اُس کا تنے پر سیدھی کھڑی ہونا حضرت علیؓ کے ساتھ ہے رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین ۔

اِس روایت کی تخریج جوہری نے اور امالی میں ابن عبداللہ نے کی ہے۔

سُورۃ والعصر کی تفسیر

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے اُنھوں نے کہا میں نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سُورہ "والعصر" پڑھ کر عرض کی یا رسُول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان اِس سورت کی تفسیر کیا ہے؟

آپ نے فرمایا! والعصر ۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے دن کے آخر کیساتھ قسم ہے۔

اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ ۔ سے مُراد ابوجہل بن ہشام

اِلَّا الَّذِیْنَ آمَنُوْا ۔ سے مُراد ابُوبکر صدیقؓ ہیں۔ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سے مُراد حضرت عمرؓ اور وتواصوا بالحق ۔ سے مُراد عثمان عفانؓ ہیں۔

وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ۔ سے مُراد علی ابن ابی طالبؓ ہیں۔

ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ہم رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی موجودگی میں حضرت ابوبکر وعمر اور عثمان وعلی کی افضیلت بیان کرتے تھے۔

اس روایت کی تخریج ابوالحسن حزی نے کی۔

حضرت علیؓ سے ترتیب افضیلت

اصبغ بن نباتہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم

کی خدمت میں عرض کی اے امیر المومنین! رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد لوگوں میں بہتر کون ہے؟

آپ نے فرمایا! ابُوبکرؓ

میں نے عرض کی! پھر کون؟

آپ نے فرمایا! عمرؓ

میں نے عرض کی! پھر کون؟

آپ نے فرمایا! عثمانؓ

میں نے عرض کی پھر کون؟

آپ نے فرمایا! میں۔

اِس روایت کی تخریج ابوالقاسم نے اپنی کتاب میں کی۔

حضرت علی سے مروی ہے کہ اُنھوں نے خطاب کرتے ہوئے ایک طویل خطبہ کے آخر پر فرمایا جان لو بیشک اُن کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد خیر الناس ابوبکر صدیقؓ ہیں پھر عثمان ذوالنورینؓ اور پھر میں اس کے ساتھ تمہاری گردنوں اور تمہاری پُشتوں کے پیچھے ماروں گا پس تمہارے لئے مجھ پر کوئی حجت نہ ہوگی، یعنی گر تم انکار کرو گے تو میں اِس چھڑی کے ساتھ ماروں گا۔

اِس روایت کو ابن سمان نے موافق میں نقل کیا،

حضرت علی ابن ابی طالبؓ سے روایت ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ میرے خلفاء پر رحم فرمائے؟

لوگوں نے کہا! یارسُول اللہ آپ کے خلفاء کون ہیں؟

آپ نے فرمایا! جو میرے بعد آئیں گے اور میری احادیث اور میری سُنت کو وہ اُن میں دیکھیں گے تو لوگ اُسے جان لیں گے،

اِس روایت کی تخریج نظام الملک نے کی اور اُس کے یہ الفاظ ہیں اگرچہ عام بات ہوگی لیکن قرینہ سے خاص ہو جائے گی اور جگہ پر اُسے محمول کرنا اُن پر تعمیم سے زیادہ قریب ہے۔ واللہ اعلم

خلفائے اربعہ ابن عباس کی نظر میں

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں پُوچھا گیا تو اُنہوں نے فرمایا! خدا اُن پر رحم فرمائے وُہ قرآن کی تلاوت کرنے والے، شر کو مٹانے والے، مُنکر سے روکنے والے، معروف کا حُکم دینے والے، اللہ کے لئے صبر کرنے والے، فحشاء کی طرف میلان نہ کرنے والے قائم اللیل، صائم النہار، اللہ کے دین کو جاننے والے، اللہ سے ڈرنے والے محارم سے اجتناب کرنے والے، موبقات سے خرچ کرنے والے، اپنے ساتھیوں پر فوقیت رکھنے والے، رعایت اور قناعت کرنے والے۔ زیادہ احسان کرنے والے امانت دار تھے، جو اُن پر طعن کرے اللہ تعالےٰ اُسے قیامت تک عقوبت میں رکھے۔

پُوچھا! جب وُہ خلیفہ تھے تو اُن کی مُہر کا نقش کیا تھا؟

فرمایا! عبد ذلیل لرب جلیل۔

پُوچھا! حضرت عمرؓ کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں،؟

فرمایا! اللہ تعالےٰ ابی حفص پر رحم فرمائے، خدا کی قسم! وُہ اسلام کے حلیف یتیموں کی پناہ گاہ، محلِ ایمان، منتہی الاحسان، اپنی مجلس میں بیٹھے ہوئے کمزوروں کے ماوٰی، خلفاء کی دانائی، حق کا قلعہ، لوگوں کے مددگار، اللہ کے حق کے ساتھ صبر کے ساتھ احتساب کرنے والے، یہاں تک کے دین ظاہر ہُوا اور دیار فتح ہُوئے

اور اللہ تعالیٰ عز وجل کا ذکر تلال و بقاع تک پہنچا۔ نرمی سختی میں اللہ کیلئے باوقار ہر وقت اُس کا شکر کرنے والے پس اللہ تعالےٰ اُن سے بغض رکھنے والے پر قیامت تک گرفتِ عقوبت رکھے۔

پُوچھا! جب وُہ خلیفہ تھے تو اُن کی مُہر کا نقش کیا تھا؟

فرمایا! اُس پر نقش تھا۔ اللہ المعین لمن صبر۔

پُوچھا! آپ حضرت عثمانؓ کے حق میں کیا کہتے ہیں؟

فرمایا! اللہ ابی عمرو پر رحم فرمائے خُدا کی قسم! وُہ نیکوں کے افضل، خدام کے اکرم بہت زیادہ استغفار کرنے والے، صبحوں کے ساتھ جاگنے والے، ذکرِ جہنم کے وقت جلد آنسو بہانے والے، اس میں ہمیشہ فکر کرنے والے، شب و روز مدد کرنے والے، ہر بزرگی کو لپک کر حاصل کرنے والے، ہر نجات کی طرف کوشش کرنے والے، ہر ہلاکت سے بھاگنے والے، وفی، نقی، حفی، جیشِ عسرت کے لئے سامان دینے والے، صاحب بئر رومہ،

اور حضرت محمدؐ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے داماد ہیں اللہ تعالےٰ اُنہیں شہید کرنے والے پر قیامت تک اپنی گرفت قائم رکھے۔

پُوچھا! اُن کی خلافت کے زمانہ میں اُن کی مُہر کا نقش کیا تھا؟

فرمایا! اُس پر لکھا تھا! اَللّٰھُمَّ احینی سعیدا وامتنی شہیدا۔ پس خُدا کی قسم وُہ زندگی میں سعید رہے اور شہادت کی موت سے فائز ہوئے۔

پُوچھا! آپ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے حق میں کیا کہتے ہیں؟

فرمایا! اللہ تعالیٰ ابی الحسن پر رحم فرمائے! خدا کی قسم وُہ علم الہدیٰ، کہف التقیٰ، طود النہیٰ، محل الحجیٰ، عین الندیٰ اور علمِ دریٰ کے منتہی تھے۔ وُہ اندھیریوں میں چمکتا ہوا نور تھے، وُہ حجتِ عظمیٰ کی طرف بلانے والے، وُہ عروۃ الوثقیٰ کو پکڑے ہوئے

تقوے کا خلعت اور ردا زیب تن کرنے والے، حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد شہید نجویٰ سے مکرم ہونے والے، صاحب قبلتین، ابوسبطین، زوج خیرالنساء علیہا السلام، پس اُن پر کسی کو فوقیت نہیں، میری آنکھوں نے اُن کی مثل کسی کو نہیں دیکھا اور نہ کسی کو اُن کی مثل سُنا، جنگ میں شجاعت کے پیکر، اقران اور گیدڑوں کے ابطال کے لئے قتال کرنے والے، پس اُن سے بغض رکھنے والے پر اللہ تعالیٰ کی اور اُس کے بندوں کی قیامت تک لعنت ہو۔

پُوچھا! اُن کی خلافت کے زمانہ میں اُن کی مُہر کا نقش کیا تھا؟

فرمایا! اُس پر لکھا تھا۔ اللہ الملک

اِس روایت کی تخریج کمال اصفہانی اور ابوالفتح قواس نے کی۔

خلفاءِ اربعہ امام جعفر صادق ؑ کی نظر میں

مفضل بن عمر اپنے باپ دادے سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بارے میں پُوچھا گیا تو آپ نے فرمایا!

بیشک حضرت ابُوبکر صدیق ؓ تھے، اُن کا دل مشاہدۂ ربوبیت سے بھرا ہُوا تھا اور اللہ تعالےٰ کے ساتھ اُس کے علاوہ کوئی موجود نہ تھا، وُہ لا اِلٰہ الا اللہ کا وِرد کثرت سے کرتے تھے۔

اور حضرت عمر ؓ! اللہ تعالیٰ کی عظمت کے پہلو میں اللہ تعالےٰ کے سوا ہر چیز کو چھوٹی اور حقیر سمجھتے اور غیر اللہ کے لئے تعظیم کو نہ دیکھتے اُن کا وِرد اکثر طور پر اللہ اکبر ہوتا۔

اور حضرت عثمان ؓ! اللہ تعالےٰ کے ماسواء کو معلول دیکھتے جب اُس کا رجوع فناء کی طرف ہو اور وُہ سوائے اللہ تعالیٰ کے تنزیہہ کو نہ دیکھتے اُنکا وِرد، سبحان اللہ تھا۔

اور حضرت علی ابن ابی طالب ؓ کائنات کے ظہور کو اللہ تعالیٰ سے دیکھتے اور قیام کائنات کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ دیکھتے اور کائنات کا رجوع اللہ تعالیٰ کی طرف دیکھتے اُن کا اکثر کلام الحمد للہ تھا۔

اس روایت کو الجندی نے اربعین میں نقل کیا۔

خُلفاء کی موافقتِ رسُول

روایت ہے کہ جب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ مجھے تمہاری دُنیا سے تین چیزوں سے محبت ہے، خوشبو، عورت اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔

حضرت ابوبکر ؓ نے عرض کی یارسُول اللہ میں بھی دُنیا کی تین چیزوں سے محبت کرتا ہوں، آپؐ کے رُخِ انور کی زیارت کرنا، آپ پر خرچ کرنے کے لئے مال جمع کرنا، آپکی طرف آپ کی قرابت کے ساتھ توسل حاصل کرنا۔

حضرت عمر ؓ نے عرض کی یارسُول اللہ میں دُنیا کی تین چیزوں سے محبت کرتا ہُوں، بھُوکے کو کھانا کھلانا، پیاسے کو پانی پلانا اور برہنہ کو کپڑے پہنانا۔

حضرت علی ابن ابی طالب ؓ نے عرض کی یارسُول اللہ میں نے دُنیا سے تین چیزیں پسند کی ہیں، گرمیوں میں روزے رکھنا، غروبِ آفتاب کے وقت پڑھنا اور آپ کے سامنے تلوار کی ضرب لگانا۔

اِس روایت کی تخریج الجندی نے کی۔

باب پنجم

اصحاب ثلاثہؓ کے مخصوص فضائل

آپس میں موازنہ اور ایک دوسرے کا رجحان

قبل ازیں تیسرے باب میں اس سے قدرے بیان ہو چکا ہے، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کی میں نے خواب میں دیکھا کہ آسمان سے ایک ترازو اترا ہے اس میں آپؐ کو اور ابوبکرؓ کو وزن کیا گیا تو آپ کا پلہ بھاری تھا، پھر ابوبکرؓ اور عمرؓ کو وزن کیا گیا تو ابوبکرؓ بھاری تھے، پھر حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کو تولا گیا تو عمرؓ کا پلہ بھاری تھا، پھر ترازو کو اٹھا لیا گیا۔ فاستا لہا، یہ آپکو پسند نہ تھا پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہ خلافت نبوت ہے پھر اللہ تعالیٰ جسے چاہے عطا فرمائے۔

اسے ابوداؤدؒ نے اور بغوی نے مصابیح فی الحسان میں روایت کیا اور حافظ دمشقی نے موافقات میں نقل کیا۔

خیثمہ بن سلیمان نے یہ الفاظ زائد بیان کئے کہ جب صبح ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے استفسار فرمایا کیا تم میں سے کسی نے خواب دیکھا ہے؟

ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ میں نے دیکھا گویا کہ آسمان سے ایک ترازو اترا اس ایک پلڑے میں آپ اور ایک پلڑے میں ابوبکر بیٹھے تو آپ کا پلہ نیچے تھا اور

ابوبکر کا پلہ اوپر اٹھ گیا، جب عمرؓ کو ابوبکر کے ساتھ تولا گیا تو عمرؓ کا پلہ اونچا ہو گیا پھر حضرت ابوبکرؓ اٹھ گئے اور حضرت عمرؓ کے ساتھ حضرت عثمانؓ کو تولا گیا تو حضرت عثمان کا پلہ اونچا ہو گیا، اور یہ قول کہ فاستا لہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعض نے کہا کہ یہ رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ناپسندیدگی پر محمول ہوگا کہ افضیلت دکنارہ کے درجات کا حصر کیا جائے اگرچہ اس سے زیادہ ہوں پس اللہ تعالیٰ ہی تفضیل کو جانتا ہے، فساہ کے بارے میں بیان ختم ہوا۔

تمام امتؐ کے ساتھ ہر ایک کا پلہ بھاری ہونا

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صبح کو سورج طلوع ہونے کے بعد ہمارے پاس تشریف لائے تو آپ نے فرمایا: میں نے فجر سے پہلے دیکھا گویا کہ مجھے مقالید و موازین عطا کر دئے ہیں مقالید تو یہ چابیاں ہیں اور موازین ترازو جس میں میرے ساتھ میری امت کو تولا گیا تو میرا پلہ بھاری تھا، پھر ابوبکرؓ آئے تو میری امت کو ...... انکے ساتھ وزن کیا گیا تو ابوبکرؓ بھاری تھے پھر عمرؓ آئے تو امت کے ساتھ ان کا وزن کیا گیا تو عمرؓ کا پلہ بھاری تھا پھر عثمانؓ آئے تو انہیں امت کے ساتھ تولا گیا تو عثمانؓ کا پلہ بھاری تھا پھر ترازو کو اٹھا لیا گیا۔

اس روایت کی تخریج امام احمد بن حنبل نے اپنی مسند میں کی۔

ایک روایت میں ہے کہ ان سے مکان وزن کیا گیا تو ان کے ساتھ بھاری ہوا۔ اس کی تخریج ابوالخیر قزوینی نے اربعین میں کی میں کہتا ہوں: تمام امت کے اتفاق پر ان میں سے ہر ایک اپنی خلافت کے اعتبار سے تمام امت پر بھاری ہے گویا کہ ان کے ساتھ بیٹھنا اور ان کے ساتھ اٹھانا اور میزان کا اٹھ جانا اختلاف

کی طرف اشارہ ہے۔

اس روایت اور اُس روایت کے درمیان تضاد نہیں جو آگے آئے گی جس میں خلافت عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ پر اور اُن کے مناقب پر استدلال ہے،

حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! میں نے رات کو خواب میں دیکھا جیسا کہ میرے اصحاب سے تین کا وزن کیا گیا ہے۔

پس ابُوبکرؓ کو تولا گیا تو پُورا وزن تھا، پھر عمرؓ کو تولا گیا تو پُورا وزن تھا پھر عثمانؓ کو تولا گیا تو ہمارے دونوں اصحاب سے کم وزن تھا اور وُہ صالح ہے،

تشریح: اِس کی تخریج امام احمد بن حنبل نے کی اِن دونوں کو ہر ممکن حد تک دونوں حدیثوں کے مابین متغائر معنوں پر حمل کیا جائے گا اور یہ دونوں کے ملا دینے سے بہتر ہے،

آپؐ کا فرمان رجح یعنی بھاری ہونا معنی مذکور پر حمل ہو گا، اور آپؐ کا قول، فَوَزَنَ، یعنی پُورا وزن ہُوا، اُن کی آراء کی رائے کے لئے موافقت پر محمُول ہو گا تو بیشک حضرت عثمان کی رائے کو ابُوبکر وعمر کی رائے سے وزن کیا جائے تو اُن دونوں کی رائے اُس کے ساتھ موزون ومعتدل آئے گی وُہ دونوں رائے میں اُس کی مخالفت نہیں کرتے۔ اور اگر بادی النظر میں اتفاق اِس کے خلاف ہو گا تو دونوں صواب والوں میں اُس کی طرف رجوع کریں گے دونوں اُس کی رائے کا حق کے ساتھ اعتراف کرتے ہیں گویا کہ اُس کے ساتھ ہیں، جیسا کہ دونوں نے مرتدین کے قتال میں اور اس قسم کے معاملات میں کیا، اور یہ معنے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے معاملہ میں نہیں ہیں تو بیشک وُہ بہت سے واقعات میں اُن کی رائے کے مخالف تھے، اور اُن کی طرف اُنہوں نے رجوع نہیں کیا، بلکہ اُن پر اپنے انکار پر اصرار کیا۔

یہاں تک کہ وُہ شہید ہو گئے، باوجود اِس کے وُہ حق پر تھے جس کی وُہ احادیث شاہد ہیں جو اُن کے خصائص میں آئیں گی، باوجود اِس کے وُہ ایک صالح شخص تھے اِس پر یہ حدیث شاہد ہے، پس اُن کا وزن کم ہونا اُس چیز سے ہے جو شیخین کے اُن کے موازنہ سے قبل ثابت ہے، اور یہ اُس اعتبار سے ہے جس کا ہم نے ذکر کیا نہ یہ کہ اُن کی رائے میں کم نکلے، اُن کا نکلنا حق پر ہو گا اور وُہ کیسے حق سے نکل سکتے ہیں جب کہ وُہ ایک صالح شخص تھے، پس حضرت عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ اپنے احوال میں کامل تھے اُن سے حق سے کوئی چیز نہیں نکلی۔ اور ابُوبکر وعمر رضی اللہ تعالےٰ عنہما اس اصل میں اشتراک کے ساتھ زہد وورع اور اِس قسم کی مزید بزرگی میں ملابست کے ساتھ اُن سے اکمل تھے، پس حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کمی اُن دونوں کی اکملیت سے ہے، اِس کے علاوہ سے نہیں، پس حضرت ابُوبکر اور حضرت عمر دونوں میں سے ہر ایک اُمت کے ساتھ بھاری ہو نگے اور اُمتیوں کا وزن مذکورہ اعتبارات سے ہے اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اُمت کے ساتھ بھاری ہونا اور اُن سے پُورا نہ ہونا اعتبار مذکور کے ساتھ ہے،

اور اِسے ان کے درمیان موازنہ پر حمل کرنا ممکن نہیں جیسا کہ اُس شخص کا خواب دو وجہوں کے لئے مُقدم ہے،

اوّل، یہ کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کی رائے کی اُمت کے ساتھ موازنہ کی خبر دی ہے تو یہ اس پر پہلی قید پر مُطلقاً محمُول ہو گا دُوسرے موازنہ کے اعتقاد سے اُس شخص کے خواب کی موافقت کے لئے جس سے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بنفسہٖ خبر نہیں دی۔

دوم، یہ کہ سیاقِ لفظ اس پر اُس کے حمل سے خبر دیتا ہے، تو بیشک آپ نے فرمایا، ابُوبکرؓ کو تولا گیا تو وُہ پُورا اُترا، تو اِس کا معنیٰ اِس تقدیر پر ہو گا کہ حضرت

عمرؓ کے ساتھ وزن کیا گیا تو اُس کے ساتھ بھاری نکلا جیسا کہ اُس شخص کے خواب میں ہے، پھر فرمایا کہ عمرؓ کو تولا گیا تو پُورا اُترا یعنی حضرت عثمانؓ کے ساتھ، پھر فرمایا کہ عثمانؓ کو تولا گیا تو اِس کا اقتضا یہ ہے کہ اُنہیں بغیر حضرت عمرؓ کے تولا گیا کیونکہ پہلے جگہ میں حضرت عمرؓ کے ساتھ اُن کو تولا گیا ہے، تو اِس خواب میں اُن کے علاوہ کا ذکر نہیں، پس جس کا ہم نے پہلے ذکر کیا اُسی طرف لوٹنا ہو گا۔

اصحابِ ثلاثہ کا نام عرش پر

حضرت امام جعفر صادق بن امام محمد باقر علیہما السلام اپنے آباؤ اجداد سے روایت بیان کرتے ہیں کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں نے معراج کی رات عرش پر لکھا ہُوا دیکھا۔

لا اِلٰہ الا اللہ محمد رسُول اللہ ابُوبکر الصدیقؓ عمر الفاروقؓ ظلماً شہید کئے گئے عثمان ذوالنورینؓ

اِس روایت کی تخریج دیباج نے کی اور ابو سعد نے اسے شرف النبوۃ میں نقل کیا اور اُس میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا ذکر بھی کیا جس کا بیان پہلے باب میں گذر چکا ہے۔

اصحابِ ثلاثہ کا نام جنت کے ہر پتے پر

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے روایت ہے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

جنت کے ہر درخت کے ہر پتے پر لکھا ہُوا ہے، لا اِلٰہ الا اللہ محمد رسُول اللہ ابوبکر صدیق عمر فاروق عثمان ذوالنورین۔

اِس روایت کی تخریج صاحبِ دیباج اور امام ابوالخیر قزوینی نے کی ہے۔

کنکریوں کا تسبیح پڑھنا

حضرت سوید بن یزید سالمی سے روایت ہے کہ میں مسجد میں داخل ہوا تو حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو اُس میں اکیلے بیٹھے ہوئے دیکھا میں نے اِسے غنیمت جانا اور اُن کے پاس بیٹھ گیا اور کہا کہ حضرت عثمان کی قوم کا حال بیان کریں؟ اُنہوں نے فرمایا نہیں میں حضرت عثمان کے بارے میں سوائے خیر کے کوئی بات نہیں کروں گا بعد اُس کے کہ جو بات میں نے اُن کی رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاں دیکھی۔

رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تعلیم حاصل کرنے کے لئے آپ کی خلوتوں میں پیروی کرتا تھا آپ ایک دن ایسے اور ایسے مقام تک تشریف لے گئے اور وہاں بیٹھ گئے تو میں نے حاضر خدمت ہو کر سلام عرض کیا اور آپ کے پاس بیٹھ گیا، آپ نے فرمایا! اے ابو ذرؓ تیرے ساتھ کیا چیز آئی ہے؟ میں نے کہا! اللہ تعالیٰ اور اُس کا رسُول۔ پس ہم ایسے ہی ذکر کر رہے تھے کہ حضرت ابُوبکرؓ تشریف لے آئے اور سلام کہنے کے بعد رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دائیں طرف بیٹھ گئے، آپ نے پُوچھا! اے ابُوبکر تیرے ساتھ کیا چیز آئی ہے؟ عرض کی اللہ اور اُس کا رسُول پھر حضرت عمرؓ تشریف لائے اور سلام کہنے کے بعد حضرت ابُوبکر کے داہنی طرف بیٹھ گئے، آپ نے پُوچھا! اے عمر تیرے ساتھ کیا ہے؟ عرض کی! اللہ اور اُس کا رسُول پھر حضرت عثمانؓ تشریف لائے اور سلام عرض کرنے کے بعد آپ کی بائیں طرف بیٹھ گئے آپؐ نے پُوچھا! عثمان تیرے ساتھ کیا ہے؟ عرض کی! اللہ اور اُس کا رسُول پس رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سات یا نو کنکریاں اُٹھا کر اپنی ہتھیلی پر رکھیں، تو وہ تسبیح پڑھنے لگیں یہاں تک کہ میں نے اُن سے

مکھیوں کی بھنبھناہٹ جیسی آواز سُنی پھر رکھ دیا تو وُہ خاموش ہو گئیں ، آپ نے پھر
اُٹھا کر حضرت ابو بکرؓ کے ہاتھ پر رکھ دیں تو وُہ تسبیح پڑھنے لگیں یہاں تک کہ میں نے
اُن سے مکھیوں کی بھنبھناہٹ کی آواز سُنی اُنہیں رکھ دیا گیا تو خاموش ہو گئیں پھر
حضورِ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُنہیں اُٹھا کر حضرت عمرؓ کے ہاتھ پر رکھ
دیا تو وُہ تسبیح پڑھنے لگیں یہاں تک کہ میں نے اُن سے مکھیوں کے بھنبھنانے کی آواز
سُنی پھر اُنہیں زمین پر رکھ دیا تو خاموش ہو گئیں پھر آپ نے اُنہیں زمین سے اُٹھا کر
حضرت عثمانؓ کی ہتھیلی پر رکھ دیا تو وُہ تسبیح پڑھنے لگیں یہاں تک کہ میں نے مکھیوں کی
بھنبھناہٹ جیسی آواز سُنی پھر اُنہیں زمین پر ڈال دیا تو خاموش ہو گئیں۔

اُحد ٹھہر جا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضورِ رسالتمآب
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُحد پر چڑھے تو حضرت ابو بکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی
اللہ تعالےٰ عنہم نے آپ کی اتباع کی، پس اُن کے ساتھ پہاڑ ہلنے لگا، رسُول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پاؤں کی ٹھوکر لگا کر فرمایا۔ اُحد ٹھہر جا، تجھ پر نبی، صدیق اور
دو شہیدوں کے علاوہ کوئی نہیں۔

(مسند احمد، بخاری، ترمذی، ابو حاتم)

حراء ٹھہر جا

حضرت بریدہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم حراء پر تشریف فرما تھے اور آپ کے ساتھ ابو بکرؓ و عمرؓ اور عثمانؓ
[illegible] نے لگا تو آپ نے فرمایا۔ حراء ٹھہر جا، بیشک تجھ پر نہیں مگر نبی،

یا صدیق یا شہید۔

اس روایت کی تخریج امام احمد بن حنبل نے کی

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے تیسرے باب میں مُسلم وغیرہ کی حدیث
گذر چکی ہے، جس میں حضرت علی، حضرت طلحہ، حضرت زبیر اور حضرت سعد رضی اللہ
تعالیٰ عنہم کا ذکر زیادہ تھا۔

ثبیر ٹھہر جا

حضرت ثمامہ نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت
کی کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ثبیر مکہ پر تھے اور آپ کے ساتھ ابو بکرؓ و عمرؓ
اور میں تھا، پس پہاڑ ہلنے لگا یہاں تک کہ اُس کے پتھر پہاڑ سے الگ ہو کر گرنے
لگے، تو آپ نے اپنے پاؤں کی ٹھوکر لگا کر فرمایا ثبیر ٹھہر جا، بیشک تجھ پر نبی، صدیق اور
دو شہید ہیں،

جنت کی ایک اور بشارت

حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ اُنہوں نے مسجد نبوی میں جا کر
رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں دریافت کیا تو لوگوں نے بتایا آپ
کا رُخ اس طرف تھا وُہ اُس نشانی پر چلتے ہوئے بئرِ اریس پر پہنچے تو اُسکے کھجور
کی شاخ کے بنے ہوئے دروازے کے پاس بیٹھ گئے، حضورِ رسالتمآب صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم قضائے حاجت کے بعد تشریف لائے اور وضو فرما لیا تو وُہ آپ کی
طرف کھڑے ہو گئے،

حضرت ابو موسیٰ اشعری فرماتے ہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کنوئیں

منڈیر پر تشریف فرما ہو گئے تو میں اُس روز آپ کا بواب بن کر دروازے پر بیٹھ گیا۔

پس حضرت ابُوبکرؓ تشریف لائے اور دروازہ ہٹایا میں نے پُوچھا کون ہے؟

کہا ابوبکرؓ، میں نے کہا آپ کا پیغام پہنچاتا ہُوں پھر میں آپؐ کی خدمت میں حاضر ہُوا اور عرض کی ابُوبکرؓ اجازت طلب کرتے ہیں؟

آپ نے فرمایا! اُسے اجازت ہے اور اُس کے لئے جنت کی بشارت ہے،

میں نے حضرت ابوبکر کو آکر بتایا آپ کی طرف سے اجازت اور جنت کی بشارت ہے

پس ابوبکر داخل ہُوئے اور آپ کے ساتھ دائیں طرف کنوئیں میں پاؤں لٹکا کر بیٹھ گئے جس طرح آپ تشریف فرما تھے اور اپنی پنڈلیاں کھول دیں،

پھر میں واپس آکر بیٹھ گیا تو میرا بھائی وضو چھوڑ کر میرے پاس بیٹھ گیا،

میں نے کہا اگر اللہ تعالیٰ فلاں کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرے، اِس سے مراد اُن کا اپنا بھائی تھا جو اُن کے ساتھ آیا تھا۔

پھر کسی اِنسان نے دروازے کو حرکت دی تو میں نے پُوچھا کون ہے؟

کہا عمرؓ بن خطاب، میں نے کہا آپ کا پیغام پہنچاتا ہُوں پھر میں نے آپؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی، حضرت عمرؓ اجازت مانگتے ہیں؟ آپ نے فرمایا اُسے اجازت ہے اور اُس کے لئے جنت کی بشارت ہے میں نے حضرت عمر کو آکر بتایا آپکو اجازت ہے اور رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو جنت کی بشارت دی ہے۔

پس وُہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کنوئیں کی منڈیر پر بائیں طرف بیٹھ گئے اور پاؤں کنوئیں میں لٹکا لیے۔ پھر میں واپس آکر بیٹھ گیا اور کہا۔ اگر اللہ تعالےٰ فلاں شخص کی بہتری چاہتا ہے تو وُہ آجائے۔

امام زین العابدینؒ کی حضرت ابُوبکر و عمر سے محبت

حضرت علی بن حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالےٰ عنہم سے روایت

ہے کہ اُنہوں نے فرمایا، اے اہل عراق ہماری محبت اسلام کی محبت ہے۔ پس خدا کی قسم تمہاری محبت کی عمارت ہمیشہ رہے گی یہاں تک کہ تم گالی کو پہنچو۔ اِس میں اُن کی محبت کے مزاج پر انکار کے ساتھ تعریض ہے جو اُن لوگوں کی طرف حضرت ابوبکر اور حضرت عمر سے بغض اور دونوں کو بُرا کہنے سے منسوب تھا۔

امام محمد باقر کی حضرت ابُوبکرؓ و عمرؓ سے دوستی

حضرت ابن ابی حفصہ سے روایت ہے کہ میں نے امام محمد باقر بن علی اور امام جعفر بن محمد باقر علیہم السلام سے حضرت ابُوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں دریافت کیا تو فرمایا۔ وُہ دونوں عادل امام ہیں، اُن دونوں کے ساتھ محبت اور اُن کے دشمنوں سے بریت ہے۔ پھر امام جعفر بن محمد باقرؒ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا اے سالم کیا اِس کا نانا ابوبکر صدیق نہیں ہے۔ پس میرے نانا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت نہیں پہنچے گی، اگر ابوبکر اور عمر کے ساتھ دوستی اور اُن کے دشمنوں سے بریت نہ ہو۔

امام جعفر صادقؑ اور تمام اہلبیت کی ابُوبکرؓ و عمرؓ سے محبت

حضرت ابی جعفر امام محمد باقر عن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب علیہم السلام فرماتے ہیں جو شخص حضرت ابُوبکر اور حضرت عمر کی بزرگی سے ناواقف ہے وُہ سُنت سے ناواقف ہے،

اور آپ ہی سے روایت ہے جب اُن سے پُوچھا گیا کہ آپ ابوبکرؓ و عمرؓ کو نہیں دیکھتے؟

آپ نے فرمایا! میں اُن دونوں سے محبت کرتا ہوں اور اُن دونوں کے لئے

استغفار کرتا ہوں اور میں نے اہلبیت میں سے کسی کو نہیں دیکھا جو اُن سے دوستی نہ رکھتا ہو۔

آپ ہی سے روایت ہے، جب اُن سے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کو گالیاں دینے والوں کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا۔ وہ دین سے نکل گئے ہیں۔

آپ ہی سے روایت ہے جس نے اُن دونوں میں شک کیا اُنہوں نے سنت میں شک کیا۔ اور ابوبکرؓ و عمرؓ کا بغض منافقت ہے، اور انصار کا بغض منافقت ہے بیشک بنی ہاشم بنی عدی اور بنی تیم کے درمیان جاہلیت کے زمانہ میں کینہ تھا۔ پس جب اسلام لائے تو اُن کے درمیان محبت قائم ہو گئی۔ اور اللہ تعالےٰ نے اس کینہ کو اُن کے دِلوں سے کھینچ لیا۔ یہاں تک کہ حضرت ابُوبکر صدیقؓ کے پہلو میں سردی کی شکایت ہو گئی تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے اپنا ہاتھ آگ سے گرم کر کے اُنکے پہلو کو سینک دیا۔ اور اُن کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی۔

ونزعنا ما فی صدورھم من غل اخواناً علی سرر متقابلین[1]

ہم نے اُن کے سینوں سے کینہ کھینچ لیا۔ بھائی ہیں آمنے سامنے تختوں پر بیٹھے ہوئے۔

دشمنانِ اُبوبکرؓ و عمرؓ سے امام باقرؑ کی لڑائی

حضرت جابر جعفی امام محمد باقر بن علی سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا۔ مجھے عراق کے لوگوں کی خبر پہنچی ہے جن کا گمان ہے کہ وہ ہمارے ساتھ محبت کرتے

---

[1] الحجر آیت ۴۷

ہیں اور ابوبکر و عمر سے بریت کرتے ہیں اور اُن کا خیال ہے کہ میں اُنہیں اس کا حکم دوں پس اُنہیں یہ بات پہنچا دے کہ میں اللہ کی طرف اُن سے بری ہوں، اور اُس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمدؐ کی جان ہے اگر میرے ہاتھ میں حکومت ہوتی تو اللہ تعالیٰ کی طرف اُن کے خون پیش کرتا۔ مجھے محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شفاعت نہ پہنچے اگر اُن دونوں کے لئے استغفار نہ کروں اور اُن پر رحم نہ کروں،

آپ ہی سے روایت ہے کہ محمد بن علی نے فرمایا! اہلِ کوفہ کو بتا دو جو شخص ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بریت کرتا ہے میں اُس سے بری ہوں۔

آلِ اُبوبکرؓ اور آلِ محمدؐ

امام جعفر صادق بن امام محمد باقر علیہما السلام اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں، کہ آلِ ابی بکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے عہد پر بُلاتے ہیں۔

ایک روایت میں ہے کہ آلِ محمد سے موسوم ہیں۔

اُنہی سے روایت ہے کہ جب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے خیبر کو فتح فرمایا تو آپ نے مہاجرین و انصار کے درمیان کھجوریں اور خشک انگور تقسیم فرمائے، اور بنی ہاشم کے درمیان گندم اور جو تقسیم فرمائے۔ اور اُن کے ساتھ آلِ ابی بکرؓ کے لئے بھی گندم اور جو تقسیم فرمائے، اس میں اُن کے علاوہ سو یا دو سو وسق ہر ایک کو ملے اور حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حصہ میں دو سو وسق آئے۔

اُبوبکرؓ سے برأت علیؓ سے برأت ہے

حضرت زید بن علی بن حسین بن علی ابن ابی طالب کی روایت کا جو ذکر آیا ہے یہ ہے کہ حضرت زید بن علی نے فرمایا اُبوبکرؓ و عمرؓ سے برأت علی سے برأت

ہے پس جو چاہے تقدم کرے اور جو چاہے تاخر کرے۔

اُن سے ہی روایت ہے جب اُن سے پُوچھا گیا کہ آپ ابُوبکرؓ و عمرؓ کے حق میں کیا کہتے ہیں؟ آپ نے فرمایا! میں اُن دونوں سے دوستی رکھتا ہوں، پوچھا جو اُن سے برئیت کرے اُسے آپ کیسا جانتے ہیں؟ فرمایا میں اُس سے بری ہوں یہاں تک کہ موت آجائے۔

زید بن زین العابدینؑ اور ابوبکرؓ و عمرؓ

ابن ابی جارود حسین بن مغیرہ واسطی سے روایت ہے کہ ایک گروہ جمع ہو کر حضرت زید بن علی کی خدمت میں حاضر ہُوا تو کہا اے ابن رسُول اللہ جب آپ نکلیں تو ابی بکر و عمر سے برئیت ظاہر فرمائیں گے؟ آپ نے فرمایا نہیں، اُنہوں نے کہا تو ہم آپ کے خُون سے بری ہیں اور آپ کے ساتھ نہیں نکلیں گے مگر آپ ابوبکرؓ و عمر سے برئیت کریں گے، تو ہماری ساٹھ ہزار تلواریں آپ کے ساتھ ہوں گی؟ کہا پس جب وہ نکلنے کے لئے اُٹھے اور اُن سے الگ ہُوئے تو آپ نے فرمایا واپس آجاؤ میں تمہیں ایک حدیث سناؤں؟ چنانچہ وہ واپس آئے تو آپ نے فرمایا مجھ سے میرے باپ نے اپنے دادا حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت بیان کی کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔ اے علی تجھے بشارت ہو، تُو اور تیرے شیعہ جنت میں ہوں گے، سوائے اُس قوم کے جو تجھ سے محبت کرے گی اور اسلام ظاہر کرے گی، اور وہ لوگ حنیفیت سے اِس طرح نکل جائیں گے جس طرح تیر نشانے سے نکل جاتا ہے، ان کے لئے بُرائی ہے جس کے ساتھ وہ بلائیں گے۔ اُنہیں رافضی کہا جائے گا۔ اے علیؑ اگر تو اُنہیں دیکھ لے تو اُن سے جنگ کرنا، بیشک وہ مشرکین ہیں، حضرت زید نے فرمایا، وہ تم لوگ ہو!

الٰہی! میری اِن سے دنیا و آخرت میں جنگ ہے، پھر اُن پر بددعا کی۔

اور آپ ہی سے روایت ہے جب اُن سے فدک کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا بیشک جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو فرمایا تھا کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اُنہیں فدک عطا فرمایا ہے۔

پس زید نے کہا! خدا کی قسم اگر یہ قضیہ میرے پاس آتا تو وہی فیصلہ کرتا جو ابُوبکر نے کیا ہے!

حضرت زید ہی سے روایت ہے اُنھوں نے فرمایا جو شخص حضرت ابوبکر اور حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر سب کرتا ہے اُس پر اللہ تعالےٰ کی اور فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی لعنت ہے۔

امام جعفر صادقؑ کی روایات

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے حضرت ابُوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بارے میں پُوچھا گیا تو آپ نے فرمایا جو اُن دونوں سے بری ہے میں اُس سے بری ہوں،

آپ کی خدمت میں عرض کیا گیا شائد آپ نے یہ تقیہ کے طور پر فرمایا ہے؟

آپ نے فرمایا! ایسا ہو تو میں اِسلام سے نکل جاؤں اور مجھے محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شفاعت نصیب نہ ہو۔

آپ نے فرمایا! میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی شفاعت کا امیدوار نہیں میں شفاعت ابُوبکرؓ کی امید رکھتا ہوں۔

فرمایا! میں اُس سے بری ہوں جو حضرت ابوبکر اور حضرت عمر سے بری ہے۔

کسی نے آپ سے پوچھا فلاں شخص کا گمان ہے کہ آپ ابوبکرؓ و عمرؓ سے بریت فرماتے ہیں"

فرمایا یہ بات ہو تو اللہ مجھ سے بری ہے، میں اُمید کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں مجھے قرابت ابوبکرؓ نفع دے گی اگر شکایت ہو تو میں اُسکی وصیت اپنے ماموں عبدالرحمٰن بن قاسم کی طرف کرتا ہوں۔

آپ فرماتے تھے جو جانتا ہے کہ میرا جد امجد کون ہے؟ تو میں حضرت ابوبکر یا حضرت علی ابن ابی طالب کی شفاعت کا امیدوار ہوں اور جو اُنہیں صدیق کے نام سے یاد نہیں کرتا اللہ تعالیٰ اُس کی بات کو سچی نہیں کرتا۔

آپ کی بیماری کے دوران آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا الٰہی میں ابوبکرؓ و عمرؓ سے محبت کرتا ہوں اگر میرے نفس میں اس کے علاوہ ہو تو مجھے محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی شفاعت نصیب نہ ہو۔

جب اُن دونوں کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا تم اُن دو اشخاص کے بارے میں پوچھتے ہو جو جنت کے پھل کھاتے ہیں۔

حضرت امام موسیٰ رضاؑ سے روایت ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ابوبکرؓ میرا نانا ہے اور عمرؓ میرا ختن ہے جو مجھ پر میرے نانا اور ختن کے بغض کی تہمت لگاتا ہے وہ مجھ پر افترا کرتا ہے۔

حضرت حسن علیہ السلام کی روایات

حسن بن علی بن عبداللہ بن حسن بن علی بن ابی طالب

حضرت عبداللہ بن امام حسن علیہ السلام سے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کے بارے میں پوچھا گیا تو اُنہوں نے فرمایا دونوں افضل ہیں اور دونوں کے لئے

مغفرت ہے۔

آپ کی خدمت میں عرض کی گئی شائد یہ تقیہ ہو اور آپ کے دل میں اختلاف ہو؟

آپ نے فرمایا اگر میں اپنے دل کی بات کے خلاف کہوں تو مجھے حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی شفاعت نہ پہنچے۔

جب آپ سے اُن کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا دونوں پر اللہ تعالےٰ کی رحمت ہو جو اُن پر درود نہ پڑھے اُس پر اللہ کی رحمت نہ ہو۔

آپ نے ایک رافضی کو فرمایا اگر ہمسائگی کا حق نہ ہوتا تو خدا کی قسم میں تجھے قربت کے لئے قتل کر دیتا۔

حسن بن صالح کے بھائی ابی محمد صالح حضرت عبداللہ بن صالح سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن حسنؑ نے اُسے فرمایا رب کعبہ کی قسم جو امامت میں کہتے ہیں باطل کے لئے ہے۔

حضرت حسنؑ مثنیٰ بن حسنؑ کی روایات

حضرت حسن بن حسن علیہما السلام نے ان میں سے ایک غالی شخص کو فرمایا تم ہم سے محبت باللہ کرو اگر ہم اللہ تعالیٰ کی اطاعت کریں تو ہم سے محبت کرو اور اگر ہم اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کریں تو ہم سے بغض رکھو۔

اُس شخص نے کہا آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے قریبی اور اہل بیت ہیں؟

آپ نے فرمایا اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی قربت کا بغیر عمل اطاعت کے اللہ تعالیٰ نفع دیتا تو مجھ سے اور ان کے ماں باپ سے زیادہ آپؐ کا کون قریبی ہے میں ڈرتا ہوں اگر اللہ تعالےٰ گنہگار کے لئے دُگنا عذاب کرے

خدا کی قسم مجھے اُمید نہیں کہ محسن ہم سے دو مرتبہ اس کا اجر عطا کرے گا۔

پھر فرمایا! ہمارے ساتھ ہمارے آباؤ اُمہات اگرچہ جو کہتے ہیں اللہ کے دین سے کہتے ہیں پھر ہمیں اس پر نہ خبر ہے اور نہ اس پر اطلاع ہے اور نہ اس میں رغبت ہے اور ہم تمہاری قربت سے اُن کے زیادہ قریب ہیں اور اُن پر واجب ہے کردہ اس میں ہمارے ساتھ تم سے زیادہ رغبت رکھیں۔

اور اگر امر خلافت! جیساکہ کہتے ہیں اللہ عزوجل اور اُس کے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس امر کے لئے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو منتخب فرمایا اور لوگوں کی طرف اس کا قائم ہونا بعد میں ہے تو بیشک لوگوں سے بڑے خطاکار اور مجرم حضرت علیؑ ہونگے کیونکہ اُنہوں نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے امر کو چھوڑ دیا جو اُن میں قائم تھا جیساکہ اُن کا امر اور لوگوں کی طرف عذر ہے تو وہ رافضی ہے۔ کیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علیؓ کے لئے نہیں فرمایا کہ جس کا میں مولا ہوں تو اُس کا علی مولا ہے؟

پھر فرمایا! لیکن خدا کی قسم اگر رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس امر اور سلطنت و قیام کے ساتھ لوگوں پر کھول کر بیان فرماتے جیساکہ نماز، زکواۃ اور روزہ و حج کو فصاحت کے ساتھ بیان کیا ہے اور فرماتے!

اُے لوگو! یہ میرے بعد میرا خلیفہ ہیں ان کی بات سُننا اور انکی اطاعت کرنا

اہل بیت کے یہ تمام اذکار حافظ ابُو سعد اسماعیل بن حسن بن سمان رازی نے کتاب الموافق میں اہل بیت و در صحابہ کے درمیان نقل کئے رضوان اللہ علیہم اجمعین۔

دونوں کے ساتھ فرشتے تھے

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ لوگوں نے حضرت علی

اور حضرت ابُوبکرؓ کے بارے میں بتایا کہ بدر کے دن ایک کے ساتھ جبریلؑ اور دوسرے کے ساتھ میکائیل و اسرافیل بڑے فرشتے جنگ میں موجود تھے یا کہا صفوں میں موجود تھے،

اس کی تخریج امام احمد نے مُسند میں اور حاکم نے مُستدرکؒ میں اور تمام رازی نے فوائد میں کی ہے۔

دُوسری قسم

ایک ایک کے مناقب میں اور اِس میں دس باب ہیں ،

پہلا باب

خلیفہ رسُول اللہ حضرت ابوبکرؓ کے مناقب میں اور اِس میں پندرہ فصلیں ہیں

پہلی فصل ! اُن کے نسب کے بارے میں ،
دُوسری فصل ! اُن کے نام کے بارے میں
تیسری فصل ! اُن کی صفت کے بارے میں
چوتھی فصل ! اُن کے اسلام کے بارے میں
پانچویں فصل ! اُن کے ہاتھ پر اسلام لانے والوں کے بارے میں
چھٹی فصل ! قبل از اسلام رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اُن کی دوستی کے بارے میں ساتویں فصل . اللہ تعالیٰ کی طرف بلانے اور رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدافعت کرنے سے اُن پر آنے والی مصیبتوں کے بیان میں ، آٹھویں فصل اُنکی ہجرت کے بیان میں ، نویں فصل اُنکے خصائص کے بیان میں ، دسویں فصل اُنکی افضلیت کا بیان . گیارہویں فصل اُنکی جنت کیلئے شہادت کے بیان میں . بارہویں فصل اُنکے فضائل کے بیان میں ، تیرہویں فصل اُنکی خلافت کے بیان میں . چودھویں فصل اُنکی وفات کے بیان میں ، پندرھویں فصل اُنکی اولاد کے بیان میں .

پہلی فصل

اُن کے نسب اور والدین کے اسلام کا بیان

نسب نامہ

عشرہ مبشرہ کے شجرۂ انساب میں اُن کا نسب پہلے بیان ہو چکا ہے کہ آپ بنی تیم بن مرہ سے منسوب ہیں پس اُنہیں تیمی کہتے ہیں جناب مرہ تک پہنچنے کے لئے آپ کے آباؤ اجداد کی اُتنی ہی تعداد ہے ، جتنی رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آباؤ اجداد کی ہے کیونکہ جناب مرہ اور اُن کے درمیان دونوں حضرات کے آباء کی تعداد چھ ہے پس نسب میں دونوں کے درمیان یہ موافقت اتفاقی ہے جیسا کہ صحیح تر قول کے مطابق دونوں کی عمر میں بھی اتفاق ہے اِس کا بیان انشاء اللہ آگے آئے گا۔

والدہ کا نام

آپ کی والدہ کا نام لفظاً حضرت اُم الخیر رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہے اور معناً سلمیٰ بنت صخر بن عامر بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ ہے اور وُہ آپ کے والد کے چچا کی بیٹی ہیں ،

یہ جمہور اہل نسب کا قول ہے اور شاذ نے کہا سلمیٰ بنت صخر بن عامر بن عمر بن کعب تو وُہ اُنہیں اُنکے چچا کی بیٹی بناتے ہیں تو یہ صحیح نہیں ،

ابو قحافہؓ کا اسلام

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالٰے عنہ کے والد عثمان بن عامر بن عمر بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ فتح کے روز اسلام لائے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیعت کی اور حضور رسالتآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات طیبہ اور اپنے بیٹے حضرت ابوبکرؓ کی خلافت کے زمانہ میں زندہ تھے اور حضرت عمرؓ کی خلافت کے دوران فوت ہوئے ،

حضرت اسماء بنت ابی بکر فرماتی ہیں ، فتح مکہ کے وقت ، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وادی ذی طوئی میں ٹھہرے تو ابو قحافہ نے اپنے چھوٹے بیٹے سے کہا اے میرے بیٹے میرے ساتھ کوہ ابوقبیس پر آؤ پھر آنکھوں پر ہاتھ پر چھجا بناکر کہا ! کیا دیکھا ؟ کہا سیاہی کا اجتماع ہے ۔ کہا یہ لشکر ہے ، کہا اور ایک شخص ہے جو اس سیاہی کے درمیان مُقبل و مُدبر معروف کوشش ہے ، کہا اے بیٹے یہ اُس لشکر کی صفیں مرتب کر رہا ہے اور لشکر کا سپہ سالار ہے ، پھر کہا ! واللہ سیاہی منتشر ہو گئی ہے ، کہا واللہ یہ لشکر ہمارے گھر کی طرف آئے گا چنانچہ وہ پہاڑ سے اُتر کر اپنے گھر کی طرف چلے تو گھر پہنچنے سے پہلے لشکر سے جا ملے ، اُن کی لڑکی کی گردن میں چاندی کا طوق دیکھا تو ایک شخص نے اُسے اُتار لیا ۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ معظمہ میں داخل ہوئے اور مسجد میں تشریف لے گئے تو حضرت ابوبکر اپنے باپ کو لیکر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے ۔ جب آپ نے اُنہیں دیکھا تو فرمایا ! بوڑھے کو گھر چھوڑ آتے اور ہم خود اِسکے پاس چلے جاتے ۔

حضرت ابوبکر نے عرض کی یا رسول اللہ یہ آپ کے جانے سے آپ کے پاس آنے کے زیادہ حقدار تھے ۔

ایک روایت میں ہے اگر بوڑھا اپنے گھر میں رُک جاتا تو ہم ابوبکر کے اکرام لے لئے اُس کے گھر جاتے کہا ! پھر وہ آپ کے سامنے بیٹھا تو آپ نے اُس کے سینے کو مسح کرتے ہوئے فرمایا اسلام قبول کرلے تو اُس نے اسلام قبول کرلیا اور دیکھا اُن کا سر سفید نباتات کی طرح تھا ، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ! اِن بالوں کو تبدیل کرلو ، پھر حضرت ابوبکرؓ کھڑے ہوئے اور اپنی بہن کا ہاتھ تھام کر کہا اللہ تعالیٰ آپکو اسلام کے ساتھ سلامت رکھے اور بہن کا ہار کسی ایک شخص کیلئے واجب نہیں پس آپنے فرمایا اے بہن ! اپنے ہار کے موتی شمار کر خدا کی قسم کہ یہ لوگوں میں قلیل وقت کیلئے امانت ہے ۔ اس روایت کی تخریج احمد بن حنبل ، ابوحاتم اور ابن اسحاق نے کی ۔

ایک روایت میں اس قول کے بعد ہے بوڑھے کو چھوڑ دیتے یہاں تک کہ ہم اُس کے پاس آتے ، حضرت ابوبکر نے کہا ! یا رسول اللہ میں چاہتا تھا اُسے عزوجل بکڑے ، مگر قسم ہے اُس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا مجھے ابی تس یعنی ابو قحافہ کے اسلام سے ابی طالب کے اسلام کی زیادہ خوشی ہے اس لئے کہ وہ آپ کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہے ، آپ نے فرمایا تو نے سچ کہا ،

اس روایت کو فضائل ابوبکر میں نقل کیا اور کہا یہ حدیث حسن ہے ۔

حضرت ابوبکرؓ کی والدہ کے اسلام کا بیان

حضرت سلمٰی بنت صخر دار ارقم بن ابی ارقم میں پہلے اسلام لانے والی اور حضور رسالتآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیعت کرنے والی ہیں اور وہ اسلام کے ساتھ فوت ہوئیں ۔

اس کا ذکر حافظ دمشقی اور صاحب صفوت وغیرہما نے کیا ہے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰے عنہا فرماتی ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ

و آلہ وسلم کے صحابہ کی مجموعی تعداد اڑتالیس ہو گئی تو ایک اجتماع میں حضرت ابو بکر
نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں عرض کی کہ اسلام کو لوگوں میں
ظاہر کیا جائے، آپؐ نے فرمایا: اے ابوبکر ہم تھوڑے ہیں، پس وہ آپ کی خدمت
میں مسلسل عرض کرتے رہے یہاں تک کہ آپؐ مسجد میں تشریف لے آئے، چنانچہ
مسلمان مسجد کے اردگرد پھیل گئے اور حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ایک
جگہ بیٹھ گئے تو حضرت ابوبکر نے کھڑے ہو کر لوگوں کو خطاب کیا اور حضرت ابو بکرؓ
اسلام میں پہلے خطیب ہیں جنہوں نے لوگوں کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی
اللہ علیہ و آلہ وسلم کی طرف دعوت دی، مشرکین نے نواحِ مسجد میں حضرت ابوبکر
اور مسلمانوں پر حملہ کر دیا اور انہیں پیٹنا شروع کر دیا اور شدید ضربات پہنچائیں اور
حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بہت ہی زیادہ مارا پیٹا اور عتبہ بن ربیعہ فاسق نے
اُن کے چہرے پر جوتوں کی بارش کر دی جس کی وجہ سے اُن کا منہ اور ناک ایک ہو
گئے، اسی اثناء میں بنو تیم آ گئے تو مشرکین نے انہیں چھوڑ دیا اور وہ لوگ انہیں
کپڑے میں ڈال کر گھر لے گئے اور انہیں اُن کی موت میں کوئی شک نہ تھا، انہیں
گھر چھوڑ کر وہ مسجد میں آئے اور کہا خدا کی قسم اگر ابوبکر مر گئے تو ہم عتبہ بن ربیعہ کو
قتل کر دیں گے پھر ابوبکر کے پاس واپس آ گئے ابو قحافہ اور بنو تیم حضرت ابو بکرؓ کو
بلاتے رہے یہاں تک کہ دن کے آخری پہر انہوں نے یہ بات کی کہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ و آلہ وسلم کیسے ہیں؟

یہ بات سن کر اُن کی زبانیں گنگ ہو گئیں اور انہوں نے کھڑے ہو کر اُم الخیر
سے کہا انہیں دیکھیں اور کچھ کھلائیں پلائیں۔

جب تخلیہ ہوا تو آپ نے اپنی والدہ سے پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ
وسلم کا کیا حال ہے؟

انہوں نے کہا خدا کی قسم مجھے آپ کے ساتھی کا حال معلوم نہیں۔

حضرت ابوبکر نے کہا آپ خطاب کی بیٹی اُم جمیلؓ کے پاس جا کر اُن سے دریافت
کریں، حضرت اُم الخیر جناب اُم جمیل کے پاس تشریف لے گئیں اور کہا: ابو بکر حضرت
محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے بارے میں پوچھتے ہیں؟

انہوں نے کہا: نہ میں ابوبکرؓ کو جانتی ہوں نہ محمدؐ بن عبداللہ کو جانتی ہوں، مگر
آپ چاہتی ہیں تو میں آپ کے بیٹے کے پاس چلی جاتی ہوں

انہوں نے کہا: ٹھیک ہے پس وہ حضرت اُم جمیل کو ساتھ لیکر گھر آئیں تو
ابوبکرؓ کو شدتِ تکلیف سے بے ہوش پایا..... حضرت اُم جمیل نے اُن کے قریب
ہو کر خود کو ظاہر کیا اور کہا جن فاسقوں نے آپ کو اس حال میں پہنچایا ہے مجھے اُمید
ہے اللہ تعالیٰ اُن سے اس کا ضرور انتقام لے گا۔

حضرت ابوبکرؓ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا کیا حال ہے؟

حضرت اُم جمیل نے کہا آپ کی والدہ سن لیں گی؟ فرمایا: آپ اِن کا فکر نہ کریں
اُم جمیلؓ نے کہا آپؐ بالکل ٹھیک ٹھاک ہیں، کہا کہاں تشریف فرما ہیں؟ کہا: دار ارقم میں
کہا: میں جب تک آپ کے پاس نہیں جاؤں گا کچھ نہیں کھاؤں پیئوں گا، جب لوگ سو
گئے تو آپ حضرت اُم الخیر اور حضرت اُم جمیل کے کندھوں کا سہارا لیکر رسول اللہ صلی
اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے
فرمایا: انہیں سنبھالو تو مسلمانوں نے آپ کو سہارا دے کر بٹھایا اور رسول اللہ صلی اللہ
علیہ و آلہ وسلم پر انہیں دیکھ کر شدید رقت طاری ہو گئی

حضرت ابوبکرؓ نے عرض کی یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان مجھے
سوائے اسکے کچھ نہیں ہوا کہ فاسق نے میرے چہرے پر جوتے مارے تھے یہ میری والدہ
ہیں، آپ برکت والے ہیں انہیں آپ اللہ تعالیٰ کی طرف بلائیں اور انہیں اللہ تعالیٰ

طرف بُلانا آپکے ساتھ آگ سے محفوظ رہنے کے لئے ہے، پس رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعوت پر وُہ اسلام لے آئیں،

وُہ لوگ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک ماہ تک اقامت گزین رہے اور اُنکی تعداد انتالیس تھی اور حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت ابُوبکرؓ کے معزوب ہونے کے دِن اسلام قبول کیا،

حافظ دمشقی نے اربعین طوال میں اِس روایت کی تخریج کی اور ابن ناصر سلامی نے عبداللہ بن محمد طلحی کی حدیث میں قاسم بن محمد بن عائشہ سے بیان کیا۔

حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ابُو بکرؓ کے والدین اسلام لے آئے تھے اور کسی مہاجر صحابی کے اُن کے علاوہ والدین اسلام نہ لائے تھے،

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما فرماتے ہیں، یہ آیت کریمہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں نازل ہوئی ہے،

حملہ وفصالہ ثلاثون شہرا حتی اذا بلغ اشدہ وبلغ اربعین سنۃ قال رب

اوزعنی ان اشکر نعمتک التی انعمت عَلَیَّ وعلی والدیَّ[1]

اور ہم نے آدمی کو حُکم کیا کہ اپنے ماں باپ سے بھلائی کرے، اُس کی ماں نے اُسے پیٹ میں رکھا تکلیف سے اور اُس کو تکلیف سے جنم دیا اور اُسے اُٹھائے پھرنا اور اُس کا دُودھ چھڑانا تیس مہینے میں ہے یہاں تک کہ اپنے زور کو پہنچا

---

[1] الاحقاف آیت ۱۵

اور چالیس برس کا ہُوا تو عرض کی اے میرے رب میرے دل میں ڈال کہ میں تیری نعمت کا شکر کروں جو تونے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر کی۔

جب حضرت ابُوبکرؓ کی عمر شریفہ تیرہ سال تھی تو آپ حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھی تھے اور جب اٹھارہ سال کی عمر ہُوئی تو شام میں تجارت کے لئے گئے اور آپؐ سے سفر وحضر میں کبھی مفارقت نہیں ہوئی اور آپؐ کے بارے میں ایسی نشانیاں دیکھی تھیں جن کے ساتھ آپ کے دِل میں یقین ہو گیا تھا کہ آپؐ اللہ کے رسُول ہیں چنانچہ جب حضور نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت مبارکہ ہُوئی تو آپ پر ایمان لائے اور آپکی تصدیق کی اور کہا اے میرے رب میرے دِل میں ڈال کہ میں تیری نعمت کا شکر کروں جو تُونے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر کی یعنی۔

رَبِّ اَوْزِعْنِیْٓ اَنْ اَشْکُرَ نِعْمَتَکَ الَّتِیْٓ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ[1]

یعنی مجھ پر اور میرے والدین پر ایمان کی طرف جو ہدایت کے ساتھ انعام کیا اور ایسے ہی،

وَاَنْ عمل صالحا ترضاہُ[2]

یعنی وُہ کام کروں جو تجھے پسند آئے

پس اللہ تعالےٰ نے اُن کی دعا قبول کی اور اُنہوں نے سات مومنوں کو آزادی دلائی۔

---

[1] [2] الاحقاف آیت ۱۵

وَاَصْلِحْ لِیْ فِیْ ذُرِّیَّتِیْ [1]

اور میرے لئے میری اولاد میں صلاح رکھ

پس اللہ تعالےٰ نے اُن کی اس دُعا کو قبول فرمایا اور اُن کا ایک بھی بیٹا اور بیٹے کا بیٹا ایسا نہ تھا جس نے ایمان لاکر آپؐ کی تصدیق نہ کی ہو، اس کی تخریج واحدی نے کی اور اُن کے باپ کے ساتھ اُن کی ہمشیرہ حضرت اُم فروہ بنت ابی قحافہ بھی ایمان لائیں اُن کی شادی اشعث سے ہوئی اور اُن کے ہاں اُن کا بیٹا محمد پیدا ہوا۔

---

[1] الاحقاف آیت ۱۵

دُوسری فصل

نام کے بیان میں

اُن کا نام عبداللہ تھا بعض نے کہا عبدالکعبہ تھا جب وہ اسلام لائے تو حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اُن کا نام عبداللہ رکھا۔

جمہور اہلِ نسب اور اکثر محدثین نے آپ کا نام عتیق بیان کیا ہے اور اس میں اختلاف ہے بعض نے کہا اُن کا یہ لقب اسلامی ہے اور اسلام میں سب سے پہلے یہ لقب اُنہیں ملا۔ یہ محمد بن حمدویہ نیشاپوری نے کہا، اور ابن اسحاق نے کہا کہ ایک جماعت اس میں اس پر ہے کہ اُن کا یہ نام اُن کے والد نے رکھا تھا اور یہ روایت اُم المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا نے کی ہے۔

مُوسیٰ بن طلحہ سے روایت ہے کہ اُن کا نام اُن کی والدہ نے رکھا اور نام عتیق نہ ہونے میں اختلاف کرتے ہیں؛ اس جماعت میں لیث بن سعد نے کہا یہ نام اُن کے چہرے کے عتاق و جمال کے لئے ہے۔ بعض نے کہا یہ لقب اُنہیں حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اُن کے چہرے کی خوبصورتی کیلئے دیا تھا۔

اس کا ذکر ابن قتیبہ نے معارف میں مُوسیٰ بن طلحہ بن عبیداللہ سے کیا انہوں نے کہا جناب ابوبکر صدیقؓ کی والدہ کی اولاد زندہ نہ رہتی تھی جب آپ پیدا ہوئے تو اُنہوں نے کہا الٰہی اِسے موت سے آزاد رکھ اور مجھے بخش دے بس اُن کا نام عتیق رکھا اور وہ اسی نام سے پہچانے جاتے تھے، اس روایت کی

تخریج الجندی نے اربعین میں اور دوسروں نے کی۔

بعض نے کہا اُن کے بھائی عتق و عتیق تھے تو دونوں میں سے ایک کے نام سے موسوم ہوئے، اِس کا ذکر بغوی نے معجم میں کیا مصعب اور اہلِ نسب کے طائفہ نے کہا اُن کا نام عتیق اِس وجہ سے تھا کہ اُن کے نسب میں کوئی عیب دار چیز نہ تھی،

ابُو نعیم فضل بن دکین کہتے ہیں اُن کا یہ نام اس لئے ہے کہ وُہ خیر میں قدیم اور عتیق القدیم تھے اُس سے عُتق، عتقا اور عتاق کہتے ہیں دُوسروں نے کہا یہ نام اِس لئے ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کی طرف دیکھ کر فرمایا جس نے عتیق من النار یعنی آگ سے آزاد شخص کو دیکھنا ہو وُہ اِسے دیکھے تو اُن کا نام عتیق ہوگیا،

حضرت عائشہ بنت طلحہؓ اُم المومنین عائشہ صدیقہؓ سے روایت کرتی ہیں کہ اُنہوں نے فرمایا اُن کا نام گھر والوں نے عبداللہ رکھا تھا، اِس کا ذکر ابُو عمر وغیرہ نے کیا اور اِس پر اکثر مُحدثین مُتفق ہیں۔

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں حضرت ابوبکر کا نام عبداللہ بن عثمان تھا پس رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُنہیں فرمایا اَنتَ عتیق مِنَ النَّار یعنی تو آگ سے آزاد ہے تو اُن کا نام عتیق اِس وجہ سے ہُوا ہے۔

اِس روایت کی تخریج ترمذی اور ابُو حاتم نے کی اور ان تمام اقوال کے درمیان تضاد نہیں کیونکہ جائز ہے کہ پہلے اُن کے والدین میں سے کسی ایک نے یہ لقب دیا ہو پھر دوسروں نے اِس مفہُوم پر اُن کی اتباع کی ہو یا دُوسرے معنی کے لئے ہو پھر قریش نے اِس پر عمل کیا ہو اور اِس پر مقرر ہوں پھر حضُور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ نام مقرر کیا ہو۔

اور جو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت ہے کہ حضور رسالتمآب

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یا ابابکر انت عتیق اللہ من النار یعنی اے ابُو بکرؓ تجھے اللہ تعالٰی نے آگ سے آزاد کر دیا ہے، تو اُس روز اُن کا نام عتیق ہُوا۔ واللہ اعلم۔

تو اُس دن سے یہ نام اس قدر مشہور ہُوا کہ اس کے سوا اُن کا کوئی نام متعارف نہ ہُوا۔

آپ کا اسم صدیق

اِس کے معنوں میں اختلاف ہے، بعض نے کہا یہ لقب قبل از اسلام ہی اُن پر غالب تھا کیونکہ وُہ زمانہ جاہلیت میں رؤسائے قریش میں سے وجیہ اور سردار تھے اور اُن کی طرف اشناق ہوتی تھی اور یہ دیت ہے، جب آپ دیت کی ذمہ داری اُٹھا لیتے تو قریش کہتے وُہ سچے ہیں اور اُن کے ساتھ تعاون کرتے اور جب اُن کے علاوہ کوئی شخص یہ بوجھ اُٹھاتا تو اُسے رسُوا کرتے اور اُس کی تصدیق نہ کرتے جوہری نے کہا شنق دِیت کے علاوہ ہے۔

تصدیقِ معراج

بعض نے کہا آپ کا نام صدیق رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معراج کی خبر میں تصدیق کی بنا پر ہُوا، اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ جب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسجد اقصیٰ کی طرف سیر کی تو صبح کو یہ بات لوگوں میں بیان کی تو اہلِ ایمان پھر گئے، اور مشرکین کے کچھ لوگوں نے حضرت ابُو بکرؓ کے پاس آکر کہا ھل لک إلیٰ صاحبک؟!

یعنی کیا آپ کو اپنے ساتھی کی خبر ملی اُن کا گمان ہے کہ اُنہوں نے رات کو بیت المقدس کی سیر کی؟

حضرت ابُو بکرؓ نے فرمایا! کیا وُہ ایسا فرماتے ہیں۔

اُنہوں نے کہا! ہاں

حضرت ابُو بکرؓ نے فرمایا! اگر یہ بات ہے تو اُنہوں نے سچ فرمایا ہے

اُنہوں نے کہا! آپ اس بات کی تصدیق کرتے ہیں کہ وُہ رات کو بیت المقدس کی طرف گئے اور صُبح ہونے سے پہلے واپس آ گئے؟

حضرت ابُو بکرؓ نے فرمایا! میں تو اِس سے بھی دُور کی بات آسمانی خبر کی شب و روز تصدیق کرتا ہوں۔ پس اسلئے اُن کا نام صدیق ہُوا۔

اِس روایت کی تخریج حاکم نے مستدرک میں کی اور ابن اسحٰق نے اِسے نقل کیا ہے۔

اُن کا دُوسری بات کہنا مشرکین کو حیران کرنے کے لئے تھا پھر وُہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہُوئے اور عرض کی! اے اللہ کے نبی آپ اس رات بیت المقدس کی طرف گئے تھے؟ آپ نے فرمایا! ہاں۔ حضرت ابو بکرؓ نے کہا اے اللہ کے نبی مجھے بیت المقدس کا حال سُنائیں میں اُدھر گیا تھا۔

حضرت حسن نے کہا! پس رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! بیت المقدس کو میرے سامنے کر دیا گیا تو میں نے اُس کی طرف دیکھا پس رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابُو بکرؓ کو بیت المقدس کا نقشہ بتا دیا۔

حضرت ابُو بکرؓ نے کہا! میں گواہی دیتا ہُوں کہ آپ اللہ کے رسُول ہیں جو کچھ آپ نے بیان فرمایا یہ سب اُس میں موجود ہے، میں گواہی دیتا ہُوں کہ یقیناً آپ اللہ کے رسُول ہیں یہاں تک کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اے ابُو بکرؓ تو صدیق ہے پس اُس دن سے اُن کا نام صدیق ہُوا

حضرت حسنؓ فرماتے ہیں اور بیشک اللہ تعالیٰ نے اُن لوگوں کے حق میں یہ آیت نازل فرمائی جو اسلام سے پھر گئے تھے۔

وما جعلنا الرؤیا التی اریناک الا فتنۃ للناس[1]

اور ہم نے وُہ دکھاوا نہ کیا جو آپؐ کو دکھایا تھا مگر لوگوں کی آزمائش کو

شرح! حضرت ابو بکرؓ کا یہ کہنا کہ مجھے بیت المقدس کے اوصاف بتائیں دو معنوں میں ہے۔

اول! یہ کہ اپنی قوم کے سامنے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سچائی کا اظہار کیا تو بیشک وُہ قولِ ابُو بکرؓ کی توثیق کرتے تھے۔

پس رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خبر کے مطابق جو ابُو بکرؓ نہیں جانتے تھے اُس کی تصدیق کرنا اُن لوگوں پر حجّت ظاہرہ تھی۔

دوم! یہ کہ اپنے اطمینانِ قلب کے لئے ایسا کہا تھا۔ جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے "ولٰکن لیطمئن قلبی" کہا تھا، نہ یہ کہ حضرت ابُو بکرؓ کو اِس میں کوئی شک تھا، ہاں یہ دلیل کے لئے تھا تصدیق تو آپ پہلے ہی کر چکے تھے۔ واللہ اعلم۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! میں کعبۃ اللہ کے پاس تھا کہ اللہ تعالےٰ نے بیت المقدس کو میرے سامنے کر دیا۔ میں نے اُسے اور جو اُس میں تھا اُس کو دیکھ لیا۔ اور بیشک میں نے جنہم اور اہلِ جہنم کو دیکھا اور جنت میں جانے سے پہلے جنت اور اہلِ جنت کو دیکھا جیسا کہ میں تیری طرف دیکھ رہا ہُوں پس میں نے اپنی قوم کو اِس بات کی خبر دی تو اُنہوں نے تکذیب اور ابو بکرؓ نے تصدیق کی۔

مولیٰ ابُو ہریرہ سے روایت ہے! کہا ابُو بکر بن قحافہ کو اُس نے دیکھا کہا حضرت

---

[1] الاسراء آیت ۶۰۔

ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم
نے فرمایا! میں نے معراج کی شب جبریل علیہ السلام سے کہا میری قوم اسکی تصدیق
نہیں کرے گی تو جبریل نے مجھے کہا ابوبکر آپ کی تصدیق کریں گے، پس وُہ صدیق ہیں
دونوں نے ابوبکر کے فضائل میں نقل کیا اور ملاء نے سیرت میں اسکی تخریج کی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر جو چیز بھی عام طور پر آئی اُس کی تصدیق
اور شہادت کے لئے ابوبکر صدیقؓ کا گھر تھا"

صدیق لغت میں فعیل ہے اس کا معنیٰ تصدیق میں مبالغہ ہے یعنی فوراً
ہی ہر چیز کی تصدیق کرنا۔ اور اِس کی تائید حضرت ابوؓ درداء رضی اللہ تعالےٰ عنہ
کی یہ حدیث کرتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! کیا تم میرے
لئے میرے ساتھی کو چھوڑ دوگے؟ اُے لوگو! میں کہتا ہوں میں تم سب کی طرف
اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں پس تم میری تکذیب کرتے تھے اور ابوبکر تصدیق کرتے
تھے، اور یہ حدیث انشاءاللہ تعالیٰ عنقریب آگے آئے گی؛

ابوبکر نگاہِ علی میں

۱:۔ نزال بن سبرہ سے روایت ہے، اُنہوں نے کہا! مَیں ایک دن حضرت علی
کرم اللہ وجہہ الکریم کے پاس قیام پذیر تھا۔ اور آپ خوش مزاجی اور مزاح فرما رہے تھے۔ مَیں
نے عرض کی، اے امیرالمؤمنین! ہمیں اپنے مخصوص اصحاب کے بارے میں بتائیں؟
حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم
کا ایسا کوئی صحابی نہیں جو میرا صحابی نہ ہو۔
ہم نے کہا! ہمیں رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے خاص صحابہ کے بارے میں بتائیں؟
آپؑ نے فرمایا! پوچھو
ہم نے کہا! ہمیں حضرت اُبوبکر بن ابی قحافہ رضی اللہ عنہ کے متعلق بتائیں؟
آپ نے فرمایا! اللہ تبارک وتعالیٰ نے جبریل علیہ السلام اور حضرت محمد
مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زبان پر اُن کا نام صدیق رکھا۔ وُہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہٖ وسلم کے خلیفہ تھے۔ وُہ ہمارے دین کیلئے راضی تھے۔ ہم اُن سے اپنی دُنیا کیلئے
راضی تھے۔

اِس روایت کی تخریج خلعی اور ابنِ سمان نے اموافق میں کی۔

۲:۔ ابی اسحٰق سبعی ابی یحییٰ سے روایت کرتے ہیں، ہم نے حضرت علی
کرم اللہ وجہہ الکریم کو منبر شریف پر مُتعدد بار یہ کہتے ہُوئے سُنا کہ اللہ عزّوجل
نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زُبان پر اُبوبکرؓ کا نام صدّیق رکھا
ابی اسحاق نے اُن کے فضائل میں نقل کیا

۳:۔ حضرت علی ابنِ ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے۔ کہ اُنہوں
نے اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر فرمایا! بیشک اللہ تعالےٰ نے حضرت اُبوبکر رضی اللہ عنہ

کا نام "صدیق" آسمان سے اُتارا۔

اِس روایت کی تخریج سمرقندی اور صاحبِ صفوت نے کی۔

آسمانوں کی ہر چیز پر ابُوبکرؓ کا نام

حضرت ابُوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا! رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! میں نے آسمان کی طرف عروج کیا تو ہر چیز پر لکھا ہُوا دیکھا، محمد رسُول اللہ اور ابُوبکر صدیق میرا خلیفہ ہے

ابنِ عرفہ، عدی، اور ثقفی اور اصبہانی نے اِس روایت کو نقل کیا۔

ابُوبکر کی خلافت تھوڑا عرصہ ہے

زُہری نے حضُور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مرفوع حدیث بیان کی۔ آپؐ نے فرمایا! میرے پیچھے بارہ (۱۲) خُلفا ہیں۔ ابُوبکر صدیق تھوڑا عرصہ رہینگے اِسے صاحبِ صفوت نے نقل کیا۔ اِس سے پہلے یہ حدیث مناقبِ ثلاثہ میں حضرت عُمر کی روایت سے بیان ہُوئی۔ اور اِس میں تینوں خلفاء ابُوبکر و عُمر اور عثمان کا ذکر ہے۔

اِس کی تخریج ابنِ ضحاک اور صُوفی نے یحیٰی بن مُعین سے کی

دونوں صدیق ہیں

اِن احادیث میں بعینہٖ کسی کے لیے معنی کی حُجت نہیں بلکہ جائز ہوگا کہ اللہ و رسُولؐ نے دونوں کو صدیق کہا ہو۔ اور جائز ہوگا کہ دونوں میں سے ایک کو کہا ہو۔ اور جائز ہوگا کہ اِس نام کے ساتھ اس کے وصف میں صدق کے ساتھ مبالغہ ہو۔ اور اِس پر حضرت ابُودرداء رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی روایت میں گواہی ہے۔ اُنہوں نے فرمایا!

میں نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سُنا۔

"ما اظلت الخضراء ولا اقلت الغبراء اصدق لہجۃ من ابوبکر"

حضرت ابُوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جبریل علیہ السلام حضُور نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہُوئے تو ایک گوشے میں طویل مدت تک ٹھہرے رہے پس حضرت ابُوبکر صدیق رضی اللہ عنہ گزرے تو جبریل علیہ السلام نے عرض کی۔ یا محمّد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ ابنِ ابی قحافہ ہیں؟

آپؐ نے فرمایا! اے جبریل (علیہ السلام) کیا یہ آسمان میں متعارف ہیں؟

جبریلؑ نے عرض کی! قسم ہے اُس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا وُہ آسمان میں زمین سے زیادہ مشہور ہیں۔ اور آسمان میں اُن کا نام حلیم ہے۔

اُس نے اپنے فضائل میں اور ملاء نے اپنی سیرت میں نقل کیا

تیسری فصل

حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کے حلیے کا بیان

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ اُن سے بعض لوگوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حُلیہ کے بارے میں پوچھا تو اُنہوں نے فرمایا!

اُن کا رنگ سفید تھا۔ اور جسم نحیف تھا۔ رخساروں پر بہت کم گوشت تھا۔ آپ کا پیٹ بڑھا ہُوا تھا۔ اور تہبند پہلو سے ڈھلک جاتا تھا۔

آپ کے جسم پر بہت کم گوشت تھا یہاں تک کہ ہڈیاں نظر آتی تھیں۔ آپ کی آنکھیں دھنسی ہوئی تھیں۔ اور پیشانی کی رگیں نمایاں تھیں۔

اِس روایت کی تخریج ابو عمر نے کی۔

حضرت قیس بن ابی حازم سے روایت ہے کہ مَیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مرض الموت میں اپنے باپ کے ساتھ اُن کے پاس گیا تو مَیں نے دیکھا کہ آپ بہت ہی کم گوشت والے اور نحیف ہیں۔

اِس روایت کی تخریج ابوبکر بن مخلد نے کی۔ اور مشہور وہ ہے جو پہلے بیان ہُوا کہ آپ کا رنگ گورا تھا اور آپ مہندی اور وسمے کا خضاب لگاتے تھے۔ اِس روایت کی تخریج مُسلم نے کی۔

اصمعی کا بیان ہے کہ ابو عمرو بن علاء نے کہا کہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ افرع تھے۔ کیونکہ اُن کی زُلفیں کثیر اور لمبی تھیں۔ جبکہ حضرت عمرؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ اصلع تھے۔ کیونکہ اُن کے سر کے درمیانی حصہ میں بالکل بال نہیں تھے اور سر کے کناروں پر حاشیہ کی طرح تھے۔ مرد کو افرع اور عورت کو فرعاء کہتے ہیں۔

ابنِ درید نے کہا فرعاء زیادہ بالوں والی عورت کو کہتے ہیں۔ اور مرد کو افرع نہیں کہتے جب بڑی داڑھی والا ہو۔ مرد کو اصلع افرع کی ضد کیلئے کہتے ہیں۔ ولیکن یہ صفاتِ معنوی ہے۔ تو بیشک حضرتِ ابوبکرؓ و عمرؓ دونوں کے باب میں حضرت علیؓ کی مدح میں اِس کا بیان ہُوا اور ان شاء اللہ تعالےٰ آئندہ اُن کے کثیر فضائل میں بیان آئے گا۔

چوتھی فصل

حضرت ابوبکرؓ کے اِسلام اور ابتدائے اسلام کا بیان

حضرت ربیعہ بن کعب سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ کا اسلام آسمانی وحی کے ساتھ مشابہت رکھتا ہے۔ چنانچہ حضرت ابوبکر تجارت کیلئے شام کو گئے تو ایک خواب دیکھا جو بحیرا راہب کو سُنایا۔

بحیرا نے کہا، آپ کہاں سے آتے ہیں؟ فرمایا! مکہ سے، پوچھا کس قبیلے سے ہیں؟ فرمایا! قریش سے، کہا کیسے آنا ہُوا! فرمایا تجارت کے لئے۔

بحیرا نے کہا! اللہ تعالیٰ نے آپ کو سچا خواب دکھایا ہے۔ آپ کی قوم میں ایک نبی مبعوث ہوں گے۔ اور آپ اُن کی زندگی میں اُن کے وزیر ہوں گے اور اُن کے وصال کے بعد اُن کے خلیفہ ہوں گے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی نے سُنا تو اُن کے دل کو مسرت حاصل ہوئی۔ یہاں تک کہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت مبارکہ ہوئی تو انہوں نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا،

یا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ کے دعوے کی کیا دلیل ہے؟

آپ نے فرمایا! وہ خواب جو تو نے شام میں دیکھا تھا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے آپ سے بغل گیر ہو کر آپ کی پیشانی کو چوم لیا اور کہا! میں گواہی دیتا ہوں! اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔

حضرت ابوبکر صدیق فرماتے ہیں حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو میرے اسلام سے بہت زیادہ خوشی حاصل ہوئی۔ اس روایت کی تخریج فضائلی نے کی ہے۔

حضرت ابوبکر رضی کے اسلام کی دوسری روایت

اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ملاقات کیلئے نکلے۔ اور وہ زمانۂ جاہلیت میں آپ کے دوست تھے۔ جب ملاقات ہوئی تو انہوں نے آپ کی خدمت میں عرض کی اے ابا القاسم! آپ نے اپنی قوم کی مجالس چھوڑ دی ہیں اور اُن کے آباؤ اجداد پر معیوب ہونے کی تہمت لگاتے ہیں؟

آپ نے فرمایا! میں اللہ کا رسول ہوں اور تجھے اللہ عزوجل کی طرف بلاتا ہوں۔ جب آپ اس بات سے فارغ ہوئے تو! حضرت ابوبکر رضی نے اسلام قبول کر لیا اور اُس وقت آپ اخشبین مکہ کے دو پہاڑوں کے درمیان تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت ابوبکر کے اسلام سے بہت زیادہ خوشی حاصل ہوئی۔

حافظ ابوالقاسم دمشقی نے اربعین طوال میں اور حافظ ابن ناصر سلامی نے اس روایت کی تخریج کی۔

اسلام ابوبکر کی تیسری روایت

اُم المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے۔ آپ فرماتی ہیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھی اور دوست تھے۔ جب آپ مبعوث ہوئے تو قریش کے لوگ حضرت ابوبکر صدیق کے پاس آئے تو کہا اے ابابکر! تمہارا ساتھی دیوانہ ہو گیا ہے۔ معاذ اللہ

حضرت ابوبکر نے کہا! وہ کیا کہتے ہیں؟

انہوں نے کہا! وہ مسجد حرام میں لوگوں کو توحید کی طرف بلاتے ہیں اور اُن کا گمان ہے کہ وہ نبی ہیں۔

حضرت ابوبکر نے کہا! یہ بات انہوں نے کی ہے؟

انہوں نے کہا! ہاں اور وہ یہ بات مسجد حرام میں کہہ رہے ہیں۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ملاقات کیلئے نکلے اور بیت اللہ شریف کے دروازے پر گئے تو آپ باہر تشریف لا رہے تھے۔ جب آپ نمودار ہوئے تو حضرت ابوبکر نے کہا اے ابا القاسم! مجھے آپ سے کیا

پہنچا ہے؟

آپؐ نے فرمایا! اے ابا بکر تجھے مجھ سے کیا پہنچا ہے؟

اُنہوں نے کہا! مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ آپؐ اللہ تعالیٰ کی توحید کی دعوت دیتے ہیں اور آپؐ کا گمان ہے کہ آپ اللہ کے رسُول ہیں؟

آپؐ نے فرمایا! ہاں اے ابا بکر مجھے میرے رَبّ عزّ وجلّ نے بشیر و نذیر بنایا ہے۔ اور مجھے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دُعا بنایا ہے اور تمام لوگوں کی طرف بھیجا ہے۔

حضرت اُبُوبکر صدیق نے کہا! خُدا کی قسم! مجھے آپؐ سے کبھی جھوٹ کا تجربہ نہیں ہُوا۔ اور بیشک آپ خلیق بالرسالت، امینِ اعظم اور صلہ رحمی فرمانے والے اور اچھے افعال کرنیوالے ہیں۔ اپنا ہاتھ بڑھائیں تاکہ مَیں آپؐ کی بیعت کروں۔

حضُور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنا دستِ اقدس بڑھایا تو حضرت اُبُوبکر صدیق نے آپؐ کی بیعت کی اور آپ کی تصدیق کی۔ اور اقرار کیا کہ آپ جو لیکر آئے ہیں وُہ حق ہے۔ پس خدا کی قسم جب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اُبُوبکر کو اسلام کی طرف بُلایا تو انہوں نے دیر نہیں لگائی۔

اِس روایت کو ابنِ اسحاق اور صاحبِ فضائل نے نقل کیا۔

ابنِ اسحاق کہتے ہیں کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے اس میں جو مجھے پہنچا وُہ آپ کا یہ فرمان ہے کہ مَیں نے جسے بھی اسلام کی دعوت دی اُس نے تردّد کیا مگر اُبُوبکر بن ابی قحافہ نے بغیر کسی تردّد اور غور و فکر کے اسلام قبول کر لیا۔ مَیں نے جب اُس سے اسلام کا ذکر کیا تو اُس نے انتظار نہیں کیا۔

ایک اور تصدیق

ابنِ ہشام نے کہا! مجھ سے بعض اہلِ علم نے حدیث بیان کی کہ عباس بن مرداس

نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہُوا۔ تو آپ نے فرمایا! یہ شعر تُو نے کہا ہے۔

فاصبح نہبی ونہب العبید بین الاقرع وعیینۃ

حضرت اُبُوبکر صدیق نے کہا! بین عیینۃ والاقرع

رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! دونوں ایک ہی ہیں۔

حضرت اُبُوبکر صدیقؓ نے کہا! میں گواہی دیتا ہُوں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

"وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْبَغِي لَهٗ"

یعنی، ہم نے اُسے شعر نہیں سکھایا اور نہ ہی شعر اس کی شان کے لائق ہے۔

پہلے اسلام لانے کا بیان

حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت ہے کہ مردوں میں سب سے پہلے حضرت اُبُوبکر صدیق رضی اللہ عنہٗ نے اسلام قبول کیا۔ اور قبلہ کی طرف سب سے پہلے حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم نے نماز پڑھی۔

اِس روایت کی تخریج ابن سمان نے موافق میں کی ہے۔

حضرت حسانؓ کی گواہی

شعبی سے روایت ہے۔ کہا کہ لوگوں نے حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے پوچھا کہ سب سے پہلے اسلام کون لایا؟

آپ نے فرمایا! کیا حسان بن ثابتؓ کا قول نہیں سُنا۔

اذا تذکرت شجوا من اخی ثقۃ   فاذکر اخاک ابا بکر بما فعلا

خیر البریۃ اتقاھا واعدلھا   بعد النبی واوفاھا بما حملا

والثانی التالی المحمود مشہدہ   واول الناس منہم صدق الرسلا

جب تو ثقہ بھائی سے بہادروں کا تذکرہ کرے تو اپنے بھائی ابُوبکرؓ کا ذکر کر اس کے ساتھ جو اُس نے کام کئے۔

جو نبیؐ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد خیر البریہ، متقی، منصف اور اُس کے عہد کو پُورا کرنے والا ہے۔ جو بوجھ اُس نے اُٹھایا۔

جو اُن کے محمُود مشہد کے پیچھے چلنے والا دُوسرا اور لوگوں میں رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تصدیق کرنیوالا پہلا ہے۔

روایت ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہٗ کو فرمایا کہ کیا تُو نے ابُوبکر رضی اللہ عنہٗ کے حق میں بھی کچھ کہا ہے؟

پس اُنہوں نے یہ شعر پڑھے اور ان میں چوتھا شعر یہ ہے

وثانی اثنین فی الغار المنیف وقد   طاف العدو بہم اذ صعد الجبلا

اور وُہ غارِ منیف میں دُوسرا جب وُہ پہاڑ پر چڑھ رہے تھے تو دشمن اُن کے ساتھ چکر کاٹ رہے تھے۔

پس نبیؐ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اظہارِ مسرت کرتے ہوئے فرمایا!

"احسنت یا حسان" یعنی اے حسانؓ تُو نے خُوب کہا۔

اِس روایت کو ابو عُمر نے نقل کیا ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت حسان کا شعر سُن کر رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہنس پڑے، یہاں تک کہ آپ کی ڈاڑھیں مبُارکہ ظاہر ہو گئیں، پھر فرمایا۔

حسان تُو نے سچ کہا۔ وُہ ایسا ہی ہے جیسا تُو نے کہا۔

اِس روایت کو صاحبِ صفوۃ نے اُن کے فضائل میں نقل کیا ہے۔ کہا کہ ابُو عمر نے اِس میں یہ پانچواں شعر بھی نقل کیا ہے۔

وکان حب رسول اللہ قد علموا   من البریۃ لم یعدل بہ رجلا

وُہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے محبت کرنیوالے ہیں اور لوگ جانتے ہیں نیکوں میں کوئی شخص اُن کے برابر نہیں۔

صداقت پر ایمان تھا

فرات بن سائب سے روایت ہے کہ اُنہوں نے میمون بن مہران سے کہا! کیا نبیؐ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر ابُوبکرؓ پہلے ایمان لائے تھے یا علی ابنِ ابی طالبؓ؟

اُنہوں نے کہا! خُدا کی قسم ابُو بکرؓ بحیرا راہب کے زمانہ میں آپؐ پر ایمان لے آئے تھے اور اِس میں اُن کے اور حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کے زمانے کا اختلاف ہے۔ یہاں تک کہ حضرت خدیجۃ الکُبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح حضوُرؐ سے ہو گیا۔

اور یہ تمام واقعات حضرت علی ابنِ ابی طالب کرم اللہ وجہہٗ الکریم کی ولادتِ مبُارکہ سے پہلے کے ہیں۔ اور اِس ایمان سے مُراد آپ کی سچائی پر یقین ہے۔ اور حدیث میں جو اِس کی گواہی ہے۔ اِس کا قصہ اِس کے بعد آئندہ بیان ہو گا۔

حضرت ابُوسعید خُدری سے روایت ہے۔ اُنہوں نے کہا! کیا ابُو بکر رضی اللہ عنہٗ لوگوں میں اِس اَمر کے زیادہ مُستحق نہیں؟ کیا اُنہوں نے سب سے پہلے اسلام قبُول نہیں کیا، کیا وُہ ایسے نہیں ہیں؟

اِس کی تخریج بغوی اور ابُو حاتم نے کی۔

حضرت ابُوبکر سے راہب نے کیا کہا

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ابُوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضُور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ تھے۔ وُہ اٹھارہ سال کی عمر میں تجارت کی غرض سے شام کو گئے۔ یہاں تک کہ وہ ایک منزل پر اُترے تو حضُور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بیری کے سائے میں تشریف فرما ہو گئے اور ابُوبکر راہب کے پاس گئے تو بحیرا راہب نے اُن سے پُوچھا! بیری کے سائے میں کون تشریف فرما ہے؟

حضرت ابُوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا! وُہ محمد بن عبداللہ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) ہیں بحیرا نے کہا! خُدا کی قسم! وُہ اللہ کے نبی ہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد سوائے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کے کوئی شخص اِس بیری کے سائے میں نہیں بیٹھا۔ پس حضرت ابُوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دِل میں اِس واقعہ سے یقین ہو گیا۔

دونوں نے اسے فضائل میں بیان کیا ہے۔ اور یہ میمون بن مہران کی روایت کی تفسیر ہے۔ اور یقیناً اِس سے ان کی مُراد ابُوبکر کا اسلام ہے۔ جو اُن کے دِل میں یقین سے ثابت تھا مگر حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا اُم المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ نکاح اور شام کی طرف سفر آپ کی بعثت مُبارکہ کے بعد ہے۔

اور ابُو نضرہ نے کہا! کہ حضرت ابُوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے کہا! میں آپ سے پہلے اسلام لایا ہُوں۔ یہ طویل حدیث میں موجود ہے۔ تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اِس سے اِنکار نہیں کیا۔

پہلے اِسلام لانے کی مزید روایات

۱ ابُو نضرہ نے ابی سعید سے روایت کی کہ ابُوبکر صدیق نے فرمایا! کیا میں پہلا

مُسلمان نہیں ہُوں؟

۲ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے۔ اُنہوں نے فرمایا کہ میں نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو دیکھا، آپ کے ساتھ پانچ غلام، دو عورتیں اور حضرت ابُوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔

اِس روایت کی تخریج صوفی نے یحییٰ بن معین سے کی ہے۔

۳ عمرو بن عبسہ سے روایت ہے کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہُوا۔ اور آپ عکاظ میں تھے۔ میں نے کہا! اِس امر میں آپ کے ساتھ اور کون ہے؟

آپ نے فرمایا! حُر اور عبد، یعنی آزاد اور غلام۔ اور آپ کے ساتھ اُس وقت حضرت ابُوبکرؓ اور حضرت بلالؓ کے سوا کوئی نہ تھا۔

اور کہا، میں چلا آیا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیؐ کیلئے پھر اپنے نجیب کو متمکن فرمایا۔

اور بعض طرق میں ہے کہ وُہ مکہ میں آیا تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو پوشیدہ پایا۔ اِس کی مسلم نے طویل قصے میں تخریج کی۔

سابقُون الاسلام

جوہری نے زر سے، اُس نے عبداللہ سے روایت کی! سب سے پہلے سات اشخاص نے اسلام قبول کیا۔ اور وُہ یہ ہیں،

حضرت ابُوبکر، حضرت عمار، حضرت عمار کی والدہ حضرت سمیہ، حضرت صُہیب حضرت مقداد اور حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

پس حضرت ابُوطالبؓ کو اللہ تعالیٰ نے آپ کی حفاظت پر مامور فرمایا۔ اور ابُوبکرؓ

کی حفاظت اللہ تعالیٰ نے اُن کی قوم سے کروائی ۔ اور باقی سب کو مشرکین نے پکڑ لیا۔ اور اُنہیں لوہے کی زرہیں پہنا کر سورج کے سامنے لِٹا دیا ۔

فانہ ہانت علیہ نفسہ فی اللہ عزوجل وہان علی قومہ

پس کفار نے اُن کو پکڑ کر لڑکوں کے حوالے کر دیا ۔ لڑکے حضرت بلال کو مکہ معظم کی گھاٹیوں کا چکر لگواتے اور وُہ احد، احد پکارتے ۔

احمد نے مُسند میں اور ابن ماجہ نے اس کی تخریج کی ۔ اُسی سے روایت ہے ۔ سب سے پہلے تلوار کے ساتھ اسلام ظاہر کرنیوالے حضورِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور حضرت ابُوبکر تھے ۔

اِس کی واحدی نے تخریج کی ۔

پہلے اسلام لانیوالے کے بارے میں عُلماء کے اقوال کا بیان اور اختلاف اور مختلف فیہ احادیث کا مجموعہ

حضرت ابُوبکرؓ کے حق میں

محدثین کے درمیان حضرت ابُوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے بارے میں اختلاف نہیں کہ وُہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر ایمان لانیوالے پہلے مرد ہیں ۔ اور اِس میں اختلاف ہے کہ کیا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ حضورِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بعثت کے وقت پیدا ہو چکے تھے یا نہیں ۔ اور اِس میں جو لوگ حضرت ابُوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے اوّل اِسلام لانے کی طرف گئے ہیں وُہ حضرت ابنِ عباس ۔ حضرت حسان بن ثابت ، حضرت ابُوارویٰ حضرت دوسی ، حضرت اسماء بنت ابُوبکر نخعی ابن ماجشونؒ ، محمدؒ بن منکدر اور حسنیؒ ہیں ۔

اِس کا ذکر صاحب صفوۃ اور ابُو عمر وغیرہما نے کیا ہے ۔

حضرت علی کے حق میں

ابُو عمر نے کہا ، جو لوگ مردوں میں سب سے پہلے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے اسلام قبُول کرنے کی طرف گئے ہیں ۔ اُن کے بارے میں مجھے یہ بتایا گیا ہے کہ وُہ حضرت سلمانؓ حضرت ابُوذرؓ ۔ حضرت مقدادؓ ۔ حضرت خبابؓ ۔ حضرت جابرؓ ، حضرت ابو سعید خدریؓ اور حضرت زیدؓ بن ارقم ہیں ۔ اور یہ ابن شہابؒ عبد اللہؒ بن محمد ، محمدؒ بن کعب اور قتادہؒ کا قول ہے ۔ اور اِس امر پر سب کا مطلقاً اتفاق ہے کہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے سب سے پہلے اسلام قبُول کیا ۔

ابن اسحاق نے ذکر کیا کہ حضورِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر جو نازل ہُوا اُس کی تصدیق کرنیوالے اور سب سے پہلے اسلام قبول کرنیوالے اور سب سے پہلے نماز پڑھنے والے حضرت علی ابنِ ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ تھے ۔ اور اُن کی عُمر بعثت کے وقت دس سال تھی ۔ اور یہ بھی کہا کہ سب سے پہلے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے اِسلام قبول کیا ۔ پھر زید بن حارثؓ نے پھر حضرت ابُوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے اور پھر مسلمانوں کے ایک گروہ نے اسلام قبول کیا ۔ اِن میں سے حضرت عثمان ۔ حضرت زبیر ، حضرت طلحہ ، حضرت عبد الرحمٰن بن عوف اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں ۔

اور ایسے ہی ابن قتیبہ نے معارف میں بیان کیا ہے ۔

تطبیق یوں دی جائیگی

اِن کے علاوہ بعض اہلِ علم نے کہا کہ مردوں میں سب سے پہلے حضرت ابُوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے اِسلام قبول کیا ۔ اور حضرت علی نے سب

سے پہلے اسلام قبول کیا۔ جبکہ اُن کی عمر آٹھ سال تھی۔ اور عورتوں میں سب سے پہلے حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہا نے اسلام قبول کیا۔

اِس روایت کی تخریج ترمذی نے کی۔

بہتر یہ ہے کہ تمام روایات میں موافقت اور اس کی تصدیق ہے۔ پس کہتے ہیں کہ مطلقاً سب سے پہلے جنہوں نے اسلام قبول کیا وہ اُم المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ بنتِ خویلد رضی اللہ تعالےٰ عنہا ہیں۔ اور مردوں میں سب سے پہلے جنہوں نے اسلام قبول کیا وُہ حضرت علی ابنِ ابی طالب ہیں۔ اور وُہ اس وقت بچے تھے اور بلوغت کو نہیں پہنچے تھے۔

جیسا کہ اُن کی عمر کے بارے میں پہلے بیان ہُوا۔ اور اُنہوں نے اپنا اسلام چھپا رکھا تھا۔ اور جس پہلے عمر میں بالغ شخص نے اِسلام قبول کیا وُہ حضرت اُبوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ ہیں۔ اور موالی میں سے جنہوں نے سب سے پہلے اِسلام قبول کیا وُہ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ ہیں۔ اور یہ اَمر بلا اختلاف متفق علیہ ہے۔ اور اِس پر ہی حضرت علی رضؓ وغیرہ کا یہ قول محمول کیا جائے گا کہ مردوں میں سب سے پہلے حضرت اُبوبکر صدیق رضؓ نے اسلام قبول کیا۔ یعنی بالغ مردوں میں سے۔

حضرت علی کا ظرف

اِس کی تائید حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ کی یہ روایت کرتی ہے کہ حضرت علی ابنِ ابی طالب رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہُوا۔ اور کہا، اے امیر المؤمنین! مہاجرین و انصار نے حضرت اُبوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ کی بیعت پر سبقت کیسے کی، جبکہ آپ

اُن سے اسبق ہیں۔ اور آپ کی منقبت اُن سے زیادہ روشن ہے۔

حضرت حسن بصری کہتے ہیں، حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا! تیری بربادی ہو! اُبوبکر مجھ پر چار باتوں میں سبقت رکھتے ہیں۔ جن میں سے مجھے کوئی نہیں پہنچی۔ وُہ مجھ سے اسلام ظاہر کرنے میں سبقت رکھتے ہیں۔

وُہ ہجرت میں مجھ پر سبقت رکھتے ہیں۔

وُہ غار میں رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مصاحب تھے۔

اور وُہ نماز قائم کرنے میں سبق ہیں اُس وقت میں شعب میں اسلام کے اظہار و اخفا میں تھا۔ قریش میری تحقیر کرتے تھے۔

خُدا کی قسم! اگر اُبوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ ساتھ چھوڑ دیتے تو دونوں طرف دین نہ پہنچتا اور لوگ گرِعۂ طالوت کی طرح گرِعہ ہوتے۔

اور فرمایا! تجھ پر افسوس! بیشک اللہ عزّ وجلّ نے لوگوں کی مذمت کی ہے۔ اور اُبوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی مدح کرتے ہوئے فرمایا ہے۔

اِلاَّ تنصُروہ فقد نصرہ اللہ۔ الآیت (سورۃ نور آیت ۴۰)

اللہ تعالیٰ اُبوبکر رضؓ پر رحم فرماتے۔ اور اُسکی رُوح کو میرا سلام پہنچائے۔

اِس کی تخریج فضائلِ اُبوبکر میں کی گئی ہے۔

اور خیثمہ بن سلیمان نے اِس مفہوم کی روایت بیان کی اور اُس میں یہ زیادہ کیا ہے کہ عبد الرحمٰن بن ابی زناد نے اپنے باپ سے روایت کی۔ کہ ایک شخص آیا اور لوگوں کو چھوڑتا ہُوا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے پاس پہنچا اور عرض کی۔ اے امیر المومنین! مہاجرین و انصار کو کیا ہوگیا کہ اُنہوں نے اُبوبکر کو مقدم کر لیا! اور آپ کی منقبت اُن سے زیادہ روشن اور ظاہر ہے۔ اور آپ پہلے اِسلام قبول کرنے والے اور سابق الاسلام لوگوں میں سب سے پہلے ہیں؟ فرمایا!

اگر تو قریشی ہوتا تو میں تیرا سختی سے محاسبہ کرتا ، پھر فرمایا!

بیشک ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو چار چیزوں میں مجھ پر سبقت ہے جن میں سے مجھے کوئی نہیں ملی۔

وہ مجھ پر امامت یا تقدیمِ امامت۔ ہجرت، غار کی سبقت اور افشائے اسلام میں سبقت رکھتے ہیں۔ اسے ابن سمان نے الموافق میں نقل کیا۔

اور اس پر یہ زیادہ کیا کہ پھر فرمایا! مجھ میں کوئی ایک بات نہیں جو مجھے ابوبکر پر فضیلت دے۔ یہاں تک کہ اس پر افترا کی حد قائم کی جاتے۔ یعنی اسے اسی کوڑے لگائے جائیں جو مجھے ان پر فضیلت دیتا ہے"

محمد بن حنفیہ کی روایت

محمد بن حنفیہ سے روایت ہے جب پوچھا گیا کہ کیا ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ لوگوں میں سب سے پہلے اسلام لائے ہیں؟ فرمایا! نہیں

انہیں کہا گیا؛ کون سی چیز اعلیٰ اور اسبق ہے۔ یہاں تک کہ اس کا ذکر دوسرے میں نہیں کیا گیا؟

انہوں نے فرمایا! وہ اسلام لائے۔ جس دن اسلام لائے۔ اور وہ اسلام لانے والوں میں بہتر تھے۔ اور اس پر ہمیشہ رہے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالےٰ نے انہیں فوت کیا۔

ایک روایت میں ہے کہ فرمایا! بیشک وہ ان میں افضل ایمان لانے والے تھے۔ یہاں تک کہ رحلت فرما گئے۔

یہ دونوں روایتیں ابن سمان نے موافق میں بیان کی ہیں۔

حضرت علی نے اسلام ظاہر نہ کیا تھا

محمد بن کعب سے روایت ہے۔ ان سے پوچھا گیا کہ سب سے پہلے کون اسلام لایا حضرت علی یا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما؟

انہوں نے فرمایا! سبحان اللہ! علی پہلے اسلام لانے والے ہیں۔ اور اس میں لوگوں کو شک تھا کیونکہ حضرت علی نے اپنے اسلام کو حضرت ابوطالب سے چھپایا تھا۔ اور ابوبکر نے اپنا اسلام ظاہر کر دیا تھا۔ اور ہمارے نزدیک اس میں شک نہیں کہ حضرت علی نے ان سے پہلے اسلام قبول کیا۔

اس کی تخریج ابوعمر نے کی۔ اور اسی سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! میں وہ پہلا شخص ہوں جس نے اپنا اسلام ظاہر کیا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے اپنے اسلام کو اپنے باپ سے پوشیدہ رکھا یہاں تک کہ حضرت ابوطالب نے ان سے ملاقات کی تو پوچھا کیا تم نے اسلام قبول کر لیا ہے۔

حضرت علی نے کہا! ہاں

حضرت ابوطالب نے فرمایا! اپنے ابن عم کی بات ماننا اور ان کی امداد کرنا۔

اور حضرت علی، حضرت ابوبکر صدیق سے پہلے اسلام قبول کر چکے تھے۔

اور اس کی تخریج حاکمی نے اربعین میں کی۔

پانچویں فصل

حضرت ابوبکرؓ کے ہاتھوں پر اسلام قبول کرنیوالے

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں جب حضرت ابوبکر نے اسلام قبول کیا تو حضرت عثمان ابن عفانؓ، حضرت طلحہؓ، حضرت زبیرؓ اور حضرت سعد بن ابی وقاص نے اسلام قبول کر لیا۔ پھر دوسرے دن وہ حضرت عثمان بن مظعون حضرت ابی عبیدہ بن جراح، حضرت عبدالرحمن بن عوف، حضرت ابی سلمہ اور حضرت ارقم کے پاس گئے تو وہ اسلام میں داخل ہو گئے۔

اس روایت کی تخریج ابن ناصر سلامی نے کی۔

ابن اسحاق کی روایت ہے کہ جب حضرت ابوبکر صدیق نے اسلام قبول کیا تو اپنا اسلام ظاہر کر دیا۔ اور لوگوں کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف بلایا۔

حضرت ابوبکر اپنی قوم کے مؤلف اور آسانی پیدا کرنے والے تھے۔ وہ قریش کے سب سے بڑے نساب اور اچھے برے وقت میں ان کا ساتھ دینے والے تھے۔ وہ اچھے اخلاق والے معروف تاجر تھے۔ اور لوگ اپنی ضروریات کیلئے ان کے پاس آیا کرتے تھے۔ چنانچہ جب وہ اسلام لے آئے تو اپنی مجلس میں بیٹھنے والوں کو اسلام کی دعوت دیتے تو وہ قبول کر لیتے۔

جب انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف بلایا تو ان کے جواب میں حضرت عثمان بن عفان، حضرت زبیر بن عوام، حضرت عبدالرحمن بن عوف، حضرت سعد بن ابی وقاص اور حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ان کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتے اور مسلمان ہو گئے۔

آگ میں گرنے سے بچالیا

محمد بن عبید بن عمر بن عثمان بن عفان سے روایت ہے کہ حضرت خالد بن سعید بن عاص قدیم الاسلام ہیں۔ اور ان کا بھائی ان کے بعد اسلام لایا۔ ان کی ابتدائے اسلام کا واقعہ یہ ہے کہ انہوں نے خود کو خواب میں آگ کے کنارے پر دیکھا جسکی وسعت کو اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ انہوں نے دیکھا کہ ان کے باپ کو اس آگ میں ڈال دیا گیا اور انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کمر سے پکڑ لیا۔ وہ یہ خواب کا منظر دیکھ کر گڑگڑانے لگے اور کہا خدا کی قسم! یہ خواب سچا ہے۔ پس وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملے اور انہیں خواب کا واقعہ سنایا۔ حضرت ابوبکر صدیق نے فرمایا! تیرے ساتھ بھلائی کا ارادہ ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں، ان کی اتباع کر اور اسلام تجھے اس آگ میں داخل نہیں ہونے دیگا جس میں تیرا باپ گرایا گیا۔

پس انہوں نے مقام اجیاد پر حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی، یا محمدؐ! آپ کس چیز کیلئے بلاتے ہیں؟ آپ نے فرمایا! میں اللہ وحدہٗ لاشریک کی دعوت دیتا ہوں۔ اور محمد اس کے بندے اور رسول ہیں۔ اور جو اس پر نہیں اس سے الگ ہو جاتا ہوں۔ اس روایت کی تخریج فضائل ابی بکر میں کی گئی۔

یہ وجہ بھی تھی

حضرت ابوبکر صدیقؓ اپنے گھر کے قریب مسجد بنا کر اُس میں نماز پڑھتے اور تلاوت قرآن کیا کرتے۔ پس لوگ اُن کے پاس جمع ہو جاتے اور اُن کی تلاوت سُنتے اور اُنہیں نماز پڑھتے اور روتے ہوئے دیکھتے یہاں تک کہ اس وجہ سے بھی ایک گروہ مسلمان ہو گیا۔ اور یہ اُن کی مشہور خبر ہے۔

چھٹی فصل

زمانۂ جاہلیت میں حضور رسالتمآبؐ اور حضرت ابوبکرؓ کے درمیان محبت اور دوستی

رازدارِ مصطفیٰؐ

اس سے پہلے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے اسلام کی ابتداء میں اس کا بیان ہوا۔

ابی میسرہ ابن شرحبیل سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غیب سے یا محمد کی ندا سُنا کرتے تھے اور حضرت ابوبکر صدیق آپ کے اس راز میں آپؐ کے ندیم تھے۔

انہی سے روایت ہے کہ آپؐ نے حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کو فرمایا! جب میں خلوت میں اکیلا ہوتا ہوں تو ایک آواز سُنتا ہوں، واللہ! میں

اس امر کے ہونے سے ڈرتا ہوں۔

حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی معاذاللہ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ کوئی ناپسندیدہ امر واقع نہیں کرے گا۔ خدا کی قسم! آپ امانتیں واپس کرتے ہیں اور صلہ رحمی کرتے ہیں اور آپ کی بات کی تصدیق کی۔

اس واقعہ کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوتے تو آپؐ گھر پر موجود نہیں تھے۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت ابوبکر صدیق کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بات سے آگاہ کیا اور کہا اے عتیق! محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ہمراہ ورقہ کے پاس جائیں چنانچہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے تو حضرت ابوبکر نے آپ کا ہاتھ مبارک پکڑا اور کہا! آئیں ورقہ کے پاس چلیں۔

آپؐ نے فرمایا! تجھے کس نے بتایا؟

حضرت ابوبکرؓ نے عرض کی! حضرت خدیجہؓ نے۔ پس دونوں ورقہ کے پاس تشریف لے گئے اور اُسے یہ واقعہ سُنایا۔

اس سیاق کے ساتھ دونوں کے ورقہ کے پاس جانے کا بیان مشہور حدیث میں ہے۔ اور حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کا حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے یہ قول بخاری و مسلم نے نقل کیا۔ اور ایسے ہی ورقہ کی حدیث اور آپؐ کے لئے اُس کا قول ہے۔

ساتویں فصل

اللہ تعالیٰ کی طرف بُلانے اور آنحضرتؐ کا مُشرکین سے دفاع کرنے اور مُشرکین کو ڈرانے کے سلسلہ میں حضرت ابُو بکرؓ کا تکلیفیں برداشت کرنا

اپنی جان پیش کردی

اِس سلسلہ میں حضرت ابُو بکر صدّیقؓ کی والدہ کے ایمان لانے کے بیان میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث پہلے گذر چکی ہے۔

اور حضرت اسماء بنت ابُو بکر صدّیقؓ سے روایت ہے۔ اُن سے پُوچھا گیا کہ انہوں نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر مُشرکین کا سب سے زیادہ تشدّد کیا دیکھا ہے؟

اُنہوں نے فرمایا! مشرکین مسجدِ حرام میں بیٹھ کر رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بارے میں باتیں کر رہے تھے کہ آپ اُن کے معبُودوں کے بارے میں اُن کے درمیان رہتے ہُوئے ایسی باتیں کہتے ہیں۔

جب آپؐ مسجدِ حرام میں تشریف لائے تو وُہ لوگ کھڑے ہوگئے اور جو بات آپؐ سے پوچھتے آپ ٹھیک ٹھیک بتا دیتے۔ پس اُنہوں نے کہا! کیا آپ ہمارے معبُودوں کو ایسے اور ایسے کہتے ہیں؟

آپؐ نے فرمایا! ہاں، تو اُن لوگوں نے آپ پر حملہ کر دیا۔ حضرت ابُو بکر

کو کسی کی چیخ سُنائی دی کہ اپنے ساتھی کو دیکھو۔ پس حضرت ابُو بکر نکلے اور رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو لوگوں میں گھرے ہُوئے پایا تو فرمایا! تمہاری بربادی ہو تُم ایسے شخص کو قتل کرنا چاہتے ہو جو کہتا ہے میرا ربّ اللہ ہے۔ اور تمہارے پاس تمہارے رَبّ کی نشانیاں لیکر آیا ہے۔

حضرت اسماءؓ فرماتی ہیں! مُشرکین نے حضُورِ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو چھوڑ دیا اور حضرت ابُو بکر صدّیقؓ کو پیٹنے لگے۔

حضرت اسماءؓ کہتی ہیں۔ جب حضرت ابُو بکر ہمارے پاس آئے تو اُن کے زُلفوں سے کوئی چیز مَس نہ کرتی تھی۔ مگر وُہ اُس کے ساتھ آتے اور وُہ کہتے تھے۔ تبارکت یا ذُوالجلالِ والاکرام۔

اِس حدیث کی تخریج ابُو عمر وغیرہ نے کی۔

بے مثل بُردباری

قاسم بن محمّد سے روایت ہے کہ حضرت ابُو بکر صدّیق کعبے شریف کو جاتے ہُوئے قریش کے ایک بے وقوف سے مِلے تو اُس نے اُن کے سر پر مٹی ڈال دی۔ جب آپ ولید بن مغیرہ یا عاص بن وائل کے پاس سے گذرے تو اُس نے کہا! کیا تُم نے نہیں دیکھا کہ اِس بیوقوف نے تمہارے ساتھ کیا کیا ہے؟

آپ نے فرمایا! تُو اپنے نفس کے ساتھ یہ کرتا ہے! اُس نے تین بار کہا کون سے رَبّ نے تجھے بُردباری دی ہے۔

جاں نثارِ مُصطفیٰؐ

عروہ بن زبیر سے روایت ہے۔ اُنہوں نے کہا، مَیں نے عبداللہ بن عمرو بن

العاص سے پوچھا، رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مُشرکین نے سب سے
بڑی سختی کیا کی ہے؟

عبداللہ نے کہا! مَیں نے دیکھا کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز پڑھ رہے
تھے کہ عقبہ بن ابی معیط آیا اور اُس نے آپؐ کی گردن میں کپڑا ڈال دیا اور اُسے
بل دے کر بُری طرح آپؐ کا گلا گھونٹ دیا۔ اِسی اثناء میں حضرت ابُوبکرؓ نے آکر
اُسے روکا۔ اور کہا تم ایسے شخص کو قتل کرنے کے درپے ہو جو کہتا ہے میرا رب اللہ ہے
اور تمہارے پاس تمہارے رب کی نشانیوں کے ساتھ آیا ہے۔

اِس روایت کی تخریج بخاری نے کی اور اُس نے عمرو بن العاص سے
بنفسہ روایت بیان کی۔ اور اُس میں کہا کہ آپؐ کعبہ میں نماز پڑھ رہے تھے۔ اور
اُس کے بعض طرق میں ہے کہ حضورِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کعبے کے
پاس تھے کہ عقبہ بن معیط آیا! اور اُس نے آپؐ کی گردن میں چادر ڈال کر آپ کی گردن
مُبارک کس دی۔ اِسی اثناء میں حضرت ابُوبکرؓ آئے اور اُنہوں نے اُسے کندھے سے
پکڑ کر رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پرے ہٹایا۔

ایک اور روایت

حضرت عمرو بن العاص سے روایت ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دن
چڑھے بیت اللہ شریف کا طواف کر رہے تھے کہ مُشرکین کعبہ شریف میں داخل ہوئے
او آپ کا طواف منقطع کر دیا اور آپ کو کندھوں سے پکڑ لیا اور کہا! آپ ہمیں
اُن معبودوں کی عبادت سے روکتے ہیں جن کی عبادت ہمارے باپ دادا کیا کرتے
تھے۔ کہا کہ حضرت ابُوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ آپ کے پیچھے تھے۔ اُنہوں نے
مشرکین سے کہا! تم ایسے شخص کو قتل کر دینا چاہتے ہو جو کہتا ہے میرا رب اللہ

ہے۔ اور وہ تمہارے پاس تمہارے رب کی نشانیوں کے ساتھ آیا ہے۔ اگر وہ
جھوٹ کہتا ہے تو اُس کا جھوٹ اُس پر ہے۔ اور اگر وہ سچ کہتا ہے تو اُسے اُس
کا حصہ ملے گا۔

حضرت ابُوبکرؓ کی آنکھیں بھر آئی تھیں۔ یہاں تک کہ مُشرکین نے رسُول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کا راستہ چھوڑ دیا۔

عمرو بن العاص نے اِس قِصّے کو آنکھوں سے دیکھا تھا۔ جبکہ اُس کے بیٹے
کو اُس سے پہنچا ہے۔ اور اُس نے خود شاہدہ نہیں کیا۔

دیوانہ بیٹا

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ
مُشرکین نے حضورِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اسقدر زدوکوب کیا کہ آپؐ
بے ہوش ہو گئے۔ پس حضرت ابُوبکرؓ آئے اور اُنہوں نے کہا! سبحان اللہ تم ایسے
شخص کو قتل کرتے ہو جو کہتا ہے میرا رب اللہ ہے۔ لوگوں نے کہا۔ یہ کون ہے؟
کسی نے کہا، ابُوقحافہ کا دیوانہ بیٹا ۔ اخرجہ فی فضائل"

اُبولہب کی بیوی کی دیوانگی

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے۔ جب سُورت
"تَبَّتۡ یَدَاۤ اَبِیۡ لَهَبٍ وَّ تَبَّ" نازل ہوئی تو اُبولہب کی بیوی اُمِ جمیل بنت حرب
ہاتھ میں پتھر لیے شور مچاتی ہوئی آئی اور کہا۔

مذمماً ابینا، ودینہ قلینا، فامرہ عصینا،

ہمارے آباؤ اجداد کی مذمت کرتا ہے۔ ہمارے دین کو بُرا کہتا ہے۔ اور اُس کا امر ہمارا نافرمانی ہے۔

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ابُوبکر کے ساتھ مسجد میں تشریف فرما تھے۔ حضرت ابُوبکر نے اُسے دیکھا تو عرض کی، یارسُول اللہ! وُہ آرہی ہے اور مجھے خدشہ ہے کہ وُہ آپ کو دیکھ لے گی۔

آپؐ نے فرمایا! وُہ مجھے نہیں دیکھ سکے گی۔ اور قرآن پڑھ کر اُس کی نظر روک دی۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

وَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ جَعَلْنَا بَیْنَكَ وَبَیْنَ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ حِجَابًا مَّسْتُوْرًا[1]

اور اے محبُوبؐ! جب آپ نے قرآن پڑھا، ہم نے آپ میں اور آخرت پر ایمان نہ لانے والوں میں ایک پوشیدہ پردہ کر دیا۔

پس وُہ حضرت ابُوبکر صدیق کے پاس ٹھہر گئی۔ اور رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہ دیکھ سکی تو کہا! اے ابُوبکر تمہارا ساتھی میری ہجو کرتا ہے۔

حضرت ابُوبکر نے فرمایا، نہیں اِس گھر کے رب کی قسم! آپؐ تیری ہجو نہیں کرتے۔ وُہ شور مچاتی ہُوئی کہنے لگی۔ قریش مجھے جانتے ہیں، میں اُن کے سردار کی بیٹی ہُوں۔

یہ روایت فضائلِ ابُوبکر میں اِس سیاق کے ساتھ تخریج کی گئی اور ابنِ اسحاق کے نزدیک اِس کا یہ مفہوم ہے کہ اِس قول کے بعد کہا مجھے خبر پہنچی ہے کہ وُہ میری ہجو کرتے ہیں، خُدا کی قسم! اگر اُنہیں پا لیتی تو اِس پتھر سے مارتی۔

ابنِ اسحاق نے کہا! قریش حضُورِ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو

---

[1] الاسراء، آیت ۴۵

مذمم کہتے اور پھر گالیاں دیتے۔ اور رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے اللہ تبارک وتعالیٰ نے مجھے قریش کی اذیت سے بچا لیا ہے۔ وُہ مذمم کی ہجو کرتے ہیں اور میں محمدؐ ہُوں۔

اور حضرت اسماء بنت ابی بکر سے روایت ہے کہ اُم جمیل حضرت ابُوبکر کے پاس آئی اور رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُن کے پاس تھے۔ پس اُس نے کہا اے ابنِ ابی قحافہ تیرے ساتھی کی کیا شان ہے کہ وُہ شعر کہتے ہیں؟

حضرت ابُوبکر نے فرمایا! خُدا کی قسم میرا ساتھی شاعر نہیں۔

اُم جمیل نے کہا! کیا اُس نے نہیں کہا، فِیْ جِیْدِهَا حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ ۝

رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابُوبکرؓ کو فرمایا! اس سے پوچھو کیا اُس نے کسی کو تیرے پاس دیکھا ہے؟ پس وُہ نہیں دیکھ سکتی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اُس کے اور میرے درمیان پردہ حائل کر دیا ہے۔

حضرت ابُوبکر نے اُس سے پُوچھا تو اُس نے کہا! اے ابنِ ابی قحافہ تو مجھ سے مذاق کرتا ہے۔ میں نے کسی کو بھی تیرے پاس نہیں دیکھا

اس کی تخریج فضائل میں ہُوئی ہے۔

اللہ و رسُولؐ کی امان کافی ہے

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں، میرے سنِ شعور سے پہلے ہی میرے والدین دینِ اسلام قبول کر چکے تھے اور کوئی دن ایسا نہیں گذرا جس روز حضُورِ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صبح شام دو مرتبہ ہمارے گھر نہ تشریف لائے ہُوں۔

جب مسلمانوں پر عرصۂ حیات تنگ کر دیا گیا تو حضرت ابُوبکر حبشہ کی طرف ہجرت کر گئے۔ جب وُہ یمن کے علاقہ میں مقامِ برک الغماد پر پہنچے تو وہاں اُن

کی ملاقات قارہ کے سردار ابنِ دغنہ سے ہوئی۔

ابنِ دغنہ نے کہا! اے ابُوبکر کہاں کا ارادہ ہے؟

حضرت ابُوبکر نے کہا! میری قوم نے مجھے نکال دیا ہے۔ اور میں زمین میں سیاحت کرتے ہوئے اپنے پروردگار کی عبادت کروں گا۔

ابنِ دغنہ نے کہا! اے ابُوبکر آپ جیسا شخص نہ نکل سکتا ہے اور نہ ہی نکالا جا سکتا ہے۔ آپ بے سہاروں کی امداد کرتے ہیں۔ صلہ رحمی کرتے ہیں۔ لوگوں کا بوجھ اُٹھاتے ہیں، مہمان نوازی کرتے ہیں اور حق کیلئے پیش آنیوالی مصیبتوں میں لوگوں کی مدد کرتے ہیں۔ میں آپ کو پناہ دیتا ہوں۔ آپ واپس جا کر اپنے شہر میں اپنے رب کی عبادت کریں۔

حضرت ابُوبکر رضی اللہ تعالےٰ عنہ، ابنِ دغنہ کے ساتھ واپس آ گئے۔ ابنِ دغنہ قریش کے سرداروں کے پاس گیا اور کہا! ابُوبکر جیسا شخص نہ نکل سکتا ہے اور نہ نکالا جا سکتا ہے۔ کیا تم ایسے شخص کو نکال دینا چاہتے ہو جو غریبوں کا مددگار، صلہ رحمی کرنے والا، بے سہاروں کا بوجھ اُٹھانے والا۔ مہمان نواز اور حق کی راہ میں پیش آنیوالے مصائب میں معاونت کرنے والا ہے؟

قریش نے ابنِ دغنہ کی امان کو جھٹلانے کی بجائے کہا! ابُوبکر کو کہہ دیں کہ وُہ اپنے گھر میں محدُود رہتے ہُوئے اپنے رب کی عبادت کیا کریں۔ اپنے گھر میں ہی نماز ادا کریں اور وہیں پر جو چاہیں پڑھیں۔ وُہ ہمیں اپنے پڑھنے کی آواز سے تکلیف نہ پہنچائیں۔ اگر انہوں نے بلند آواز سے پڑھا تو ہمیں خدشہ ہے کہ ہماری عورتیں اور بچے اِس فتنے کی لپیٹ میں نہ آ جائیں۔

ابنِ دغنہ نے یہ باتیں حضرت ابُوبکر کو بتا دیں تو اُنہوں نے ایسا ہی کیا۔ بعد ازاں اُنہوں نے اپنے گھر کے سامنے مسجد بنا لی اور وہاں پر نماز پڑھنے اور تلاوت کرنے لگے۔

قریش کی عورتیں اور بچے آپ کے پاس جمع ہونے لگے۔ اور آپ کو نماز پڑھتے اور تلاوت کرتے ہُوئے تعجب کے ساتھ دیکھتے۔ حضرت ابُوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ نہایت رقیق القلب تھے۔ جب وُہ قرآن کی تلاوت کرتے تو اُن کی آنکھیں بے اختیار آنسو بہایا کرتیں۔

قریش کے سرداروں کو یہ بات پسند نہ آئی تو اُنہوں نے ابنِ دغنہ کو بُلا کر کہا! ہم نے ابُوبکر کو تیری امان پر اِس شرط کے ساتھ امان دی تھی کہ وُہ اپنے گھر میں محدُود ہو کر اپنے رب کی عبادت کریں۔ مگر انہوں نے اِس شرط سے تجاوز کیا ہے۔ اور اپنے گھر کے سامنے مسجد بنا کر اُس میں اعلانیہ نماز پڑھتے ہیں اور تلاوت کرتے ہیں۔ ہمیں خدشہ ہے کہ اِس وجہ سے کہیں ہماری عورتیں اور بچے اِس فتنے میں نہ مُبتلا ہو جائیں۔ تم اُنہیں ایسا کرنے سے روک دو۔ اگر وُہ تمہاری بات مان کر خُود کو اپنے گھر تک محدُود کر کے عبادت کرنے پر رضامند ہوں تو ٹھیک ہے ورنہ اُن سے اپنی امان واپس لے لیں کیونکہ ہمیں نہ تو یہ پسند ہے کہ تمہاری تذلیل ہو اور نہ ہی ہم یہ برداشت کر سکتے ہیں کہ ابُوبکر اعلانیہ طور پر اپنے امُور بجا لائے۔

ابنِ دغنہ ابُوبکر صدیق کے پاس آیا اور کہا آپ جانتے ہیں کہ میں نے آپ کے لئے مشروط وعدہ کیا تھا۔ اگر آپ کو اس شرط پر قائم رہنا منظور نہ ہو تو میری ذمہ داری واپس کر دیں۔ میں نہیں چاہتا کہ عرب یہ بات سُنیں اور میں کسی شخص کے لئے عہد کر کے ذلت اُٹھاؤں۔

حضرت ابُوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ، نے فرمایا! میں تیری امان واپس کرتا ہُوں اور اللہ اور اُس کے رسُول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی امان پر خُوش ہُوں۔

اِس روایت کو بخاری اور ابُوحاتم نے نقل کیا اور ابنِ اسحاق نے اِس کی تخریج کرتے ہُوئے کہا! حضرت ابُوبکرؓ نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے ہجرت کی

اجازت طلب کی تو آپؐ نے اجازت عطا فرما دی۔ پس حضرت ابُوبکر ہجرت کے لئے نکلے۔ جب اُنہیں مکّہ مُعظمہ سے گئے ہُوئے ایک یا دو دِن ہُوئے تو اُن کی ملاقات ابنِ دغنہ سے ہُوئی۔ پھر اِس مفہوم کو بیان کیا۔

آٹھویں فصل

حضرت ابُوبکر صدّیق کا حضُورِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ ہجرت کرنا اور دونوں کے ساتھ پیش آنیوالے راستے اور غار کے واقعات اور مدینہ منوّرہ میں تشریف لے جانا

ہجرت کا شرف

اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مُسلمانوں کو فرمایا! مجھے تمہاری ہجرت کا مقام دکھایا گیا ہے جو دو پہاڑوں کے درمیان نخلستان میں واقع ہے۔ چنانچہ اس کے بعد جس نے بھی ہجرت کی وُہ مدینہ منوّرہ میں پہنچا۔ اور حبشہ کو ہجرت کر کے جانے والے بعض حضرات بھی وہاں سے مدینہ منوّرہ چلے گئے۔

حضرت ابُوبکر نے مدینہ منوّرہ کو جانے کا سامان تیار کیا تو حضُورِ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اُنہیں فرمایا! ابھی ٹھہریں مجھے بھی اجازت ملنے کی اُمید ہے حضرت ابُوبکر نے عرض کی! میرا باپ آپؐ پر قربان، کیا آپ کو بھی ہجرت

کی اُمید ہے؟ آپؐ نے فرمایا! ہاں

بعد ازاں حضرت ابُوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضُور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے رُک گئے اور اپنی دو اونٹنیوں کو چار ماہ تک ببول کے پتوں کا چارہ کھلاتے رہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک روز دوپہر کے وقت ہم اپنے گھر میں بیٹھے ہُوئے تھے کہ کسی کہنے والے نے حضرت ابُوبکر سے کہا یہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم رُخِ اقدس پر کپڑا اوڑھے تشریف لا رہے ہیں۔

چونکہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم دوپہر کے وقت ہمارے گھر تشریف نہیں لایا کرتے تھے۔ اِسلئے حضرت ابُوبکر نے عرض کی، میرے ماں باپ آپ پر قربان، آپؐ اِسوقت کسی خاص کام کیلئے تشریف لاتے ہیں!

حضُورِ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے آکر اجازت مانگی تو حضرت ابُوبکر نے اجازت دے دی۔ چنانچہ آپؐ اندر داخل ہُوئے اور فرمایا! اپنے گھر والوں کو یہاں سے ہٹا دو۔

حضرت ابُوبکر نے کہا! میرے ماں باپ آپ پر قربان، یہ تو آپ کے اپنے اہلِ خانہ ہیں۔

حضُورِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! مجھے ہجرت کی اجازت مِل گئی ہے۔

حضرت ابُوبکر نے کہا! یا رسُول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان کیا میں بھی آپؐ کے ساتھ چلوں گا؟

آپؐ نے فرمایا! ہاں تم میرے ساتھ چلو گے۔

حضرت ابُوبکر نے کہا! یا رسُول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان، میری اِن دو اونٹنیوں میں سے ایک آپ لے لیں۔

آپ نے فرمایا! ہم ایک اونٹنی قیمتاً لیں گے۔

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا فرماتی ہیں، پھر ہم نے اُن کیلئے اچھی قسم کا زادِ راہ تیار کیا اور چمڑے کی تھیلی میں کچھ کھانا رکھ دیا۔ حضرتِ اسماء بنتِ ابی بکر رضی اللہ تعالےٰ عنہا نے اپنے کمربند کا ایک ٹکڑا کاٹ کر اُس تھیلی کا منہ باندھ دیا۔ اِسی لئے اُن کا نام ذات النطاق یعنی کمربند والی پڑ گیا۔

بعد ازاں حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور حضرت ابُوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جبلِ ثور کے ایک غار میں تشریف لے گئے اور وہاں پر تین راتیں چھپے رہے۔

اِس روایت کی تخریج بخاری اور ابُوحاتم نے کی اور بخاری نے یہ روایت مزید بیان کی۔

قریش کی خبریں لانیوالا

حضرت ابُوبکر کے نوجوان بیٹے حضرت عبداللہ اچھی سُوجھ بُوجھ کے مالک تھے۔ وُہ رات حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور حضرت ابُوبکرؓ کے پاس بسر کرتے اور علی الصبح قریشِ مکہ کے پاس پہنچ جاتے اور یوں معلوم ہوتا کہ وُہ رات کو بھی وہیں تھے چنانچہ وُہ قریشِ مکہ کی مکاریوں کا حال سُن کر تاریکی ہوتے ہی دونوں حضرات کو آکر بتا دیتے تھے۔

علاوہ ازیں حضرت ابُوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے آزاد کردہ غلام عامر بن فہیرہ بھی اُن کے قریب بکریاں چرایا کرتے تھے۔ جب رات کا اندھیرا پھیلتا تو وُہ بکریاں اُن کے پاس لے آتے اور دونوں حضرات دُودھ پی کر رات بسر کر لیتے۔ عامر بن فہیرہ تین راتیں ایسے ہی اُن کے پاس رات کے اندھیرے میں بکریاں لیکر آتے رہے۔

راستہ بتانے والا

حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور حضرت ابُوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بنی دیل کے ایک شخص کو جو بنی عبد بن عدی سے تھا، اُجرت پر رکھ لیا تاکہ وُہ راستہ بتاتا رہے۔ وُہ شخص راستہ بتانے میں بہت زیادہ مہارت رکھتا تھا۔ اور وُہ بنی عاص بن وائل سہمی کا حلیف اور کفارِ قریش کے دین پر تھا۔ حضور رسالتمآبؐ اور حضرت ابُوبکر صدیقؓ نے اُسے امین بنا لیا۔ اور اپنی سواریاں اُس کے سپرد کرتے ہُوئے اُس سے وعدہ لیا کہ وُہ تین راتیں گذر جانے کے بعد اُن کی سواریاں لیکر آجائیگا۔ چنانچہ جب چوتھے دِن کی صُبح ہُوئی تو عامر بن فہیرہ اور وُہ رہبر حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور حضرت ابُوبکر صدیق کو لیکر ساحل کے ساتھ ساتھ عازمِ سفر ہو گئے۔

ایک روایت میں ہے کہ اُس رہبر نے عاص بن وائل کو جان لڑا دینے کا حلف دیا تھا۔ تاہم اِس میں اُن کے ساتھ ساحل کے راستے از آخر کار راستہ پکڑا۔

ابی حاتم کے نزدیک ہے کہ ابُوبکرؓ نے کہا! میرے پاس دو اونٹنیاں ہیں۔ جب دونوں کو لیکر نکلے تو اُن میں سے ایک حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں پیش کر دی۔ اور یہی ناقہ جدعاء ہے۔ پس دونوں سوار ہُوئے۔ یہاں تک کہ غار میں آئے۔ پھر اُس کے بعد جو واقعہ بیان ہُوا ہے۔

تشریح

حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا حضرت ابُوبکر کو اونٹنی کی قیمت ادا کرنے کا مقصد یہ تھا کہ ہجرت کے خالص ثواب میں کسی کی شرکت نہ ہو۔ ورنہ تو آپ

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مال میں اپنے مال کی طرح ہی متصرف تھے جس کا بیان ان شاء اللہ آگے آئیگا ۔

ابن اسحاق کا بیان ہے کہ جب حضرت ابوبکر اونٹنیاں لیکر حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو دونوں میں سے بہتر اونٹنی آپ کی خدمت میں پیش کی اور کہا! میرے ماں باپ آپ پر قربان، سوار ہو جائیں۔

آپ نے فرمایا! یہ اونٹ میرے لئے نہیں ۔

عرض کی! یا رسول اللہ. یہ آپ کے لئے ہے ۔

آپ نے فرمایا! نہیں، مگر اس کی قیمت لینا ہو گی ۔

خوشی کے آنسو

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکر کے گھر میں صبح شام دو مرتبہ آنے میں کبھی غلطی نہیں کی۔ یہاں تک کہ وہ دن آگیا جس میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہجرت کیلئے اجازت عطا فرمائی ۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے پاس حجیرہ میں آئے پھر آپ نے تذکرہ حدیث بیان کی۔ اور اس قول کے بعد کہا! پس حضرت ابوبکر نے عرض کی، یا رسول اللہ! میں آپ کا ساتھی بنوں گا؟

آپ نے فرمایا! تو ساتھی ہے ۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں! خدا کی قسم میں نے اس دن سے پہلے کسی کو اس طرح روتے ہوئے نہیں دیکھا۔ جس طرح حضرت ابوبکر کو اس روز خوشی سے روتے ہوئے دیکھا ۔

امانتیں لوٹانے والا

اس روایت کی تخریج ابن اسحاق نے کی اور سوائے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہجرت کیلئے نکلنے کا کسی کو پتہ نہیں تھا۔ چنانچہ حضرت علیؓ کو اپنے جانے کے متعلق ارشاد فرمایا! وہ پیچھے رہیں اور آپ کے بعد آپ کے پاس جو لوگوں کی امانتیں تھیں انہیں ان کے مالکوں کو لوٹا دیں ۔

حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لوگوں کی امانتوں اور صدقہ کے علاوہ کوئی ایسی چیز نہ تھی جو خدشے کا باعث ہوتی۔ چنانچہ جب آپ نے ہجرت کی تیاری کی تو حضرت ابوبکرؓ کے گھر سے کھڑکی کے راستے نکلے اور غار ثور میں تشریف لے گئے ۔

غار ثور مکہ کی ترائی میں ایک پہاڑ ہے اور حضرت ابوبکر صدیق نے اپنے بیٹے حضرت عبداللہ کو فرمایا کہ وہ دن کو قریش مکہ کی خبریں سنیں اور رات کے وقت انہیں آکر بتا دیا کریں۔ اور اپنے آزاد کردہ غلام عامر بن فہیرہ کو فرمایا! کہ دن کو اس پہاڑ پر بکریاں چرایا کرے اور شام کو بکریاں لیکر غار میں آجایا کرے ۔

ذات النطاقین

حضرت اسماء بنت ابوبکر دونوں کیلئے کھانا تیار کر کے رات کو لے آتیں پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تین شب و روز غار میں قیام پذیر رہے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے ساتھ رہے۔ جبکہ قریش مکہ نے تلاش

اونٹنیوں کے ساتھ اُن کی تلاش جاری رکھی۔ جب تین دِن گذر گئے تو لوگ دونوں سے مایوس ہو کر بیٹھ گئے۔ پھر اُجرت پر لیا گیا شخص اُن کے دونوں اونٹ اور اپنے لئے ایک اونٹ لیکر آگیا اور حضرت اسمٰاٗ بنتِ ابُوبکر دونوں کیلئے کھانا لے کر آئیں تو تھیلی کا منہ باندھنے کی رسی بھُول گئیں۔ جب آپ چلنے لگے تو انہوں نے کھانے کی تھیلی پیش کی، مگر اُس کا منہ کھُلا تھا۔ پس انہوں نے اپنا کمر بند کاٹ کر اُس سے تھیلی کا منہ باندھ دیا۔ یعنی اِسی بنا پر اُنہیں ذات النطاق یعنی کمر بند والی کہتے ہیں۔

ابنِ ہشام نے کہا! مَیں نے ایک سے زیادہ اہلِ علم سے سُنا کہ اُنہیں ذات النطاقین یعنی دو کمر بندوں والی کہتے تھے۔ اور اس کی تفسیر یہ ہے کہ انہوں نے اپنا کمر بند کاٹ کر ایک حِصے سے تھیلی کا منہ باندھا اور ایک کو کمر بند کے طور پر استعمال کیا۔

حضرت اسماء بنت ابی بکر فرماتی ہیں کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے کھانا حضرت ابُوبکر کے گھر میں تیار کیا گیا تھا۔ جب آپ نے مدینہ منوّرہ کی طرف ہجرت کی تو اُس وقت نہ کھانے کے تھیلے کو باندھنے کیلئے رسی تھی اور نہ پانی کے مشکیزے کا منہ باندھنے کیلئے، چنانچہ مَیں نے حضرت ابُوبکر صدّیق رضؓ کی خدمت میں عرض کی، خدا کی قسم میں سوائے اپنے کمر بند کے کوئی چیز نہیں پاتی۔

آپ فرماتی ہیں، پھر مَیں نے کمر بند کے دو ٹکڑے کئے۔ ایک سے کھانے کی تھیلی کا منہ باندھ دیا اور ایک سے پانی کے مشکیزے کا منہ باندھ دیا۔ پس! اسلئے میرا نام ذات النطاقین پڑ گیا۔ (بخاری)

ابنِ سمان نے موافق میں روایت کی کہ حضرت ابُوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے حضرت اسماء کو ایک درہم دے کر فرمایا! رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے کھانا تیار کرو۔ تو وُہ گوشت روٹی خرید لائیں۔ پس رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے اُس گوشت کو پسند فرمایا۔

اور کہا! حضرت ابُوبکرؓ غار میں داخل ہوئے تو تمام سُوراخوں کو بند کر دیا مگر ایک بڑا سوراخ باقی رہ گیا تو اُس میں آپ نے اپنا پاؤں رکھ دیا۔ پھر کہا یا رسُول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تشریف لے آئیں۔

ابُوبکرؓ کو سانپ کا ڈسنا

کہا! پھر مُشرکین اکٹھے ہو کر نکلے اور حضورِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدموں کے نشانات دیکھتے ہوئے حضرت ابُوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر پہنچ گئے۔ حضرت اسماء بنتِ ابی بکر گوشت پکا رہی تھیں وُہ چراغ لیکر باہر نکلیں۔ کافروں نے حضرت اسماء سے پُوچھا تو انہوں نے فرمایا! میں اپنے کام میں مصرُوف ہوں۔ پس وُہ وہاں سے نکلے اور آپ کو قتل کرنے کیلئے سو اونٹ لیکر آپ کی تلاش شروع کر دی۔ یہاں تک کہ غار کے دروازے پر آگئے۔ پس اللہ تعالیٰ نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابُوبکر صدّیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے قدموں کے نشانات محو کر دیئے اور آپ اُن کی نگاہوں سے پوشیدہ رہے۔ اُن میں سے ایک شخص پیشاب کرنے کے لئے بیٹھا تو حضرت ابُوبکر صدّیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اُسے دیکھ کر عرض کی، یا رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں نے ہمیں دیکھ لیا ہے؟

حضورؐ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا! نہیں اے ابُوبکرؓ وُہ ہمیں نہیں دیکھ پاتے اور اگر وُہ دیکھ لیتے تو یہ شخص ہمارے سامنے پیشاب کرنے نہ بیٹھ جاتا۔

پس وُہ لوگ متفرق ہو گئے اور حضرت ابُوبکر صدّیق [illegible] تعالیٰ عنہ نے وُہ رات سانپ کے ڈسنے کی وجہ سے بڑی تکلیف سے بسر کی۔ جب صبح ہوئی تو

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں فرمایا! اے ابوبکر یہ کیا ہے؟ کیونکہ اُن کا جسم متورم ہوگیا تھا۔

حضرت ابوبکر صدیق نے عرض کی، یا رسول اللہ سانپ نے کاٹ لیا ہے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا! تُو نے مجھے کیوں نہ بتایا؟

حضرت ابوبکر صدیق نے عرض کی! مجھے آپ کو پریشان کرنا اچھا نہ لگا تھا۔

پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا ہاتھ مبارک حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر رکھا تو اُن کے جسم سے تکلیف دُور ہوگئی۔ اور وہ نشان رسی کی طرح تھا پھر اس کے بعد کا ذکر کیا۔

ابوجہل لعین کی کمینگی

حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکر تشریف لے گئے تو ہمارے پاس قریش کے لوگ آئے جن میں ابوجہل بن ہشام بھی تھا۔ پس وہ لوگ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دروازے پر ٹھہر گئے تو میں اُن کی طرف نکلی۔

اُنھوں نے کہا! اے ابوبکر کی بیٹی تیرا باپ کہاں ہے؟

مَیں نے کہا! واللہ! مَیں نہیں جانتی میرا باپ کہاں ہے؟

حضرت اسماء فرماتی ہیں، ابوجہل خبیث نے گالیاں دیتے ہوئے اپنا ہاتھ اٹھایا اور میرے رخسار پر تھپڑ مار دیا۔ پھر وہ لوگ چلے گئے۔

جن کا اعلان

حضرت اسماء فرماتی ہیں، ہم نے تین دن گذار دیئے، مگر مَیں نہیں جانتی

تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رُخِ اقدس کہاں ہے۔ یہاں تک کہ ایک جن مکہ کی ترائی میں پہنچا تو اُس نے عربوں کے ترنم میں گاتے ہوئے شعر پڑھے لوگ اُس کی آواز سُن کر آواز کی طرف گئے مگر اُسے نہ دیکھ سکے۔ یہاں تک کہ وہ مکہ کی بلندی سے یہ کہتا ہوا نکلا،

جزی اللہ رب الناس خیر جزائہٖ ۔۔۔ رفیقین حلا خیمتی امّ معبد

ہما نزلا بالبر ثم تروحا ۔۔۔ فافلح من امسی رفیق محمّد

لیھن بنی کعب مکان فتاتہم ۔۔۔ ومقعدہا للمومنین بمرصد

اِس روایت کی تخریج ابنِ اسحاق نے کی اور اِس کا ذکر انشاء اللہ اِس فصل کے تیسرے بیان حضرت اُم معبد کے قصہ میں آئے گا۔

اور قریش کا حضرت ابوبکر صدیق کی اِس بیٹی کے پاس آنا ظاہر ہے کہ یہ پہلی کے علاوہ ہیں جنہیں ابن سمان کی حدیث متضمن ہے۔ اور اگر یہ اُن میں سے بعد کی بات ہے تو کیا تُو نے دیکھا کہ وہ اللہ کی قسم کھا کر کہتی ہیں، مَیں نہیں جانتی اُن کا چہرہ کہاں ہے؟

اور اُسی وقت وہ جانتی ہیں کہ آپ غار میں ہیں کیونکہ پہلے بیان ہوا کہ وہ اُن کے لئے کھانا لیکر آتی تھیں۔ اور اُن کا کہنا ہے کہ ہم تین دن سے مقیم ہیں اور مَیں نہیں جانتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ کہاں ہے۔ یعنی دونوں کی غار سے چلے جانیکے بعد ہے۔ واللہ اعلم

اور جائز ہے کہ اُس کے قریب یہ پہلے یا بعد ہو کہ جب وہ غار میں تھے تو وہ اُس وقت نہیں جانتی تھیں۔ پھر اِس کے بعد جان گئیں سوائے اِس کے کہ اُن کا یہ قول کہ ہم تین دن سے قائم ہیں اور نہیں جانتی۔ یہ پہلے تین دن پر محمول نہیں ہوگا۔ یقیناً یہ مدت اُن کے غار میں قیام کی ہے۔ اور وہ اِس بات کو جانتی

تھیں۔ پس اِس میں اُن سے پُوچھا ہوگا۔ اور وُہ ظاہر چیز سے باحث کے حال میں ہوا اور اُن کا قول ہم تین دِن سے مقیم ہیں کے بعد اُنہیں علم ہُوا ہو۔ پھر وُہ غار سے چل دیئے۔ واللہ اعلم

جب سب چلے گئے

ابنِ اسحاق سے روایت ہے کہ جب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انصار سے بیعت لے لی اور اپنے اصحاب کو مدینہ منوّرہ کی طرف ہجرت کا حُکم دیا اور فرمایا! اللہ تعالےٰ نے تمہارے لئے بھائی بناتے ہیں اور گھر مقرّر کئے ہیں۔ جن میں تم امن سے رہو۔ پس وُہ نکلے اور مدینہ منوّرہ پہنچ گئے۔ اور نبیؐ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالےٰ کے اِذن کے انتظار میں مکہ مُعظّمہ ہی میں اقامت گزیں رہے۔ اور سوائے قیدیوں یا فتنہ زدوں یا حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم اور حضرت ابُوبکر بن ابی قحافہ کے آپ کا کوئی صحابی پیچھے نہ رہا اور حضرت ابُوبکر نے بہت مرتبہ آپ سے ہجرت کی اجازت طلب کی تو رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُنہیں فرمایا! جلدی نہ کرو، انشاءاللہ تعالیٰ تمہیں میرا ساتھی بنائے۔ چنانچہ حضرت ابُوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ کو آپؐ کے ساتھ جانے کا لالچ پیدا ہوگیا۔

ھمارا تیسرا اللہ ہے

حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ سے روایت ہے کہ حضرت ابُوبکر صدیق رضؓ نے انہیں بتایا کہ ہم غار میں تھے۔ تو میں نے نبیؐ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کی اگر مشرکین میں سے کوئی شخص آپؐ کے نشاناتِ قدم دیکھنا چاہے تو اُسے میرے قدموں کے نیچے نظر آئیں۔ آپؐ نے فرمایا! اے ابُوبکر کیا تیرا

گمان ہے کہ ہم دو ہیں، ہمارا تیسرا اللہ ہے۔

اِس روایت کی تخریج ابُوحاتم نے کی۔

ہجرتِ صدیقؓ بزبانِ فاروقؓ

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت ہے کہ جب اُن کے پاس حضرت ابُوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کا ذِکر کیا تو وُہ رونے لگے اور کہا کاش میرے تمام اعمال لیکر غار میں رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہمراہی کا ایک دِن یا ایک رات مِل جاتی۔

پس جب وُہ دونوں غار کی طرف گئے تو ابُوبکرؓ نے کہا، خُدا کی قسم! میں آپؐ کو داخل نہیں ہونے دوں گا۔ یہاں تک کہ آپ سے پہلے خود اندر جاؤں گا۔ پس! اگر کوئی چیز ہوگی تو وُہ آپ کے بغیر مجھے پہنچے گی۔ پس وُہ غار کے اندر گئے اور اُسے غور سے دیکھا تو اُس کے اطراف و جوانب میں سوراخ تھے جنہیں آپ نے اپنی چادر پھاڑ کر بند کیا۔ اور دو سوراخ باقی بچ گئے تو اُن میں اپنے دونوں پاؤں رکھ دیئے۔ پھر رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمتِ اقدس میں عرض کی، اندر تشریف لے آئیں۔ چنانچہ آپؐ اندر تشریف لے گئے اور اُن کی گود میں سرِ مبارک رکھ کر محوِ خواب ہو گئے۔

حضرت ابُوبکرؓ کے پاؤں کو سوراخ میں سے سانپ کے ڈسنے کی تکلیف پہنچی مگر اُنہوں نے اِس ڈر سے پاؤں کو حرکت نہ دی کہ ایسا کرنے سے حضُورؐ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی استراحت میں خلل واقع ہو جائے گا اور آپؐ بیدار ہو جائیں گے۔ پس اُن کے آنسو حضُورِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رُخسارِ مُبارک پر گرے تو آپؐ نے بیدار ہو کر پُوچھا! یا ابُوبکر تجھے

کیا ہوا؟

کہا! میرے ماں باپ آپؐ پر قربان! سانپ نے کاٹ لیا ہے۔

آپؐ نے اس جگہ پر اپنا لعابِ دہن مبارک لگایا تو زہر کا اثر زائل ہو گیا۔ پھر یہ زہر اُن کی موت کا باعث بنا۔ چنانچہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا وصال مبارک ہوا تو اہلِ عرب مرتد ہو گئے اور انہوں نے زکوٰۃ ادا کرنے سے انکار کر دیا۔ تو حضرت ابوبکر صدیق نے فرمایا! اگر کسی نے زکوٰۃ کی ایک رسی بھی روک لی تو میں اُس سے جہاد کروں گا۔

میں نے کہا! اے خلیفۂ رسول لوگوں کی تالیف فرمائیں اور اُن کے ساتھ مہربانی سے پیش آئیں۔

حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا! جاہلیت میں جابر اور اسلام میں کمزور؟ بیشک وحی منقطع ہو گئی ہے اور دین پورا ہو گیا ہے۔ حضرت عمرؓ کہتے ہیں پھر وہ وصال فرما گئے۔ اور ہم زندہ ہیں۔ (نسائی)

ابوبکرؓ درجۂ رسول میں

صفوت میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے غار کے واقعہ کے آخر میں ہے۔ پس جب صبح ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! اے ابوبکر تیرا کپڑا کہاں ہے؟ انہوں نے اُس کے سوراخوں میں استعمال ہونے کے بارے میں بتایا تو آپؐ نے فرمایا! الٰہی ابوبکر کو قیامت کے دن میرے درجے میں جگہ دینا۔ پس اللہ تعالیٰ نے آپؐ کی طرف وحی بھیجی کہ آپؐ کی دعا قبول ہو گئی ہے۔

نگاہِ فاروقؓ میں شبِ صدیقؓ

حافظ ابوالحسن بن بشران اور ملاء نے سیرت میں میمون بن مہران سے روایت کی کہ جناب ضبہ بن محصن غنوی نے کہا! بصرہ میں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمارے گورنر تھے۔ انہوں نے خطبہ دیا تو اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر درود و سلام کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیلئے دعا کی۔

مجھے اس بات پر سخت غصہ آیا تو میں نے اُن کی طرف اُٹھ کر کہا! آپ کہاں ہیں کیا اپنے ساتھی سے انہیں افضل سمجھتے ہیں؟

پس انہوں نے تین مرتبہ یہی عمل کیا اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو میری شکایت لکھ بھیجی۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں خط لکھا جس میں مجھے اپنی خدمت میں حاضر ہونے کا حکم دیا گیا۔ حسب الحکم میں بصرہ سے اُن کے پاس گیا اور وہاں جا کر اُن کے گھر کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ وہ میرے لئے باہر تشریف لائے اور فرمایا! تو کون ہے؟

میں نے کہا! میں ضبہ بن محصن غنوی ہوں۔

حضرت عمرؓ نے فرمایا! تیرے لئے نہ مرحبا ہے اور نہ اہلاً و سہلاً ہے۔

میں نے کہا! رہا مرحبا! تو اللہ عزّ وجلّ کا احسان ہے، رہا اہلاً و سہلاً تو نہ میرے اہل و عیال ہیں اور نہ میرے پاس مال ہے۔ کیا یہ آپ کے لئے جائز تھا کہ آپ مجھے اپنے شہر میں بلاتے!

حضرت عمرؓ نے فرمایا! تیرے اور تیرے گورنر کے درمیان کیا نزاع واقع ہوا تھا؟

میں نے کہا! اے امیر المومنین آپ کو اس وقت اُس واقعہ کی خبر مل چکی ہے کہ

جب اُنہوں نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء اور رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درُود و سلام کے بعد آپ کیلئے دُعا کی تو مَیں غضبناک ہو کر اُن کی طرف اُٹھا اور اُنہیں کہا! آپ کہاں ہیں؟ کیا اُنہیں آپ اپنے ساتھی سے افضل گردانتے ہیں۔ تو اُنہوں نے آپ کی طرف میری شکایت لکھ بھیجی۔ پھر مَیں رونے لگا

حضرت عُمر فاروق نے مجھے رونے سے ہٹا دیا تو میں نے حضرت اُبُوبکر صدّیق رضی اللہ عنہ کا مرثیہ کہا! پھر حضرت عمرؓ نے کہا! تو ابُو موسیٰ اشعری سے زیادہ ثقہ اور زیادہ ارشد ہے۔ اللہ تعالےٰ تیری مغفرت فرمائے کیا تو میرا گناہ معاف کر دے گا؟

میں نے کہا! اے امیر المومنین اللہ تعالےٰ آپ کی مغفرت فرمائے۔

بعد ازاں وُہ روتے ہُوئے واپس جانے لگے تو مجھے فرمایا! خُدا کی قسم! حضرت ابُوبکر کی ایک رات عمرؓ سے بہتر ہے۔ کیا مَیں تجھے اُن کی رات اور دِن کا واقعہ سناؤں!

مَیں نے کہا! ہاں اے امیر المؤمنین ضرور سُنائیں۔

اُنہوں نے فرمایا! رات کی بات یہ ہے کہ جب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اہلِ مکہ سے تنگ آ کر رات کو ہجرت کیلئے نِکلے تو حضرت ابُوبکر صدیق نے اُن کی اتباع کی۔ پس جب آپؐ چلے تو حضرت ابُوبکر کبھی آپؐ کے آگے چلتے اور کبھی پیچھے چلتے، کبھی دائیں چلتے اور کبھی بائیں چلتے۔

حضُور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اے ابُوبکر یہ کیا ہے! مَیں تیرے اِس کام کو نہیں جان سکا؟

حضرت ابُوبکر نے عرض کی! یا رسُولؐ اللہ! اگر کوئی گھات میں ہوگا تو مَیں آگے ہوں گا۔ اگر کوئی تلاش میں ہوگا تو میں پیچھے ہونگا۔ اور دائیں بائیں اِس لئے ہوتا ہُوں کہ آپؐ ہر طرف سے مامُون رہیں۔

رات کو چلنے کی وجہ سے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاؤں کی اُنگلیوں

کے گوشے متورّم ہو گئے تو آپ ننگے پاؤں چلنے لگے۔ حضرت ابُوبکر نے آپؐ کو ننگے پاؤں دیکھا تو آپؐ کو اپنی گردن پر اُٹھا لیا۔ یہاں تک کہ غار کے مُنہ پر آ کر آپؐ کو اُتارا۔ پھر عرض کی! قسم ہے اُس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعُوث کیا جب تک مَیں غار کے اندر جا کر دیکھ نہ لُوں کہ وہاں کوئی خطرناک چیز نہیں ہے آپؐ کو اندر نہیں جانے دُونگا۔ چنانچہ وُہ غار کے اندر گئے اور جا کر دیکھ لیا کہ وہاں ایسی کوئی چیز نہیں تو آپؐ کو اُٹھا کر اندر لے گئے۔

اُس غار میں سانپوں کے سُوراخ تھے جن کی وجہ سے حضرت ابُوبکر کو ڈر تھا کہ کوئی موذی جانور حضُور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تکلیف نہ پہنچائے۔ چنانچہ اُنہوں نے سُوراخ میں اپنے پاؤں رکھ دیئے تو سانپ نے اُن کے پاؤں کو ڈس لیا۔ سانپ کے زہر سے اُن کو درد محسُوس ہُوا تو اُن کی آنکھوں سے گرم گرم آنسو رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ٹپک پڑے۔ آپؐ نے فرمایا! یا ابا بکرؓ! لَا تحزن ان اللہ معنا" یعنی اے ابُوبکر غم نہ کر اللہ تعالےٰ ہمارے ساتھ ہے۔ "فَاَنزَلَ اللہ سکینتہ" پس اللہ تبارک و تعالیٰ نے اُن پر سکینہ اتار دیا۔ تو یہ اُس رات حضرت ابُوبکر کیلئے طمانیت تھی۔

رہا اُن کا دن! تو جب آپ کا وصال ہُوا، اِس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ، نے وُہ واقعہ بیان فرمایا جو اِس سے پہلے گُذر چکا ہے۔ پھر ابُو موسیٰ اشعری کو خط لِکھا جِس میں اُنہیں ملامت کی گئی تھی۔

ملا نے سیرت میں اور صاحبِ فضائل نے اِس روایت کو نقل کیا۔

اور الخجندی نے یہ روایت نقل کرتے ہُوئے حضرت ابُوبکر کے آگے پیچھے چلنے کے ذکر کے بعد یہ الفاظ لکھے ہیں کہ حضُور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! "یا ابا بکر لو کان شئی اجبت ان یکون بک"

حضرت ابُوبکر نے کہا! ہاں قسم ہے اُس ذات کی جس نے آپؐ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا۔ اور پھر اِس کے بعد کا مفہوم بیان کیا۔ پھر غار کے سوراخ بند کرنے کے بعد عرض کی، یا رسُول اللہ! تشریف لے آئیں پس آپ اندر تشریف لے گئے۔ پھر حضرت عمرؓ نے کہا! قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے، اُن کیلئے یہ ایک رات آلِ عمرؓ سے بہتر ہے۔

تائید میں روایت

اِس روایت کی تائید حضرت عائشہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کی روایت میں ہے۔ آپ نے فرمایا! مجھے حضرت ابُوبکر نے کہا اگر تو مجھے اور رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غار پر چڑھتے دیکھتی تو بیشک رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاؤں مبارک زخمی ہو گئے تھے اور اُن سے خُون کے قطرات ٹپکتے تھے

اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا! بیشک رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ ننگے پاؤں واپس ہُوئے اور نہ ڈر اور خوف سے۔ (خرجہ فی فضائلہ)

شاید وُہ غار کا راستہ بھُول گئے ہوں اور مسافت دُور ہو گئی ہو اور اِس پر یہ قول دلالت کرتا ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات کو چلے سوائے اِس تقدیر کے ساتھ غیر طریق کے راستے سے رات کو چلنا محمُول نہیں ہوگا۔

حضرت ابُوبکر صدیق کا یہ قول کہ یا رسُول اللہ اُتریں۔ غار کا دروازہ بلند ہونے پر دلالت کرتا ہے۔ اور اِس کی تائید الجندی کی حدیث کرتی ہے کہ حضرت ابُوبکر صدیق، غار میں داخل ہوتے تو اُسکی بلندی سے باہر آتے۔

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے روایت ہے کہ جب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غار میں رات آئی تو آپؐ نے اپنے ساتھی حضرت ابُوبکر کو فرمایا! کیا تم سوؤ گے؟

انہوں نے عرض کی! نہیں اور بیشک یا رسُول اللہ نہیں آپ کی پاسبانی کرُوں گا، میرے ماں باپ آپ پر قربان۔

آپؐ نے فرمایا! مجھے ڈر ہے کہ اِن سوراخوں سے اُتو نکلا کر مجھے اور تجھے تکلیف نہ پہنچائے،

حضرت ابُوبکر نے عرض کی! یا رسُولؐ اللہ وُہ کہاں ہے؟ آپ نے بتایا تو اُنہوں نے سوراخ بند کر دیا۔

رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اللہ تجھ پر رحم فرمائے۔ جب لوگوں نے میری تکذیب کی تو نے میری تصدیق کی۔ جب لوگوں نے میری امداد روک دی تو نے میری امداد کی۔ جب لوگوں نے میرا اِنکار کیا تو مجھ پر ایمان لایا۔ اور میری پریشانی میں میرا انیس بنا۔ پس میرے نزدیک تجھ سا کون ہے۔

(خرجہ فی فضائلہ)

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت ابُوبکر صدیق رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ غار کی طرف گئے تو ابُوبکر اندر گئے، پھر کہا! یا رسُول اللہ آپ وہیں رہیں، پس پاؤں کی ٹھوکر سے کبوتروں کو اُڑایا اور چکر لگا کر دیکھا۔ جب اندر کوئی چیز نظر نہ آئی تو عرض کی۔ یا رسُولؐ اللہ! تشریف لے آئیں چنانچہ جب آپ غار میں داخل ہُوئے تو وہاں سوراخ تھا۔ اُس میں حضرت ابُوبکر نے پاؤں رکھ دیا کہ کوئی چیز نکل کر رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تکلیف نہ پہنچائے اور غار کے مُنہ پر

مکڑی نے جالا تن دیا ۔

پس جب مشرکین اُنہیں تلاش کرتے ہوئے غار کے پاس سے گذرے تو حضرت ابوبکر اُن سے گھبرا گئے۔ تو رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا!

" لاتحزن ان اللہ معنا " یعنی غم نہ کریں اللہ تعالےٰ ہمارے ساتھ ہے ۔

سراپا ایثار

حضرت جندب بن عبداللہ بن ابوسفیان علقی سے روایت ہے کہ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالےٰ عنہ، حضورِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ غار کی طرف نکلے تو اُن کے ہاتھ کو کسی چیز سے تکلیف پہنچی، اُنہوں نے انگلی سے خون صاف کرتے ہوئے فرمایا!

ہل انت الا اصبع دمیت　　وفی سبیل اللہ مالقیت

غار کا دروازہ اونچا تھا

حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ، سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، نے فرمایا! جب ہم غار میں تھے تو مَیں نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کی، اگر اُن میں سے کوئی اپنے پاؤں کو دیکھے گا ہم اُس کے پاؤں کے نیچے دیکھ سکیں گے؟

آپ نے فرمایا! اے ابوبکر کیا تیرا گمان ہے کہ ہم دو ہیں؟ ہمارا تیسرا اللہ تعالےٰ ہے ۔

اِس روایت کو بخاری، مُسلم، ابُوحاتم وغیرہم نے بہت سے طرق سے نقل کیا ہے ۔ اور اِس میں اُس پہلے بیان پر دلیل ہے کہ غار کا دروازہ غار سے اُونچا تھا ۔

غار کے محافظ کبوتر

ابی مصعب مکی سے روایت ہے کہ مَیں نے حضرت انس بن مالک، حضرت زید بن ارقم اور مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالےٰ عنہم کو دیکھا اور اُن سے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شبِ غار کی حدیث سُنی، فرمایا! اللہ تعالےٰ نے حکم دیا تو رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے درخت اُگ آیا اور اُس نے آپ کو چھپا لیا۔ پس اللہ تعالےٰ نے کبوتروں کے جوڑے کو غار کے مُنہ پر ٹھہرنے کا حکم فرمایا۔ پھر قریش کے نوجوان مُسلح ہو کر تلواریں لئے آئے یہاں تک کہ حضورِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُن سے تقریباً چالیس گز کے فاصلے پر تھے۔ پس اُن میں سے ایک شخص غار میں دیکھنے کیلئے آیا تو غار کے مُنہ پر کبوتروں کو دیکھ کر اپنے ساتھیوں کے پاس لَوٹ گیا۔ اُنہوں نے کہا! تُو نے غار میں کیوں نہیں دیکھا؟ اُس نے کہا! غار کے مُنہ پر دو کبوتر بیٹھے ہُوئے ہیں تو مَیں نے جان لیا کہ غار میں کوئی نہیں۔ پس رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کی باتیں سُن لیں اور جان لیا کہ اللہ تعالےٰ نے اُن دونوں کو یہاں بٹھایا ہے۔ پس آپ نے کبوتروں کیلئے دُعا فرمائی اور اُن کیلئے برکت طلب کی اور اُن کا بدلہ واجب کر لیا۔ اور اُنہیں حرم میں اُتارا۔　(خرجہٗ فی فضائلہٖ)

قیام غار کی دُرست مدت

ابُو عُمر نے کہا کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابُوبکر

کے غار میں ٹھہرنے کی مدت میں اختلاف ہے پس پہلے باب کی حدیث میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کی حدیث مجاہدؒ سے روایت ہوئی کہ غار میں تین روز قیام کیا تھا۔ اور اِس پر جمہور محدثین ہیں۔

حدیث مرسل میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! میں نے غار میں اپنے ساتھی کے ساتھ نو دس روز قیام کیا اور وہاں ہمارے لئے سوائے خشک کھجوروں اور پیلو کے پھل کے اور کوئی غذا نہ تھی۔ اور یہ روایت درست نہیں۔ اور اِسے غارِ ثور پر حمل کرنا غلط ہے۔ بیشک غار میں اُن کے لئے کھانا موجود تھا۔ جیسا کہ پہلے اِس کا بیان ہوا جو اِس قصہ میں ہے۔ واللہ اعلم

پیلو کب کھائے

پیلو کا پھل آپؐ نے اُن دنوں کھایا جب آپ کو اللہ تعالےٰ نے حکم دیا کہ قبائل عرب کے سامنے اپنی رسالت کو پیش کریں اور لوگوں کو اللہ تعالےٰ کی طرف بلائیں۔ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ آپؐ کے ساتھ ہجرت کے سفر میں تھے۔

سعد بن ہشام سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم صحابہ کرامؓ کے ساتھ نماز پڑھنے کیلئے تشریف لائے تو ایک شخص نے اُٹھ کر کہا، یا رسول اللہ! کھجوروں نے ہمارے پیٹ جلا دیئے ہیں۔ یعنی کھجوریں کھانے سے ہمیں گرمی ہوگئی ہے۔

آپؐ نے فرمایا! میں اور میرا ساتھی ابوبکر نکلے تو ہمارے پاس سوائے پیلو کے پھل کے کوئی کھانا نہ تھا۔ پس ہم اپنے انصار بھائیوں کے پاس آئے تو ہم نے اُن کے کھانوں میں شرکت کی اور اُن کا اعلیٰ کھانا کھجور ہے۔ اور خدا کی قسم! اگر تمہارے لئے روٹی پاتا تو اُسے کھلاتا۔

اِس روایت کی تخریج فضائل میں کی اور سعد بن ہشام راوی، تابعی

ہیں۔ اور زہریؒ اور حضرت انسؓ اور حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت کرتے ہیں۔

جنّت کی نہر غارِ ثور میں

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ غار میں تھے تو اُنہیں شدید پیاس محسوس ہوئی۔ اُنہوں نے حضورِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں پیاس کی شکایت کی تو آپ نے فرمایا! غار کے صدر کی طرف جا کر پانی پی لیں۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ فرماتے ہیں، میں گیا تو وہاں سے شہد سے زیادہ میٹھا اور دودھ سے زیادہ سفید پانی پیا۔ اور اُس پانی سے کستوری کی خوشبو آتی تھی۔ پھر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپؐ نے فرمایا! پی لیا

میں نے عرض کی! جی ہاں

آپؐ نے فرمایا! اے ابوبکر تجھے بشارت دوں؟

میں نے کہا! ہاں یا رسول اللہؐ۔

آپؐ نے فرمایا! اللہ تبارک وتعالیٰ نے موکل فرشتے کو جنت کی نہر کا حکم دیا تو وہ ابوبکر کو پانی پلانے کیلئے جنت الفردوس سے صدرِ غار تک نہر لے آیا۔

میں نے عرض کی! میرے لئے اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ قدر و منزلت ہے؟

آپ نے فرمایا! ہاں اور اس سے زیادہ قسم ہے اُس ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ نبی مبعوث فرمایا۔ تجھ سے بغض رکھنے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ اگرچہ اُس کے اعمال ستر نبیوں کے برابر ہوں۔

اِس روایت کی تخریج ملا نے سیرت میں کی۔

ہجرت کا واقعہ سنائیں

حضرت براء بن عازب سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر نے حضرت عازب سے تیرہ درہم کا کجاوہ خرید کیا اور عازب کو فرمایا! براء سے کہیں اسے میرے گھر والوں کے پاس پہنچا دے۔ عازب نے کہا، نہیں یہاں تک کہ مجھے آپ وہ واقعہ سنائیں کہ جب آپ اور حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ معظمہ سے نکلے اور مشرکین آپ لوگوں کو تلاش کر رہے تھے؟

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا! ہم مکہ سے رات کو نکلے اور ایک دن سفر کرتے رہے یہاں تک کے دوپہر کا وقت ہو گیا میں نے چاروں طرف نظر دوڑا کر سایہ دار جگہ دیکھی اور ایک سایہ دار چٹان کے پاس آ گئے،

پھر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے فرش بچھایا اور عرض کیا یارسول اللہ آپ لیٹ جائیں۔ پس آپ لیٹ گئے تو میں نے جا کر دیکھا کہیں کوئی آدمی نظر آ جائے اسی اثناء میں ایک چرواہا نظر آیا جو اپنی بکریوں کو ہانک کر اسی چٹان کے سائے کی طرف آ رہا تھا میں نے پوچھا تو کس کا لڑکا ہے؟ اس نے کہا! فلاں شخص کا لڑکا ہوں۔ وہ شخص قریشی تھا اور میں اسے جانتا تھا۔ میں نے کہا! تیری بکریوں میں دودھ ہے؟ اس نے کہا! ہاں

میں نے کہا! کیا تو میرے لئے دوہ دے گا؟

اس نے کہا! ہاں۔ میں نے اس کی بکریوں سے ایک بکری لانے کو اور اسے دوہنے کیلئے کہا تو اس نے ایک بکری کی ٹانگیں باندھ دیں، میں نے اسے کہا اسکے تھنوں کو اس طرح صاف کر لو میں نے حضور رسالتمآب کیلئے ایک منہ بند چھاگل رکھی ہوئی تھی اس میں دودھ ڈال کر پانی ملایا تو وہ تہہ تک ٹھنڈا ہو گیا۔

پھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ جاگ رہے تھے۔

میں نے کہا! یارسول اللہ دودھ نوش فرمائیں۔ تو آپ نے دودھ پی لیا۔ پھر میں نے کہا! یارسول اللہ! ہم چل پڑے ہیں اور لوگ ہمیں تلاش کر رہے ہیں۔

سراقہ سے ملاقات

ہم نے ان میں سے یعنی اہلِ مکہ سے سوائے سراقہ بن جعشم کے کسی کو نہیں دیکھا اور وہ گھوڑے پر سوار تھا۔ میں نے آپ کی خدمت میں عرض کی یارسول اللہ! یہ ہماری تلاش میں ہے اور ہم تک آ پہنچا ہے۔ اور میں رو پڑا۔

آپ نے فرمایا! "لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا" یعنی غم نہ کریں اللہ ہم دونوں کے ساتھ ہے۔

جب سراقہ ہمارے قریب آ گیا تو وہ ہم سے دو یا تین نیزوں کے فاصلے پر تھا میں نے روتے ہوئے عرض کی، یارسول اللہ یہ ہماری تلاش میں ہے؟

آپ نے فرمایا! تم روتے کیوں ہو!

میں نے عرض کی! خدا کی قسم میں اپنے لئے نہیں روتا، ولیکن میں آپ کیلئے روتا ہوں۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا کی اور فرمایا،

"اَللّٰھُمَّ اکْفِنَاہُ بِمَا شِئْتَ"

حضرت ابوبکر فرماتے ہیں، سراقہ کا گھوڑا پیٹ تک زمین میں دھنس گیا سراقہ نے کہا! یا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں جانتا ہوں کہ ایسا آپ نے ہی کیا ہے۔ اللہ تعالےٰ سے میری نجات کی دعا فرمائیں۔ خدا کی قسم! میرے پیچھے

کوئی شخص آپ کی تلاش میں نہیں ۔ یہ میرا ترکش ہے ۔ آپ اِس سے تیر لے لیں ۔ اور میرے اونٹ پر سوار ہو کر چلے جائیں ۔ میرے مکان میں بکریاں ہیں ۔ ایسے اور ایسے ۔ آپ اِن میں سے اپنی ضرورت کے مطابق لے لیں ۔

حضورِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ! تیرے اونٹ کی ضرورت نہیں ، پھر آپؐ نے اُس کیلئے دُعا فرمائی تو وُہ آزاد ہو کر اپنے ساتھیوں کے پاس واپس چلا گیا ۔ اور رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آغازِ سفر کر دیا ۔ یہاں تک کہ ہم رات کے وقت مدینہ منوّرہ پہنچے تو آپؐ کو ٹھہرانے کے بارے میں انصار آپس میں جھگڑا کرنے لگے ۔ ہر ایک کی یہ خواہش تھی کہ حضورِ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُس کے ہاں نزولِ اجلال فرمائیں ۔ پس آپؐ نے فرمایا ! ہم بنی نجار کے پاس اُن کے اکرام کیلئے اُتریں گے کیونکہ وُہ حضرت عبدالمطلبؓ کے ماموں ہیں ۔ پس جب ہم مدینہ منوّرہ میں آئے تو لوگ راستوں میں نِکل آئے اور گھروں پر لڑکے اور لڑکیاں جمع ہو کر کہہ رہے تھے ، مُحمد رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے آئے ، پھر وُہ صبح ہُوئی تو واپس گئے ۔

اوّلین مہاجر

حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مہاجرین میں سے سب سے پہلے بنی عبدالدار کے حضرت مصعب بن عمیرؓ ہمارے پاس تشریف لائے ہم نے اُن سے پُوچھا رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیوں تشریف نہیں لائے ؟

اُنہوں نے کہا ! آپؐ اور آپ کے اصحاب اپنے مقام پر ہیں اور میری خبر پر آئیں گے ۔ پھر اُن کے بعد بنی فہر کے حضرت عبداللہ بن ابی مکتوم تشریف لائے جو کہ نابینا تھے ۔ ہم نے اُن سے پُوچھا ! رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپؐ

کے اصحاب آپؐ کے پیچھے ہیں ۔

اُنہوں نے فرمایا ! وُہ اِس وقت میری خبر پر ہیں ۔ پھر اُن سے حضرت عمار بن یاسر ، حضرت سعد بن ابی وقاص ، حضرت عبداللہ بن مسعُود اور حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہم تشریف لائے ۔ بعد ازاں حضرت عمرؓ بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ بیس سواروں کے ساتھ ہمارے پاس تشریف لائے ۔ پھر اُن کے بعد رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور حضرت ابُوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ آپ کے ہمراہ تھے ۔

براءؓ کہتے ہیں حضورِ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے پاس تشریف نہیں لائے ۔ یہاں تک کہ قرآن سے دس سُورتیں پڑھ لیں پھر ہم نکلے تو قافلے سے ملاقات ہُوئی تو ہم نے اُنہیں ڈرے ہُوئے پایا ۔

اِس روایت کی تخریج تمام رازی اور بخاری ، مُسلم وغیرہما نے حدیثِ ہجرت اِلیٰ بلوغِ المدینہ میں کی ہے ۔

ایک اور روایت ، ایک روایت میں ہے اُسکا گھوڑا پیٹ تک زمین میں دھنس گیا تو اُس نے کہا میں جان گیا ہوں کہ مجھ پر یہ امر آپ دونوں کی دُعا سے واقع ہُوا ہے آپ میرے لئے دعا کریں میں لوگوں کو واپس کر دوں گا تاکہ آپکو نقصان نہ پہنچائیں آپؐ نے اُسکے لئے دُعا فرمائی تو وُہ اپنے گھوڑے سمیت زمین سے نکل آیا اور واپس چلا گیا اور رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کئے ہُوئے وعدے کو پُورا کرنے کیلئے لوگوں کو واپس کرنے لگا ۔

پہلے مہاجر اور تھے

ابنِ اسحاق نے ذکر کیا ہے کہ سب سے پہلے ہجرت کر کے مدینہ منوّرہ زاد اللہ شرفاً میں آنے والے حضرت ابُوسلمہ عبداللہ ابن عبدالاسد مخزومی ہیں ۔ یہ بیعتِ عقبہ سے پہلے اُس وقت ہجرت کر آئے تھے ۔ جب قریش نے اُنہیں حبشہ سے آتے ہُوئے تکلیف پہنچائی تھی ۔ اُنہیں انصار کے اسلام لانے کا پتہ چلا تو وُہ مدینہ منوّرہ

کی طرف ہجرت کر آئے۔

بعد ازاں بنی کعب بن عدی کے حلیف حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اُن کی بیوی حضرت لیلیٰ بنت ابی خیثمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہجرت کر کے آئے پھر حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے اہل و عیال اور اپنے بھائی عبد بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہم سمیت تشریف لائے۔ حضرت عبد بن جحش کو ابُو احمد کہتے ہیں اور اُن کی بینائی نہ تھی مگر اس بے بصری کے باوجود وُہ بغیر قائد کے مکہ معظمہ کے اُونچے نیچے مقامات کا چکر کاٹ لیتے تھے اور وُہ شاعر تھے۔

تضاد نہیں

پھر بھیجے ہُوئے مہاجرین پہنچے تو اس میں اور پہلی بیان کردہ روایت میں تضاد نہیں۔ پہلے مطلقاً حضرت ابو سلمہ رضؓ آئے ہوں گے اور بیعتِ انصار کے بعد پہلے ہجرت کرنیوالے حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوں گے۔ جیسا کہ پہلے بیان ہُوا۔

رہا ابنِ اسحاق کا بیان کہ ابی سلمہ کے بعد تو یہ بھی بیعتِ عقبہ سے پہلے جائز ہو گا جیسا کہ حضرت ابی سلمہ رضؓ اور اس کے بعد جائز ہو گا جیسے کہ حضرت مصعب بن عمیر رضؓ اور ابنِ اسحاق کو حضرت مصعب بن عمیر رضؓ کا پہلے مہاجر ہونا نہیں پہنچا ہو گا۔

بکری کے بچے نے دُودھ دیا

جنابِ زر حضرت عبداللہ ابنِ مسعُود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ مَیں چھوٹی عُمر میں عقبہ بن ابی معیط کی بکریاں چرا تا تھا، جب میں رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابُوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا تو انہوں

نے فرمایا! اے لڑکے تیرے پاس دُودھ ہے؟ مَیں نے کہا! ہاں لیکن مَیں خائن نہیں۔ آپ نے فرمایا! ایسی بکری لا دے جس کے قریب نر نہ گیا ہو۔ میں نے چار پانچ ماہ کا بکری کا مادہ بچہ آپ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ آپ نے اُس پر ہاتھ پھیرا اور دُعا کی تو اُس کے تھن نمُودار ہو گئے۔ یہاں تک کہ حضرت ابُوبکر رضؓ کوئی چیز لائے تو اُس میں دُودھ دوہا اور حضرت ابُوبکر کو فرمایا! پی لیں۔ حضرت ابُوبکر نے دُودھ پیا اور اُس کے بعد حضُور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی دُودھ نوش فرمایا۔ پھر آپ نے دُودھ بھرے تھنوں کو سُکڑنے کا حکم فرمایا تو وُہ غائب ہو گئے۔ اور بکری کا بچہ ویسے ہو گیا جیسا تھا۔

حضرت عبداللہ ابنِ مسعُود فرماتے ہیں، پھر میں رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہُوا اور عرض کی یا رسُول اللہ! مجھے اِس کلام یا قرآن کی تعلیم دیں؟ آپؐ نے میرے سر پر ہاتھ پھیر کر فرمایا! اے لڑکے تو یقیناً مُعلّم ہے۔ پس میں نے ستر سُورتوں میں سے اخذ کیا جن میں مَیں نے نزاعِ بشر نہ پایا۔

دُوسری روایت

ایک روایت ہے کہ اُنہوں نے فرمایا! مَیں مکہ مُعظمہ میں عقبہ بن ابی معیط کی بکریاں چرایا کرتا تھا۔ جب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابُوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ مشرکین مکہ سے فرار ہو کر آئے تو مَیں اُن کے پاس آیا، اُنہوں نے فرمایا! اے لڑکے تمہارے پاس ہمارے پینے کیلئے دُودھ ہے؟ مَیں نے کہا! مَیں امانتدار ہُوں اور آپ کو

دُودھ نہیں پلا سکتا۔

آپؐ نے فرمایا! تیرے پاس بکری کا چھوٹا بچہ ہے جس کے قریب نر نہ گیا ہو؟

مَیں نے کہا! ہاں، پس مَیں نے دونوں کو بکری کا بچہ لاکر دے دیا تو حضرت ابُو بکرؓ نے اُسے رسی سے باندھا اور حضُور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اُس کے تھنوں پر ہاتھ رکھا تو تھن نمودار ہو گئے۔ پھر حضرت ابُو بکرؓ مٹی کا برتن لائے تو اُس میں دُودھ دوہا۔ پھر آپ نے اور حضرت ابُو بکرؓ نے پیا اور مجھے پلایا۔ پھر آپ نے تھنوں کو سُکڑ جانے کا حکم دیا تو وُہ سُکڑ گئے۔

جب مَیں نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے یہ اَمر دیکھا تو عرض کی یا رسُول اللہ مُجھے سِکھائیں۔ آپؐ نے میرے سر کو مسح کرتے ہوئے فرمایا! اللہ تجھ میں برکت دے، تُو مُعلّم لڑکا ہے۔ پس مَیں نے اِسلام قبول کر لیا تو آپ نے مجھے قرآن سکھایا۔ اور ہم حرا میں آپ کے پاس تھے جب سورۂ مُرسلات نازل ہوئی۔

یہ روایت طبرانی نے مُعجم میں نقل کی ہے۔ اور اُن سے غسانی نے اپنی مُعجم میں بیان کی۔

یہ واقعہ ہجرت سے پہلے کا ہے

ظاہر ہے کہ یہ معاملہ دُوسرا ہے۔ چنانچہ حضُور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور حضرت ابُو بکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ دونوں ہجرت سے پہلے بھی بعض سفروں میں اکٹھے ہوتے تھے۔ کیا تُو نے دونوں بکریاں

چرانے والوں اور اُن کے حال کا فرق اور دُودھ کا اختلاف دیکھا؟

اُمِ معبد کی بکری

صحابیِ رسُول حضرت حبیش بن خالد رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ سے روایت ہے کہ جب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مکہ مُعظمہ سے مدینہ منوّرہ کو جانے کیلئے نکلے تو آپ کے ساتھ حضرت ابُو بکرؓ اور اُنکا مولیٰ عامر بن فہیرہ اور دونوں کا رہبر لیث بن عبید اللہ بن اریقط تھا۔ یہ لوگ اُم معبد خزاعیہ کے خیمہ پر آئے۔ اُم معبد نے قبہ کے پاس میدان کی سخت زمین پر خیمہ لگا رکھا تھا۔ وہاں پر اُنہوں نے کھانا کھایا اور پانی پیا۔ پھر اُسے کہا کہ ہم کھجوریں اور گوشت خریدنا چاہتے ہیں۔ مگر اُنہیں اُس سے یہ چیزیں دستیاب نہ ہو سکیں۔ وُہ لوگ ریگستان اور ایسی زمینوں میں قیام کرتے جہاں سے گھاس چر لی گئی ہو۔ حضُور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اُس کے خیمہ کے ایک گوشے میں ایک بکری دیکھی تو فرمایا! اے اُمِ معبد یہ بکری کیسی ہے؟

اُمِ معبد نے کہا! یہ کمزوری کی وجہ سے بکریوں سے پیچھے رہ گئی ہے۔

آپ نے فرمایا! کیا یہ دُودھ دیتی ہے؟

اُم معبد نے کہا! یہ دُودھ دینے کے قابل نہیں۔

آپؐ نے فرمایا! کیا تُو مجھے اِس کا دُودھ دوہنے کی اجازت دے گی؟

اُس نے کہا! میرے ماں باپ آپؐ پر قربان! ہاں اگر آپ اس کا دُودھ دیکھتے ہیں تو دوہ لیں۔ پس رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اُسے منگوایا اور اللہ تعالےٰ کا نام لیکر اُس کے تھنوں پر ہاتھ پھیرا اور اُس کا دُودھ بہنے لگا جس سے تمام برتن بھر گئے۔

یہاں تک کہ آپؐ نے اُس کا دُودھ اُمِ معبد کے حوالے کر دیا۔ تو اُمِ معبد نے دُودھ پیا۔ بعد ازاں باقی دُودھ آپ کے ساتھیوں نے پیا۔ پھر اُن کے آخر میں آپؐ نے پیا۔ پھر دوبارہ دُودھ دوہا یہاں تک کہ برتن بھر گئے۔ پھر باقی دُودھ اُس کے پاس چھوڑ دیا۔ پھر اُس سے بیعت لی اور روانہ ہو گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد اُمِ معبد کا شوہر ابُو معبد آیا اور اُس نے بھرے ہُوئے برتن دیکھے۔

ابُو معبد نے دُودھ کو حیرت سے دیکھتے ہُوئے کہا! اے اُمِ معبد یہ تجھے کہاں سے ملا جبکہ بکری لاغر اور بھنڈر ہے اور گھر میں دُودھ نہیں تھا؟

اُمِ معبد نے کہا! نہیں خُدا کی قسم! مگر ہمارے ہاں ایسے اور ایسے حال میں ایک برکت والا شخص آیا تھا۔ یہ سب اُسی کی وجہ سے ہے۔

ابُو معبد نے کہا! اے اُمِ معبد! مجھے اُن کے اوصاف بتائیں۔

اُمِ معبد نے کہا! وہ شخص حسن و جمال والے، چمکتی پیشانی والے، حسنِ اخلاق والے، نہ بڑے پیٹ والے، نہ چھوٹے سر والے۔

خُوبصورت اور تقسیم فرمانے والے، سیاہ آنکھوں اور قوسین ابرؤں والے، نرم آواز اور پتلی گردن والے، گھنی ڈاڑھی مُبارک والے، وجیہہ و جمیل۔ جب خاموش ہوتے تو پُر وقار ہوتے۔ کشادہ پیشانی والے، سب لوگوں سے زیادہ حُسن و جمال والے، دُور سے درخشندہ، قریب سے حسین تر اور حلاوت والے، شیریں گفتار، نہ سخت مزاج نہ تیوری چڑھانے والے۔ اُن کی گفتگو ایسے ہے جیسے موتیوں کی لڑی، قد نہ لمبا نہ چھوٹا بلکہ درمیانہ، آپ کے رُخِ انور پر ملائمت تر و تازگی اور نرمی تھی۔ آپ اپنے ساتھیوں میں قدر و منزلت والے تھے۔ آپ بات کرتے تو آپ کے ساتھی خاموش رہتے۔ آپ جو حُکم کرتے اُس کی فوراً تعمیل کرتے۔ آپ شگفتہ رُو تھے۔ آپ کے چہرے پر کرختگی کے آثار نہ تھے۔

ابُو معبد نے کہا! خُدا کی قسم! یہ قریشِ مکہ میں سے وُہی شخص ہیں جن کے امر کا ذکر ہمارے پاس ہوتا ہے۔ اگر میں اُن کی طرف راستہ پاؤں تو اُن کی صحبت کا شرف حاصل کروں۔

غیبی آواز

صُبح کو اہلِ مکہ نے مکہ مُعظمہ میں بلند آواز سے کسی کو یہ کہتے ہُوئے سُنا۔ مگر اُسے دیکھ نہ سکے۔

جزی اللہُ ربُّ النّاسِ خیرَ جزائہٖ — رَفِیقَیْنِ حلّا خیمتَی اُمِّ مَعْبَدِ

ہُما نزلاہا بالہُدیٰ فاہتدیا بہٖ — فَقَدْ فازَ مَنْ اَمْسیٰ رفیقَ مُحمّدِ

فیا لَقُصَیٍّ ما زوی اللہُ عنکُمُ — بہٖ مِنْ فعالٍ اَدفعا بہٖ وَسُؤدَدِ

لِیَہْنَ بنُو کعبٍ مکانُ فتاتِہِمْ — ومقعدُہا للمؤمنینَ بِمَرْصَدِ

سَلُوا اُختکُم عن شاتِہا وَاِنائِہا — فَاِنّکُم اِن تسألوا الشاۃَ تَشْہَدِ

دَعاہا بِشاۃٍ حائِلٍ فَتَحَلَّبَتْ — علیہا صریحًا ضَرَّۃُ الشّاۃِ مُزْبِدِ

فَغادَرَہا رَہْنًا لدیہا لِحالِبٍ — یُرَدِّدُہا فی مَصْدَرٍ ثُمَّ مَوْرِدِ

لوگوں کا پروردگار اللہ تعالیٰ اُسے جزائے خیر عطا فرماتے۔ اُمِ معبد کے خیمہ میں دونوں اچھے ساتھی تشریف فرما ہیں۔

دونوں نے ہدایت کے ساتھ نزولِ اجلال فرمایا تو ہدایت ہوئی، پس محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا جو بھی ساتھی بنا فائز المرام ہُوا۔

اے آلِ قصیٰ! تم میں سے اللہ تعالیٰ نے اُنہیں سرداری اور افتخار کے ساتھ چُن لیا ہے۔

مشرکین بنُو کعب کے مکانوں کے پیچھے آتے اور مومنوں کی گھات میں بیٹھ گئے

تم اپنی بہن اُم معبد سے اس کی بکری اور اس کے برتنوں کے بارے میں
پوچھو۔ اور اگر تم پوچھو گے تو بکری گواہی دے گی۔
پس بکری کو بلایا گیا تو اس کے دودھ سے بھرے ہوئے تھنوں پر تھیلی
چڑھائی۔ اس سے پہلے اس کا دودھ دوہ لیا تھا۔

اہلِ مدینہ کا انتظار

عبدالرحمٰن بن عویمر بن ساعدہ سے روایت ہے کہ مجھ سے میرے قبیلہ کے
لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ سے حدیث بیان کی جب ہم
نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ میں تشریف آوری
کا سنا تو ہم آپ کے استقبال کیلئے نکل آتے اور صبح کی نماز سے ظہر کی گرمی تک
آپ کا انتظار کرتے رہے۔ خدا کی قسم! ہم اپنی جگہ سے نہیں ہٹے یہاں تک کہ
سورج ہمارے سائے کی جگہ پر غالب آگیا۔ جب ہم نے سایہ نہ پایا تو گھروں میں داخل
ہو گئے۔ یہ گرمی کے دن تھے جب حضورِ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف
آوری ہوئی۔ اس روز ہم اسی طرح بیٹھے ہوئے تھے، جس طرح ہر روز
بیٹھ کر انتظار کرتے تھے۔ جب سایہ باقی نہ رہا تو ہم اپنے گھروں میں داخل
ہو گئے۔ پس جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قدوم میمنت لزوم فرمایا
تو ہم اس وقت گھروں میں تھے۔ چنانچہ سب سے پہلے آپ کو ایک یہودی نے دیکھا
جو ہمیں آپ کا انتظار کرتے دیکھا کرتا تھا۔ اس نے بلند آواز سے چیخ کر کہا
اے بنی قیلہ یہ تمہارے جد تشریف لے آتے۔ پس ہم رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی طرف نکلے تو آپ کھجور کے سایہ میں تشریف فرما تھے۔ اور
حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے ساتھ تھے۔

چونکہ ہم میں سے بہت سے لوگوں نے آپ کو پہلے نہیں دیکھا تھا اور نہ لوگ
حضرت ابوبکر صدیق کو جانتے تھے۔ یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے
درخت کا سایہ ہٹ گیا اور حضرت ابوبکر نے آپ پر اپنی چادر کا سایہ کر دیا تو ہم
نے آپ کو اس طرح سے پہچان لیا۔
اس روایت کی تخریج ابن اسحاق نے اس سیاق کے ساتھ کی اور
بخاری نے بالمعنیٰ روایت بیان کی۔

میرے رہبر ہیں

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضورِ رسالتمآب
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے تو حضرت ابوبکر بوڑھے اور رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم جوان معلوم ہوتے تھے۔ پس ایک شخص نے حضرت ابوبکر سے ملاقات
کی اور ان سے پوچھا آپ کے سامنے یہ کون ہیں؟
حضرت ابوبکر نے فرمایا! یہ مجھے راستہ بتلاتے ہیں۔ حساب لگانے
والے نے حساب لگایا کہ آپ انہیں راستہ دکھاتے ہیں۔ اور بے شک آپ خیر کا راستہ
دکھاتے ہیں۔ حضرت ابوبکر اس کی طرف متوجہ ہوئے تو وہ گھوڑے پر سوار تھا۔ حضرت
ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضورِ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آملے۔
اور عرض کی یا رسول اللہ! یہ سوار ہم تک آپہنچا ہے؟
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا! الٰہی اسے
پٹخ دے تو گھوڑے نے اسے پٹخ دیا۔ پھر اس نے کھڑے ہو کر کہا! اے اللہ کے
نبی جو آپ چاہتے ہیں حکم کریں پس آپ نے فرمایا! اپنے مقام پر ٹھہر جا۔ ہمارے
ساتھ ملنے والے کسی کو نہ چھوڑ۔

بعض روایات میں آتا ہے کہ حضرت ابوبکر آپ کے پیچھے سوار تھے۔ اور آپ اس راستے کو جانتے تھے۔ پس حضرت ابوبکر کو جاننے والا ایک شخص ملا تو اس نے کہا! اے ابوبکر تیرے سامنے یہ کون نوجوان ہے؟

حضرت ابوبکر نے کہا! یہ مجھے راستہ دکھاتے ہیں یہ حدیث صحیح ہے اور اکثر روایات میں ہے کہ حضرت ابوبکر حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے سوار تھے۔ اور بعض روایات میں ہے کہ لوگوں نے کہا! اے ابوبکر یہ کون ہیں؟ جن کی تو اس قدر تعظیم کرتا ہے۔ تو انہوں نے کہا، یہ مجھے راستہ دکھاتے ہیں۔ اور یہ مجھ سے راستہ کو زیادہ جاننے والے ہیں۔

ردیف کون بنا؟

روایت میں ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق کے پیچھے اُن کے مولیٰ عامر بن فہیرہ بیٹھے تھے۔ کیونکہ وہ اُن کے خادم تھے۔ چنانچہ راستہ بتانے والے سمیت یہ کُل چار اشخاص تھے۔ ان دونوں روایات کے درمیان تضاد نہیں جبکہ حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے حضرت ابوبکر صدیق بیٹھے ہوں۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اُن کے پیچھے بیٹھے ہوں۔ البتہ بعض طرق میں اتفاقاً تعارض موجود ہے۔

ایسا منظر کبھی نہیں دیکھا

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں! میں لڑکوں کے ہمراہ آپ کو دیکھنے کی کوشش کر رہا تھا، مگر آپ مجھے نظر نہ آئے جبکہ لڑکوں نے کہا کہ آپ تشریف لے آئے ہیں۔ آپ کے ہمراہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

تھے۔ اور آپ مدینہ منورہ کے ایک غیر آباد مقام پر پوشیدہ تھے۔ پھر آپ نے اہلِ بادیہ سے ایک شخص کو انصار کے پاس بھیجا تو تقریباً پانچ سو انصار آپ کے استقبال کو نکل آئے۔ جب اُن کی ملاقات آپ سے ہوئی تو انہوں نے کہا! اے دو امان دینے والو اور اطاعت کرنے والو، تشریف لے آئیں۔

حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اُن کے درمیان تشریف لے آئے تو اہلِ مدینہ گھروں سے نکل آئے۔ یہاں تک کہ اُن کی عورتیں گھروں کی چھتوں پر چڑھ کر کہنے لگیں، یہ کون ہیں؟ یہ کون ہیں؟

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، میں نے حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدینہ منورہ میں تشریف آوری کا منظر دیکھا ہے۔ اور آپ کے یوم وصال کا منظر دیکھا ہے۔ ان دو دنوں جیسا منظر کبھی دیکھنے میں نہیں آیا۔ (اخرجہ فی فضائلہ)

ایک روایت میں ہے کہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ساتھیوں سمیت مقامِ حرہ پر نزولِ اجلال فرمایا اور لوگوں کو انصار کے پاس بھیجا چنانچہ انصار نے حاضرِ خدمت ہو کر کہا! اے دو امن دینے والو اور اطاعت کرانے والو۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے کوئی دن ایسا ضوبار منور اور حسین تر نہیں دیکھا جیسا وہ دن تھا جب حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے تھے۔ اور نہ ہی میں نے آپ کے وصال کے دن جیسا بے نور اور غیر حسین دن دیکھا ہے۔ (بخاری، مسلم)

تیرے ساتھ تیر چلائیں گے

بریدہ بن خصیب اسلمی سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مدینہ منورہ میں نزولِ اجلال

اہلِ مدینہ دن کے پہلے پہر اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرف گئے اور دن کے آخری پہر تک آپ کے منتظر رہے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حرہ کی جانب نزولِ اجلال فرمایا! پھر آپ نے انصار کو پیغام بھیجا تو انہوں نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر دونوں پر سلام پڑھا اور کہا آمنین مطاعین سوار ہو جائیں۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ سوار ہو گئے اور ان کے علاوہ باقی لوگ مسلح ہو کر پیدل چل رہے تھے۔

کہا کہ حضور نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آسانی سے مدینہ منورہ میں پہنچ گئے۔ یہاں تک کہ حضرت ابوایوب انصاری کے گھر پر نزولِ اجلال فرما کر آپ نے پوچھا! یہ کس کے گھر ہیں؟

حضرت ابوایوبؓ نے عرض کی، یا نبی اللہ، یہ میرا گھر ہے اور یہ میرا دروازہ ہے۔

اس روایت کی تخریج بخاری نے کی۔

تشریح

اس حدیث کے بعض طرق میں آیا ہے کہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حضرت ابوبکرؓ کے پیچھے سوار تھے۔ جب انہیں قریش کے سردار ملے تو انہوں نے کہا اے ابوبکر! تیرے ساتھ یہ کون آدمی ہے؟

حضرت ابوبکر نے کہا! یہ شخص مجھے راستہ دکھاتا ہے۔

اس کی تخریج حلوانی نے صحیح کی شرط پر کی ہے۔

ہجرت کر کے تشریف لائے تو راستے میں آپ کی سواروں سے ملاقات ہوئی۔ آپ نے فرمایا! اے ابوبکرؓ پوچھیں یہ کس قبیلے کے لوگ ہیں؟ ان سے پوچھ تو انہوں نے کہا! بنی سہم سے۔ آپؐ نے فرمایا! اے ابوبکر یہ تیرے ساتھ تیر چلائیں گے۔

پہلے کہاں قیام فرمایا

حضرت عروہ بن زبیرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تشریف لائے تو مسلمانوں سے حرہ کے پیچھے ملاقات کی۔ پھر ان کے ساتھ دائیں طرف چلے۔ یہاں تک کہ آپؐ نے بنی عامر بن عوف کے ہاں نزولِ اجلال فرمایا۔ اور یہ ماہ ربیع الاول اور پیر کا دن تھا۔ پس حضرت ابوبکر صدیقؓ لوگوں سے بات کرنے کیلئے کھڑے ہوئے اور حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم خاموشی سے بیٹھ گئے۔

بعد ازاں انصار آنا شروع ہو گئے اور انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو نہیں دیکھا تھا وہ حضرت ابوبکر کے پاس رہے۔ چنانچہ جب سورج سر پر آ پہنچا تو حضرت ابوبکرؓ نے آکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر اپنی چادر کا سایہ کیا تو لوگوں نے آپؐ کو اس طرح پہچان لیا۔ (بخاری)

مدینہ منورہ کے بچوں کا ترانہ

ابی الفضل بن حباب جمحی کہتے ہیں! میں نے ابنِ عائشہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ اس کے باپ نے کہا جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو بچے، عورتیں اور لڑکیاں یہ کہتے تھے۔

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا　　مِنْ ثَنِيَّاتِ الْوَدَاعِ

وَجَبَ الشُّکْرُ عَلَیْنَا   مَا دَعَا لِلّٰہِ دَاعٍ

ہم پر وداع کی گھاٹیوں سے چودھویں کا چاند طلوع ہُوا
جو اللہ کی طرف بُلانے والے ہیں۔ ہم پر شکر واجب ہے۔

ابنِ اسحاق کی روایتِ قیام

ابنِ اسحاق نے کہا! حضُور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم عمرو بن عوف کے بھائی کلثوم بن ھدم کے ہاں اُترے۔ دُوسروں نے کہا! بلکہ آپ نے سعد بن خثیمہ کے ہاں نزولِ اجلال فرمایا۔ کیونکہ وُہ مُجرّد تھے اور اُن کا گھر نہیں تھا۔ اور حضرت ابُوبکر بنی حارث بن خزرج کے بھائی حبیب بن اساف کے ہاں اُترے اور کہتے ہیں! بنی حارث بن خزرج کے بھائی خارجہ بن زید کے ہاں اُترے تھے۔ پس رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے پیر، منگل، بدھ اور جمعرات کو بنی عمرو بن عوف کے ہاں قیام فرمایا۔ پھر اُن سے جمعۃ المبارک کے دن وِداع ہوتے تو بنی سالم بن عوف میں [illegible] ہوتے دیکھا۔ پس آپؐ نے بطنِ وادی کی مسجد میں نماز پڑھی۔ تو یہ پہلا جمعۃ المبارک تھا جو آپؐ نے مدینہ منوّرہ میں ادا فرمایا۔

پھر رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مُسلسل قبائلِ انصار میں [illegible] بعد دُوسرے کے پاس تشریف لے جاتے رہے اور [illegible] ہے۔ چنانچہ آپ جس قبیلہ کے پاس سے گذرتے وُہ لوگ [illegible] ہو جاتے اور کہتے یا رسُول اللہ ہمارے پاس قیام فرمائیں۔ ہمار[illegible] تعداد ہے ہم آپؐ کی حفاظت کریں گے۔ [illegible] اونٹنی کا راستہ خالی کر دو۔ بیشک یہ اللہ کی طرف سے [illegible]۔ جب آپؐ بنی مالک بن نجار کے گھر والوں کے [illegible] آئے

تو اُس جگہ پر جہاں آپ کی مسجد کا دروازہ ہے، ٹھہر گئے۔ اور اُس جگہ اُن دنوں دو یتیم لڑکوں کی کھجوریں تھیں جو بنی مالک سے تھے۔

جب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ناقہ مُبارکہ بیٹھ گئی تو آپ اُس سے نہ اُترے۔ وُہ تھوڑا عرصہ بیٹھ کر اُٹھی اور رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اُس کی مہار کو چھوڑ دیا تو اُس نے آگے جا کر پیچھے کی طرف توجہ دی اور پھر وہیں پر آ گئی جہاں پہلے بیٹھی تھی۔ اور وہاں پر بیٹھ گئی۔ پھر اُس نے حرکت کی اور اپنے حلق سے آواز نکالی تو رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اُس سے اُتر آئے اور ابُو ایوب انصاری نے کجاوہ اُٹھایا اور آپؐ کو اپنے گھر لے آئے پھر مربد سے پُوچھا اور اُس کے مکان کو مسجد بنایا۔

اور یہ سیاق ابنِ اسحاق کی روایت کا ہے۔ بخاری کے نزدیک یہ روایت تغیرِ لفظی اور الفاظ کی تاخیر و تقدیم سے ہے۔

فصل

نویں

حضرت ابُوبکر صدّیق کے خصائص کے بیان میں

آپ کے خصائص متعدد ابواب اور شیخین کے باب میں پہلے بیان ہو چکے ہیں۔ اور اِس سے پہلے بیان ہُوا کہ پہلے اسلام قبُول کرنے میں اختلاف ہے۔ تاہم آپ نے سب سے پہلے اپنا اِسلام ظاہر کیا۔ اور جب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اُن پر اسلام پیش کیا تو اُنہوں نے بلا تاخیر و تردد قبول کر لیا۔ یہ آپ کے اسلام کی فصل میں بیان ہو چکا ہے۔ اُن کی صدیقیت کے اختصاص کے بارے میں اُن کے نام کی فصل میں بیان ہو چُکا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی طرف بلانے والے آپ سب سے پہلے خطیب ہیں۔ اس کا بیان
اُن کی والدہ کے اسلام لانے کی فصل میں گذر چکا ہے۔ اور بیشک حضور رسالتمآب
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد اُن کی قبر شق ہوگی۔
شیخین کے مناقب میں پہلے بیان ہُوا کہ سوائے حضرت اُبوبکر کے مہاجرین
میں سے کسی کے والدین اسلام پہ جمع نہیں ہوتے۔ اس سے پہلے حضور رسالتمآب
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہجرت میں خاص صحبت اور آپ کی خدمت کرنے
کے بیان میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی حدیث باب ہجرت میں گذر چکی ہے۔
عشرہ مبشرہ کے علاوہ باب میں اور اصحابِ ثلاثہ کے باب میں اُن کا حضور
علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تمام اُمت سے وزن میں راجح ہونا بیان ہو چکا ہے۔ اور
اُن سے نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کبھی بُرائی نہیں پہنچی۔
یہ امر عشرہ کے علاوہ باب میں بیان ہُوا۔

حضرت علیؑ اور حضرت اُبوبکرؓ کی محبّت ،خصوصیت

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور رسالتمآب
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصالِ پاک کے چھ دِن بعد حضرت اُبوبکر اور حضرت علی
رضی اللہ تعالیٰ عنہما آپ کی زیارت کیلئے حاضر ہوتے تو حضرت علی نے حضرت
اُبوبکر کو فرمایا! اے خلیفۂ رسُول آپ سبقت فرمائیں۔
حضرت اُبوبکر نے فرمایا! میں اُس شخص سے کیسے آگے بڑھوں جس کے
بارے میں مَیں نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ
علی مجھے ایسے ہے جیسے مَیں اپنے رب کیلئے ہوں۔
حضرت علی نے فرمایا! مَیں اُس شخص پر سبقت نہیں کروں گا جس کے

بارے میں رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ تم میں سے
سوائے اُبوبکر کے کوئی ایسا نہیں جس نے مجھے نہ جھٹلایا ہو۔ اور تم میں سے کوئی ایسا نہیں
جس کے دروازے پر سوائے اُبوبکر کے دروازہ کے اندھیرا نہ ہو۔
حضرت اُبوبکر نے فرمایا! کیا آپ نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ
فرمان سُنا ہے؟
حضرت علی نے فرمایا! ھاں
پس حضرت اُبوبکرؓ نے حضرت علی کا ہاتھ پکڑا اور دونوں اکٹھے داخل ہوئے۔
اس کی تخریج ابنِ سمان نے موافق میں کی اور شاید دروازہ اُن کا دِل ہو۔
اور اللہ ہی اِس کو جانتا ہے۔

حضرت اُبوبکرؓ سے حضورؐ کی موانست -خصوصیت..

حضرت ربیعہ اسلمی سے روایت ہے کہ میرے اور حضرت اُبوبکرؓ کے درمیان
تلخ کلامی ہوگئی تو حضرت اُبوبکر نے مجھے ناپسندیدہ کلمہ کہا۔ اور پھر اُس پر نادم ہو
کر کہا! اے ربیعہ! مجھے ایسا ہی کلمہ کہہ دے تاکہ قصاص ہو جائے؟ مَیں نے کہا!
مَیں ایسا نہیں کروں گا۔
حضرت اُبوبکر نے کہا! کہتے ہو یا مَیں تمہیں رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے پاس لے جاؤں؟
مَیں نے کہا! مَیں ایسا نہیں کروں گا۔
حضرت اُبوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے کہا! مَیں تجھے گھسیٹ کر لے جاؤں گا۔
پھر وُہ اُنہیں گھسیٹ کر حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لیجانے
لگے تو مسلمانوں نے جمع ہو کر کہا! اُبوبکر پر اللہ رحم کرے۔ آپ کے درمیان

کس چیز کا نزاع ہے؟

حضرت ربیعہ فرماتے ہیں، میں نے کہا! کیا تم انہیں دیکھ رہے ہو؟ یہ ابوبکر ہیں۔ یہ "ثانی اثنین اذ ہما فی الغار ہیں" تم اس طرف توجہ نہ دو، اور جو تم دیکھتے ہو اس پر میری مدد نہ کرو۔ اگر یہ ناراض ہو گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے تو ان کی ناراضگی سے ناراض ہونگے۔ اور ان دونوں کی ناراضگی سے اللہ عزوجل ناراض ہو جائے گا تو ربیعہ ہلاک ہو جائیگا۔

لوگوں نے کہا! ہمیں کیا حکم ہے! ربیعہ نے کہا! واپس جاؤ۔

پھر حضرت ابوبکر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور میں اکیلا ہی ان کے پیچھے چلا آیا، تو انہوں نے حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں یہ واقعہ عرض کیا، آپ نے میری طرف سر اٹھا کر فرمایا! اے ربیعہ! تمہارے اور صدیق کے مابین کیا بات ہے؟

میں نے کہا! یا رسول اللہ ایسے اور ایسے ہوا تھا۔ انہوں نے مجھے ناپسندیدہ بات کہی اور مجھے فرماتے ہیں کہ میں انہیں بدلہ میں ایسی ہی بات کہوں مگر میں نے انکار کر دیا ہے۔

حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! تم انہیں یہ بات نہ کہو، بلکہ کہو اے ابابکر اللہ تعالیٰ آپ کی مغفرت فرمائے۔ پس میں نے کہا اللہ تعالیٰ ابوبکر کی مغفرت فرمائے۔

حضرت حسن فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر روتے ہوئے واپس تشریف لے گئے۔

بلکہ ابوبکر ساتھ ہوتے

حضرت قاسم بن حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ایک

شخص نے مجلس میں کہا! جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما ہوتے تو صرف حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم ہی ان کے ساتھ ہوتے۔

قاسم نے کہا! اے برادر قسم نہ کھائیں بلکہ ٹھہر جائیں اور یہ کہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا ہے۔

"ثانی اثنین اذ ہما فی الغار"

اس روایت کی تخریج ابوعمر نے کی۔

پہلے طریقہ والے

خصوصیت۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! آج کا دن رہان یعنی ضمانت کا ہے اور کل کا دن سباق ہے یعنی سبقت والا ہے اور غرض جنت ہے۔ جو آگ میں داخل ہوا اس کیلئے ہلاکت ہے۔ میں اول ہوں، ابوبکر نمازی ہیں، عمر تلاوت کرنیوالے ہیں۔ اور لوگ پہلے طریقہ پر بعد میں ہیں پس اول اول ہے۔

اس روایت کی تخریج مہتدی باللہ نے اپنے مشائخ کے تذکرہ میں کی۔ اور پہلے شیخین کے باب میں بیان ہوئی۔

اگر خلیل بناتا تو ابوبکر کو بناتا

خصوصیت۔

حضرت جندبؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال پاک کے پانچ دن پہلے آپ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میں اللہ عزوجل کی طرف اس سے بری ہوں جو تم میں سے مجھے خلیل بنائے۔ بیشک اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنا خلیل بنایا ہے۔ جس طرح حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو

اپنا خلیل بنایا۔ پس اگر میں اپنی اُمت سے کسی کو خلیل بناتا تو ابُوبکر کو اپنا خلیل بناتا۔

(مفردات مُسلم)

میرا خلیل ابُوبکر ہے — خصوصیت

ابی امامہ رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ سے روایت ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! بیشک اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنا خلیل بنایا۔ جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنا خلیل بنایا۔ اور بیشک کوئی ایسا نبی نہیں جس کی اُمت سے اُس کا خلیل نہ ہو یقیناً میرا خلیل ابُوبکر ہے۔

واحدی نے اپنی تفسیر بسیط میں اِس کی تخریج کی۔

ابُوبکر میرا ساتھی ہے — "خصُوصیت"

حضرت ابنِ مسعُود رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضوُر رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! اگر میں کسی کو خلیل بناتا تو ابُوبکر کو اپنا خلیل بناتا۔ ولیکن ابُوبکر میرا بھائی اور میرا دوست ہے۔ اور بیشک اللہ تعالےٰ نے تمہارے صاحبؐ کو اپنا دوست بنایا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! اگر میں کسی کو اپنا خلیل بناتا تو ابُوبکر کو بناتا۔ ولیکن ابُوبکر میرا بھائی اور میرا ساتھی ہے۔ "بخاری"

اور روایت میں ہے اگر میں اپنی اُمت سے کسی کو خلیل بناتا تو ابُوبکر کو بناتا لیکن اِسلام کی اخوت افضل ہے۔ "بخاری"

حدیث "اَمَنَّ النَّاسِ عَلَیَّ اَبُوبَکر" کے ضمن میں اِس کا مزید بیان آئے گا اور اس کی تخریج ابی بن کعب کی حدیث میں حافظ ابوالحسن علی بن عمر حربی السکری

نے کی ہے۔ اور اِس میں یہ لفظ زیادہ ہیں کہ ابی بن کعب نے کہا تمہارے نبی کے ساتھ میرا لوگوں سے یہ بات کرنے کا عہد ہے کہ حضوُر رسالتمآبؐ نے اپنے وصالِ پاک سے پانچ یوم قبل فرمایا! کوئی نبی ایسا نہیں جس کی اُمت میں اُس کا خلیل نہ ہوا ور میری اُمت سے میرا خلیل ابُوبکر بن ابی قحافہ ہے۔ اور آپؐ نے یہ بات اپنے ہاتھ مُبارک کو ہلاتے ہوئے فرمائی۔ اور فرمایا! خبردار اللہ تبارک وتعالےٰ نے مجھے اپنا خلیل بنایا ہے۔ جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنا خلیل بنایا تھا۔

یہ حدیثیں خلت کی نفی کرتی ہیں - احادیثِ خلّت کی نفی کرنیوالی احادیث زیادہ صحیح اور دُرست ہیں۔ اور اگر یہ روایت دُرست ہو تو حضرت ابُوبکر کے ساتھ آپ کے اشتیاقِ خلت کی بنا پر اللہ تعالےٰ نے مخلوق کی خلت سے بریت نہ کرنے کی اجازت عطا فرمائی ہوگی۔ اگر آپ کے خلیل بنانے میں اللہ تعالےٰ کی خلت اُن کے ہاں ہونے کی رعایت ہے اُن کی طرف ابُوبکر کی شان کی عظمت کیلئے ہوگا۔ اور یہ اللہ عزوجل کی خلت سے پھرنا نہیں بلکہ دو خلتیں ثابت ہوتی ہیں۔ جیسا کہ اس ضمن میں ایک حدیث حضوُر محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے شرف کیلئے ہے اور دُوسری حضرت ابُوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے شرف کیلئے ہے۔

حضرت ابُوبکر کا دروازہ مسجد میں کھُلا رہیگا — خصوصیت

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا فرماتی ہیں! رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مسجد کے راستوں میں کھُلنے والے دروازے بند کرا دیئے سوائے حضرت ابُوبکر کے۔

اِس روایت کی تخریج ترمذی نے کی اور ابن اسحاق نے اسے نقل کرتے ہوئے اِس کے آخر میں یہ زیادہ کیا کہ بیشک میں ایسے شخص کو جانتا ہوں جو اُس سے صحابیت

میں افضل ہو۔

حضرت جبیرؓ سے روایت ہے کہ یہ وہ دروازے تھے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مسجد میں کھلتے تھے۔ تو آپ نے اس کے ساتھ حکم دیا کہ سوائے ابوبکر کے سب کے دروازے بند کر دیئے جائیں۔ صحابہؓ نے کہا! آپؐ نے اپنے خلیل کے علاوہ ہمارے دروازے بند کروا دیئے ہیں۔

آپ کو یہ بات پہنچی تو آپؐ نے اُن میں کھڑے ہو کر فرمایا! کیا تم کہتے ہو کہ میں نے تمہارے دروازے بند کروا دیئے ہیں اور اپنے خلیل کا دروازہ چھوڑ دیا ہے اگر تم میں سے میرا کوئی خلیل ہوتا تو وہی میرا خلیل ہوتا۔ ولیکن میرا خلیل اللہ تعالیٰ ہے۔ کیا تم میرے لئے میرے ساتھی کو چھوڑتے نہیں دیتے؟ بیشک وہ اپنے مال وجان سے میرا مونس ہے اور اُس نے میری تصدیق کی اور تم میری تکذیب کرتے تھے۔

اس روایت کی تخریج صاحبِ فضائل نے کی۔ اور یہ مرسل روایت ہے۔ اس کے بعد اس کا ذکر آئے گا۔

دروازہ نہیں، دریچہ خصوصیت۔

۱ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! لوگوں میں سے ابوبکر کا اس کی صحبت اور اُس کے مال کے سلسلہ میں مجھ پر احسان باقی ہے۔ اور اگر میں کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکر کو خلیل بناتا۔ ولیکن اُخوتِ اسلام ہے اور سوائے ابوبکر کی کھڑکی کے کسی کی کھڑکی مسجد میں باقی نہ رہے۔

(مسند احمد، ترمذی، ابوحاتم"

۲ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے مرضِ وصال میں سر مبارک پر پٹی باندھی اور منبر پر بیٹھ

کر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کرنے کے بعد فرمایا!

"لوگوں میں سے مجھ پر سوائے ابن ابی قحافہ کے جان و مال سے کسی کا احسان نہیں۔ اور اگر میں لوگوں میں سے کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکر کو بناتا۔ لیکن خلتِ اسلام ہے۔ میں نے مسجد میں کھلنے والیاں سب کھڑکیاں سوائے ابوبکر کی کھڑکی کے بند کر دی ہیں۔

"مسند احمد، بخاری، ابوحاتم"

تشریح

ابوحاتم کے الفاظ ہیں کہ سوائے حضرت ابوبکر کے سب کی کھڑکیاں بند کر دینا اس امر پر دلیل ہے کہ تمام لوگوں کو سوائے حضرت ابوبکر کے خلافت سے روک دیا گیا ہے۔

میں کہتا ہوں اُس کا یہ ایک قول دلالت میں قائم نہیں ہوتا۔ اور قرائنِ حال کو ضم کرنے سے یقیناً یہ مراد حاصل ہوتی ہے۔ اور یہ آپ کا حالتِ مرض میں منبر پر تشریف لانا اور لوگوں کو حضرت ابوبکر کے حق میں اُن کی تعریف کیلئے متوجہ کرنا اور خلت کے تذکرہ میں اُن کی فضیلت بیان کرنا ایک اطلاع ہے کہ بیشک ابوبکر میرے بعد میرے خلیفہ ہیں۔ اور یہ قول ایسے ہے جیسے انہیں وصیت فرمائی گئی ہو کیونکہ آپ کے وصالِ پاک کا وقت قریب تھا، اس لئے صحابہ کرامؓ نے آپ کے قال اور حال کو سمجھ لیا تھا۔

۳ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حجۃ الوداع سے مراجعت پر منبر شریف پر بیٹھ کر فرمایا!

"اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے کو اختیار دیا ہے کہ وہ دنیا اور جو اس میں پھولوں اور عشرت سے ہے ان میں سے جو چاہے پسند فرمائے اور ہمیشہ اس پر رہے

یا اس کے نزدیک جو جنت ہے اُسے اختیار فرماتے۔ پس اُس نے جو اللہ کے پاس اور جنت میں ہے اُسے پسند کر لیا۔

یہ سُنکر حضرت ابُوبکر رونے لگے اور عرض کی یارسُولُ اللہ! ہماری مائیں اور ہمارے باپ آپ پر قربان۔ چنانچہ دُنیا کی بجائے جنت کو اختیار کرنے والے خود رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی تھے۔ ولیکن ہم نہ جان سکے۔ اور حضرت ابُوبکر اُمور کو ہم سے زیادہ جانتے تھے۔

صحابہ رض سے دلیلِ خلافت

رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! مجھ پر کسی کی صحبت اور مال کا احسان نہیں، مگر ابُوبکر کے مال اور صحبت کا احسان باقی ہے۔ اور اگر مَیں کسی کو خلیل بناتا۔ تو ابُوبکر کو بناتا۔ مگر اِن سے اسلامی اخوّت ہے۔

پھر فرمایا! سوائے ابُوبکر کے کسی کی کھڑکی مسجد میں باقی نہ رہے۔ پس ہم نے جان لیا کہ آپ ہی رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلیفہ ہیں۔

اِس روایت کی تخریج حافظ ابو قاسم دمشقی نے کی اور کہا اِس کا متن درست ہے اور اسناد غریب ہیں۔

مَیں اللہ کا خلیل ہُوں

حضرت ابی المعلی زید بن لوذان انصاری سے روایت ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! لوگوں میں ابُوبکر کا مجھ پر احسان ہے۔

ایسے ہی حدیث ابُوسعید کا سیاق ہے اور اِس قول کے بعد فرمایا! اگر کسی کو خلیل بناتا تو ابی بکر کو بناتا۔ ولیکن دو یا تین مرتبہ فرمایا! دوستی اور اخوت ایمان ہے۔

اور تمہارے صاحبؐ اللہ تعالے کے خلیل ہیں۔

اِس روایت کی تخریج ترمذی اور حافظ دمشقی نے کی اور کہا کہ اس کا متن درست اور اسناد اچھی ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! مجھ پر لوگوں میں سے ذات، جان اور ہاتھ سے ابُوبکر کا احسان ہے۔ اگر میں کسی کو خلیل بناتا تو اُسے بناتا۔ مگر اُس سے اخوتِ اسلام ہے۔ اور قبلہ میں سوائے حضرت ابُوبکر کے سب کے دریچے بند کروا دیئے۔

اِس روایت کی تخریج اُن کے دلائل میں کی کہ بند کئے گئے دریچوں میں دلیل منطوقہ ہے۔ "قبلہ میں" کا مفہوم یہ ہے کہ قبلہ رُخ ہونے کے علاوہ جو دریچے مسجد میں تھے وُہ بند نہیں کروائے تھے۔

ابُوبکر کا احسان باقی ہے

۱ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! میرے نزدیک تم میں سے کوئی بھی ابُوبکر سے اعظم نہیں۔ اُس نے جان و مال سے میری مدد کی اور اپنی بیٹی کو میری زوجیت میں دیا۔

"خرجہ فی فضائلہ"

۲ حضرت سہل سے روایت ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! لوگوں میں اپنی صحبت، ذات اور اپنے مال سے ابُوبکر کا مجھ پر احسان ہے۔ پس میری اُمت پر اُس کی محبت، اُس کا شکر اور اُس کی حفاظت یعنی اُن سے کفِ لسان فرض ہے۔

اِس روایت کو خطیب نے تاریخ بغداد میں اور صاحبِ فضائل نے نقل کیا۔

"خصوصیت" حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ، سے روایت ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا، مجھے کسی کے مال نے کوئی فائدہ نہیں دیا مگر ابُوبکر کے مال نے فائدہ دیا ہے۔

حضرت ابُوبکر رضی اللہ تعالےٰ عنہ، نے روتے ہوئے کہا، یا رسُول اللہ! میرا مال آپ ہی کا مال ہے۔

اِس روایت کی تخریج احمد بن حنبل، ابُوحاتم، ابنِ ماجہ اور حافظ دمشقی نے موافقات میں کی۔

۴ حضرت مسیب سے روایت ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا، مسلمانوں میں سے کسی شخص کے مال نے مجھے ابُوبکر کے مال سے زیادہ نفع نہیں دیا۔

وُہ بھی غنی یہ بھی غنی "خصوصیت"

شعبی سے روایت ہے کہ حضرت ابُوبکر صدیق نے حضرت علی ابنِ ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم کی طرف دیکھتے ہوئے فرمایا! جو لوگوں میں اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سب سے زیادہ قریبی اور اُن میں سے سب سے بڑے غنی اور اُن میں سب سے زیادہ منزلت والے کو دیکھنا چاہے تو علی ابنِ ابی طالب کی طرف دیکھے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا! اُنہوں نے شاید لوگوں پر شفقت کی وجہ سے فرمایا ہے۔ اور بیشک وُہ غار میں رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھی اور لوگوں میں اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے اپنے ہاتھ اور ذات میں سب سے بڑے غنی ہیں۔ (خرجہ ابن السمان)

اللہ کا رسُول کافی ہے "خصوصیت"

حضرت ابُو ہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

نے فرمایا! ہمارے نزدیک کسی کیلئے ہاتھ نہیں۔ مگر ہم اس کے ساتھ اُس کے لئے کافی ہیں۔ ابُوبکر ہمارا دست ہے۔ اُس کے لئے ہمارے پاس ہاتھ ہے۔ اُس کے ساتھ اللہ تعالیٰ قیامت کے دِن اُس کیلئے کافی ہے۔

یہ روایت ترمذی نے نقل کی اور کہا غریب ہے۔

ابُوبکر کے دِل کا دروازہ روشن ہے "خصوصیت"

مقدام بن معدی کرب سے روایت ہے کہ حضرت عقیل بن ابی طالب اور حضرت ابُوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہما نے ایک دُوسرے کو بُرا بھلا کہا تو حضرت ابُوبکر نے اُن کی رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے قرابت کی وجہ سے اُن سے اعراض کر لیا۔ مگر اُنہوں نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے اُن کی شکایت کر دی۔

حضُور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم لوگوں میں کھڑے ہو گئے اور فرمایا!

"کیا تُم میرے لئے میرے ساتھی پر دعویٰ کرتے ہو؟ تمہاری شان کیا ہے اور اُس کی شان کیا ہے؟ خُدا کی قسم! تُم میں کوئی شخص نہیں، مگر اُس کے دِل کے دروازے پر اندھیرا ہے، سوائے ابُوبکر کے دروازہ کے۔ بیشک اُس کے دروازے پر روشنی ہے۔

خُدا کی قسم! تُم نے میری تکذیب کی اور ابُوبکر نے میری تصدیق کی۔ تُم نے اپنے [illegible] دک لئے اور اُس کا مال میرے کام آیا۔ تُم نے مجھے اپنی ذات سے رُسوا کیا اور اُس نے میری [illegible] (خرجہ صاحب الفضائل)

ہمارے لئے جو روایت ابی القاسم عبدالرحمٰن بسط سے اُس نے اپنے دادا سے اُسنے سلفی سے اپنی سند کے ساتھ بیان کی یہ ہے کہ جو نفع مال نے دیا، ابُوبکر کے مال نے دیا

مجھے ایذاء نہ دو

حضرت ابی درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس بیٹھا ہُوا تھا کہ حضرت ابُوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی چادر کا گوشہ پکڑے ہُوئے آئے۔ یہاں تک کہ چادر اُن کے کندھوں سے گر گئی۔

رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے صحابہ کو فرمایا! کیا تمہارے ساتھی کسی سے لڑ کر آتے ہیں؟ حضرت ابُوبکر نے سلام عرض کیا اور کہا! عمر بن خطاب اور میرے درمیان کوئی بات ہُوئی تو میں نے فوراً اُس کی طرف رجوع کیا اور اظہارِ ندامت کرتے ہُوئے اُس سے معافی مانگی، مگر اُس نے معافی دینے سے انکار کر دیا تو میں آپ کی خدمت میں حاضر ہو گیا ہُوں۔ آپ نے تین مرتبہ فرمایا! اے ابا بکر اللہ تیری مغفرت فرمائے۔ پھر حضرت عمرؓ نادم ہو کر حضرت ابُوبکر کے گھر آئے تو انہوں نے کہا ابُوبکرؓ گھر پر نہیں ہیں۔ پھر وُہ حضُورؐ کی خدمت میں حاضر ہُوئے تو آپؐ کا رُخِ انور متغیر ہو گیا۔

حضرت ابُوبکرؓ یہ صورتِ حال دیکھ کر ڈر گئے اور گھٹنوں کے بل ہو کر دو مرتبہ کہا! "یا رسُول اللہ! مجھ سے ظلم ہُوا۔" آپؐ نے دو مرتبہ فرمایا!

جب اللہ تعالیٰ نے مجھے تمہاری طرف مبعوث فرمایا تو تم نے میری تکذیب کی اور ابُوبکر نے کہا! صَدَقْتَ، اور اُس نے جان و مال سے میری مدد کی، کیا تم میرے لئے میرے ساتھی کو چھوڑ دو گے؟ اور اِس کے بعد مجھے ایذا نہیں دو گے؟

اِس روایت کے اخراج میں بخاری کی انفرادیت ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! ابُوبکر دنیا اور آخرت میں میرا بھائی ہے۔ اللہ تعالیٰ ابُوبکر پر رحم فرمائے۔ اور اسے جزائے خیر عطا فرمائے۔ اُس نے جان و مال سے

اللہ کے رسُولؐ کی مدد کی۔ (خرجہ حافظ سلفی)

خدا پُوچھتا ہے

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضُور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا۔ اور حضرت ابُوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپؐ کے پاس عباء اوڑھے بیٹھے تھے جس کے سینے کے خلا کو کانٹے کا بٹن لگا کر پُورا کیا تھا۔ پس جبریلِ امین آئے اور حضُور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں عرض کی یا محمدؐ! میں ابُوبکر کی عبا کو کیسی دیکھ رہا ہُوں۔

آپؐ نے فرمایا! اِس نے اپنا تمام مال قبل از فتح مجھ پر خرچ کر دیا ہے۔

حضرت جبریلؑ نے کہا! یا رسُول اللہ! اللہ تعالیٰ نے آپ پر سلام پڑھا ہے اور آپ کو فرمایا ہے، ابُوبکر سے پُوچھیں کہ تجھ سے اللہ تعالیٰ نے پُوچھا ہے! تُو مجھ پر خُوش ہے یا ناراض؟

چُنانچہ اُن کو رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! اللہ تعالیٰ نے تجھے سلام بھیجا ہے اور تجھ سے پُوچھا ہے کہ تُو اپنے اِس فقر میں مجھ سے راضی ہے؟ یا ناخوش؟

حضرت ابُوبکر نے عرض کی! میں اپنے پروردگار سے ناخُوش ہُوں گا؟ میں اپنے رب سے خُوش ہُوں۔ میں اپنے رب سے خُوش ہُوں، میں اپنے رب سے خُوش ہُوں۔

اِس روایت کی تخریج حافظ ابن عبید، صاحب صفوت اور فضائلی نے کی۔

تشریح

اِس روایت کے ظاہر سے اُس نے حجت پکڑی ہے جو اِس طرف گیا ہے کہ یہ آیتِ کریمہ حضرت ابُوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں نازل ہُوئی ہے۔

"لَا یَسْتَوِیْ مِنْکُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ" o

تم میں سے برابر نہیں، جس نے فتح مکہ سے پہلے اللہ تعالیٰ کی راہ میں مال خرچ کیا اور جنگ لڑی۔

پہلی حدیث اس اختصاص کی صراحت کرتی ہے جو اس پر اس کے بعد محمول ہوگا۔ مطلقاً مقید پر حمل ہوگا۔

سب کچھ پیش کر دیا

اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا! حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضورِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر چالیس ہزار دینار خرچ کئے۔ (ابوحاتم)

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلام لے آئے تو اُن کے پاس چالیس ہزار دینار تھے جو اُنہوں نے سب کے سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور فی سبیل اللہ خرچ کر دیئے۔

مال کی بجائے خیر کثیر چھوڑی ہے

حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہجرت کیلئے نکلے تو حضرت ابوبکر صدیق کے پاس پانچ یا چھ ہزار درہم تھے۔ جو اُنہوں نے اپنے تمام مال کے ساتھ اُٹھا لئے۔ اِسی اثناء میں ہمارا دادا ابوقحافہ ہمارے پاس آیا تو اُس کی بینائی ختم ہو چکی تھی۔ اُس نے کہا! خُدا کی قسم، مَیں دیکھتا ہُوں کہ ابوبکر نے اپنے جان و مال کے ساتھ تمہیں مصیبت میں مبتلا کر دیا ہے۔ میں نے کہا، نہیں بابا جان اُنہوں نے ہمارے لئے خیرِ کثیر چھوڑی ہے۔ حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں، میرے والدِ گرامی گھر میں جہاں مال رکھا کرتے تھے۔ وہاں اُنہوں نے کپڑا ڈال کر اوپر پتھر رکھ دیئے تو مَیں نے پوچھا ابا جان آپ نے یہاں مال رکھا ہے؟! اُنہوں نے فرمایا! مَیں نے تمہارے لئے یہاں کوئی مال نہیں چھوڑا۔ مگر مَیں نے چاہا کہ اِس بوڑھے کو سکون حاصل ہو جائے۔

اِس روایت کی تخریج ابنِ اسحاق نے کی اور اِس میں اور اِس سے پہلے بیان کردہ روایت میں تضاد نہیں۔ (المختصر)

حضرت ابوبکر نے سات مسلمان آزاد کروائے

حضرت عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سات غلاموں کو آزادی دِلائی جو اللہ کی راہ میں معذّب ہوتے تھے۔ اُن میں حضرت بلال اور حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہیں۔

اِس روایت کی تخریج ابوعمر نے کی۔

ہشام بن عروہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر نے سات افراد کو آزاد کروایا جو اللہ کی راہ میں مصائب برداشت کرتے تھے۔

اور وہ یہ ہیں۔

حضرت بلال، حضرت عامر بن فہیرہ، حضرت زنیرہ، حضرت اُم عبیس، حضرت نہدیہ اور اُسکی بیٹی اور عمرو بن مؤمل کی کنیز، رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

اِس روایت کی تخریج ابومعاویہ ضریر نے کی۔

بلال رضی اللہ عنہ کی قیمت

اسمٰعیل بن قیس سے روایت ہے، کہا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

نے حضرت بلال کو پانچ اوقیہ سونے کے عوض خریدا۔ تو پتھروں سے اُن کا چہرہ مدقوق تھا۔ لوگوں نے کہا! اگر آپ انکار کر دیتے تو ہم اِسے ایک اوقیہ سونے کے عوض فروخت کر دیتے؟

حضرت ابُوبکر رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ نے فرمایا! اگر تُم اِنکار کر دیتے تو میں تم سے اِسے سَو اُوقیہ سونے کے عوض خرید لیتا۔ (خرجہٗ فی صفوت)

ابنِ اسحاق نے کہا! حضرت بلال بن رباح رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ کی والدہ کا نام حمامہ تھا حضرت بلال صادق الاسلام اور طاہر القلب تھے۔ اُمیہ بن خلف اُنہیں گرم باڑے سے نکالتا تو وادی بطحا میں اُلٹا لٹا کر کہتا کہ اِس کی کمر پر بڑا سا پتھر رکھ دو۔ پھر اپنے خادم کو کہتا! اِسے ہمیشہ اِسی حالت میں رہنے دو یہاں تک کہ یا تو اِسے موت آجائے۔ یا پھر "محمد ﷺ" کا اِنکار کر کے لات و عُزّیٰ کی پرستش کرے، جبکہ حضرت بلالؓ اِس مصیبت اور بلا میں اَحد اَحد پُکارتے تھے۔ جناب ورقہ بن نوفل اُن کے پاس سے گذرے تو وہ اِس عذاب میں اَحد اَحد کا وِرد کر رہے تھے

ورقہ نے کہا! اے بلالؓ خدا کی قسم، اَحد اَحد ہے۔ پھر وہ اُمیہ بن خلف کے پاس بنی جمح کے گھروں میں آتے تو اُسے کہا! میں تمہیں خدا کی قسم دیتا ہوں تم اُسے اِس لئے قتل کرنا چاہتے ہو کہ اُس نے بخشنے والے کو رب مانا ہے پھر وہ حضرت ابُوبکر بن ابی قحافہ کے پاس آتے تو انہیں بتایا کہ کافروں نے حضرت بلال پر یہ ستم برپا کر رکھا ہے۔

حضرت ابُوبکر صدیقؓ کا گھر بنی جمح کے گھروں میں تھا۔ وہ اُمیہ بن خلف کے پاس آئے اور اُسے کہا! کیا تو اِس مسکین کے بارے میں خُدا سے نہیں ڈرتا، یہاں تک کہ مر جائے؟

اُمیہ نے کہا! کیا اُس نے فساد نہیں ڈالا، آپ اُسے چھڑا لیں۔

حضرت ابُوبکر نے کہا! میرے پاس ایک سیاہ فام غلام ہے جو اس سے زیادہ طاقت ور اور جسیم ہے۔ اِس کے بدلے میں تجھے وہ غلام لے دیتا ہوں۔

اُمیہ نے کہا! مجھے قبول ہے۔ حضرت ابُوبکر نے کہا، وہ تیرا ہوگیا۔ پس حضرت ابُوبکر نے وہ غلام اُمیہ کو دے کر حضرت بلالؓ کو آزاد کروا لیا۔

بینائی واپس مِل گئی

پھر اُنہوں نے ہجرت سے قبل چھ مسلمان افراد کی گردنیں چھڑائیں۔ اور حضرت بلالؓ اُن میں ساتویں تھے۔ اِن لوگوں میں حضرت عامر بن فہیرہ کے علاوہ حضرت ام عبیس اور حضرت زنیرہ تھیں۔

جب حضرت زنیرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کو آزادی ملی تو اُن کی بصارت جاتی رہی۔ قریش نے کہا! تیری بصارت لات اور عُزّیٰ نے چھین لی ہے۔ حضرت زنیرہؓ نے فرمایا! تم جھوٹ کہتے ہو، بیت اللہ کی قسم لات و عُزّیٰ نہ نفع دے سکتے ہیں نہ نقصان پس اللہ تعالےٰ نے اُن کی بینائی واپس کر دی۔

مالکہ کا حق

حضرت ابُوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ نے جن غلاموں کو آزادی دِلائی تھی اُن میں حضرت نہدیہ اور اُن کی بیٹی رضی اللہ تعالےٰ عنہما بنی عبدالدار کی ایک عورت کی کنیزیں تھیں۔

حضرت ابُوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ وہاں سے گذرے تو وہ اُس عورت کیلئے چکی پیس رہی تھیں اور وہ اُنہیں کہہ رہی تھی، واللہ میں تمہیں کبھی نہیں چھوڑوں گی۔

حضرت ابوبکرؓ نے اُسے فرمایا! اے اُمِ فلاں! تیرے لئے یہ قسم جائز ہے؟
اُس نے کہا! جائز ہے تو اِن دونوں کو اُکساتا ہے۔ تو انہیں آزاد کرنے والے۔
حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا! کیا لوگی؟ اُس نے کہا ایسے اور ایسے لوں گی۔
حضرت ابوبکرؓ نے کہا! منظور ہے اور اُس نے جو مانگا ادا کر دیا۔ اور انہیں
اُن کی آزادی کے بارے میں بتایا۔ اور فرمایا! اُس کا آٹا حوالے کر دو۔ انہوں
نے کہا! اے ابابکرؓ اُس کے کام کو پورا کرنے کی اجازت دیں گے؟ آپ نے
فرمایا! یہ تمہاری مرضی ہے۔

اسلام نہیں چھوڑوں گی

قبیلہ بنی عدی کے بنی مؤمل کے پاس سے گزرے تو عمر بن خطاب
ایک کنیز کو مار رہے تھے کہ وہ اسلام چھوڑ دے۔ اُن دنوں حضرت عمرؓ مشرک تھے
جب اُس کنیز کو پیٹا گیا تو اُس نے تڑپتے ہوئے کہا، میں تڑپتی رہوں گی مگر
اسلام نہیں چھوڑوں گی۔ اور کہتی تھی، اللہ تعالےٰ تیرے ساتھ بھی ایسا ہی کرے۔
پس حضرت ابوبکرؓ نے اُسے خریدا اور آزاد کر دیا۔

حضرت عمرؓ فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ کہا کرتے، ہمارے سردار حضرت
ابوبکرؓ نے ہمارے سردار حضرت بلال کو آزاد کروایا۔ حضرت بلال نے حضرت ابوبکرؓ
کی خدمت میں عرض کی۔ اگر آپ نے مجھے اپنے لئے خریدا ہے تو مجھے روک لیں۔
اور اگر اللہ کیلئے خریدا ہے تو مجھے چھوڑ دیں۔ (بخاری)

محبوبِ خدا کا محبوب ۔ خصوصیت۔

اِس سے پہلے باب العشرہ میں مسلم، احمد اور ابو حاتم کی نقل کردہ عامر بن سعد

کی حدیث بیان ہوئی اور عشرہ کے علاوہ ترمذی کی بیان کردہ اُم المؤمنین حضرت
عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کی حسن صحیح حدیث بھی نقل کی جا چکی ہے۔
علاوہ ازیں یہ ملاحظہ فرمائیں۔

۱۔ حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ سے روایت ہے کہ لوگوں نے کہا! یا رسول اللہ
آپ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب کون ہے؟ آپ نے فرمایا! عائشہؓ
لوگوں نے کہا! ہمارا مقصد مردوں سے پوچھنا تھا!
آپؐ نے فرمایا! اُس کا باپ۔ ترمذی، ابن ماجہ، سنن قزوینی

۲۔ اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا سے روایت ہے کہ
اُم المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کے وصال کے بعد حضرت
عثمان بن مظعون کی بیوی اُم المؤمنین حضرت سودہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا حضورِ
رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کی،
یا رسول اللہ! کیا آپؐ شادی کریں گے؟ آپ نے فرمایا! کس سے۔ جناب سودہ
نے کہا! اگر آپ چاہیں تو کنواری سے اور اگر چاہیں تو مطلقہ سے۔
حضورِ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! کنواری کون اور مطلقہ کون؟
حضرت سودہؓ نے کہا! کنواری اُس کی بیٹی ہے جو آپ کو مخلوقِ خدا میں
سب سے زیادہ محبوب ہے۔ یعنی عائشہؓ بنتِ ابوبکر صدیقؓ۔ اور مطلقہ سودہؓ بنتِ
زمعہ ہے جو آپ کے ساتھ ایمان لائی ہے۔ اور آپ کی پیروی کرتی ہے۔ پھر
آپ کی تزویج مبارک کا ذکر کیا۔

اِس روایت کی تخریج ابو جہم باہلی نے اور صاحبِ فضائل نے کی۔ اور
فضائل ازواجِ مطہرات میں اِس تزویج کا بیان آئے گا۔

ابوبکر کیلئے حضورؐ کا تبسم "خصوصیت"

زہری سے روایت ہے کہ جب حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فتح کے دن عورتوں کو گھوڑوں پر شراب کے داغ لگاتے دیکھا تو حضرت ابوبکر صدیق کی طرف دیکھ کر تبسم فرمایا۔ ابنِ ساق۔

امت کے ساتھ رحم دلی "خصوصیت"

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! ابوبکر میری امت پر امت کے ساتھ رحم کرنے والا ہے۔

اس روایت کی تخریج عبدالرزاق نے اور بغوی نے مصابیح السنہ میں کی۔

ابی امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اس امت پر اس کے نبیؐ کے بعد ابوبکر رحم کرنے والے ہیں۔ (خرجہ فی فضائلہ)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! بیشک اللہ تعالیٰ نے میرے ساتھ وعدہ فرمایا ہے کہ وہ چار لاکھ افراد کو بغیر حساب کے جنت میں داخل فرمائے گا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی۔ یارسول اللہ ہم زیادہ میں۔

آپؐ نے دونوں ہتھیلیوں کو جمع کر کے فرمایا! ایسے ہوگا۔

حضرت عمرؓ نے کہا! اے ابوبکر! تیری مرضی ہوگی۔

حضرت ابوبکر نے فرمایا! اے عمر میں دعا کروں گا اور جو تجھ پر ہے اگر ہم سب کو اللہ تعالیٰ جنت میں داخل کردے۔

حضرت عمرؓ نے کہا! اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو تمام مخلوق کو ایک ہتھیلی سے جنت

میں داخل کر دے۔

حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! عمرؓ نے سچ کہا۔

اس روایت کو طبرانی نے معجم میں اور ابوقاسم دمشقی نے معجم البلدان میں نقل کیا۔

افضل اور بہتر "خصوصیت"

پیش ازیں یہ حدیث خصوصیت اور بخاری، مسلم وغیرہ کی تخریج کردہ جملہ احادیث و آثار کا خلفاء اربعہ، ثلاثہ اور شیخین رضی اللہ عنہم کے ابواب میں بیان ہوا۔

حضرت ابی درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق کو امام بنا کر فرمایا! اے ابادرداء میں نے تمہارا امام اسے بنایا ہے جو تجھ سے دنیا و آخرت میں بہتر ہے۔ انبیاء و مرسلین علیہم السلام کے بعد کسی شخص پر سورج کا طلوع و غروب نہیں ہوا جو ابوبکر سے افضل ہو۔

اس روایت کی تخریج ذہبی نے تلخیص میں کی اور دارقطنی نے اسے نقل کرتے ہوئے انبیاء کے ساتھ مرسلین کا اضافہ نہیں کیا۔

تصدیقِ صادق

سمان نے الموافق میں حضرت امام جعفر صادق بن امام محمد باقر علیہما السلام سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے حضرت ابوبکر صدیق کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا! ہم اس میں نہیں کہتے، ہم اس میں نہیں کہتے، مگر خیر یا فرمایا! ہم اس حدیث کے بعد ان کے حق میں سوائے خیر کے کچھ نہیں کہتے۔ مجھ سے میرے باپ حضرت امام محمد باقر نے حدیث بیان کی انہوں نے فرمایا! مجھ سے میرے والد گرامی حضرت امام علی زین العابدین نے اپنے والد گرامی حضرت امام حسین علیہم السلام سے

حدیث بیان کی۔ اُنہوں نے فرمایا! مَیں نے اپنے والدِ گرامی حضرت علی ابنِ ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم سے سُنا، اُنہوں نے فرمایا! مَیں نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو فرماتے ہُوئے سُنا "ماطلعت شمس ولاغربت" پھر اُنہوں نے مذکورہ بالا پُوری حدیث بیان کر کے فرمایا! اگر مَیں نے تیرے لئے یہ روایت جھوٹی بیان کی ہو تو مجھے میرے نانا کی شفاعت نصیب نہ ہو۔ اور میں قیامت کے دِن حضرت ابُوبکر رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ کی شفاعت کی اُمید رکھتا ہُوں۔

حضرتِ جابرؓ کی گواہی

۱ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ سے روایت ہے کہ ہم رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے کہ آپؐ نے فرمایا! تمہارے پاس ایسا شخص آنیوالا ہے کہ میرے بعد جس سے بہتر اور افضل اللہ تعالےٰ نے کسی کو پیدا نہیں کیا۔ اور اُس کی شفاعت انبیاءِ کرام علیہم السلام کی شفاعت جیسی ہوگی۔ ہم ابھی وہاں سے ہٹے نہ تھے کہ حضرت ابُوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ تشریف لے آئے۔ پس رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کھڑے ہو کر اُنہیں بوسہ دیا اور بٹھایا۔

اِس روایت کی تخریج حافظ خطیب ابُوبکر احمد بن ثابت بغدادی نے کی۔

۲ حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ سے روایت ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! میرے اصحاب میں سے ابُوبکر بہتر ہیں۔

۳ حضرت جابر رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ فرماتے ہیں کہ ہم مہاجرین وانصار کے کچھ لوگ حضُورِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے درِ اقدس پر کھڑے تھے اور ہماری آوازیں بلند ہو رہی تھیں۔ پس رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا! تُم میں کِس بات کا نزاع ہے؟

ہم نے عرض کی! ہم فضائل کا تذکرہ کر رہے تھے۔

آپ نے فرمایا! تم میں سے کوئی بھی ابُوبکر پر سبقت نہیں رکھتا۔ بیشک وُہ دُنیا و آخرت میں تم سب میں افضل ہے۔

یہ دونوں روایتیں صاحبِ فضائل نے نقل کیں۔

۴ حضرت جابر رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ ہی سے روایت ہے کہا! بیشک اللہ تعالےٰ نے تمہارے امر کو تمہاری بھلائی، رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھی ثانی اثنین اذہما فی الغار اور تم لوگوں سے بہتر پر جمع فرمایا۔ خرجہ بخاری۔

فاروقِ اعظم رضؓ کا عقیدہ

حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ نے فرمایا! ابُوبکر ہمارے سردار، ہم سے بہتر اور رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نزدیک ہم سے زیادہ محبوب ہیں۔

اِس روایت کی تخریج ترمذی نے کی اور کہا حسن صحیح ہے۔

۲ حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ سے کسی نے کہا! مَیں نے آپ سے بہتر کوئی شخص نہیں دیکھا، تو اُنہوں نے فرمایا! کیا تُو نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو دیکھا ہے؟ اُس نے کہا! نہیں۔

حضرت عمرؓ نے فرمایا! اگر تُو کہتا کہ دیکھا ہے تو مَیں تیری گردن اتار دیتا۔

پھر فرمایا! کیا تُو نے ابُوبکر کو دیکھا ہے؟ اُس نے کہا! نہیں۔

فرمایا! اگر تُو کہتا دیکھا ہے تو مَیں تجھے سزا دیتا۔ خرجہ الثعلبی۔

۳ زُہری سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضرت عمرؓ رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ سے کہا! مَیں نے تجھ سے افضل کسی کو یا کسی شخص کو نہیں دیکھا۔ تو حضرت

عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اُسے فرمایا! کیا تُو نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا ہے؟ اُس نے کہا! نہیں۔ پُوچھا کیا تُو نے ابُو بکر کو دیکھا ہے! اُس نے کہا! نہیں: حضرت عمرؓ نے فرمایا! اگر مجھے پتہ چل جاتا کہ تُو نے اِن دونوں میں سے کِسی کو دیکھا ہے تو تجھ پر مصیبت نازل کر دیتا۔

اِس روایت کی تخریج فضائل میں کی گئی اور کہا حدیث حسن ہے۔ مگر یہ مُرسل ہے کیونکہ زہری نے حضرت عمرؓ کو نہیں دیکھا۔

حضرت علیؓ کی وضاحتیں

۱ حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی خدمت میں عرض کیا گیا! کیا آپ کِسی کو اپنا خلیفہ بنائیں گے؟ آپ نے فرمایا! نہیں ولیکن خلافت کو تم پر چھوڑ دُوں گا۔ جس طرح رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم پر چھوڑا تھا۔ ہم نے آپؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا! یا رسُول اللہ! کیا خلافت ہے؟

آپؐ نے فرمایا! اگر اللہ کے عِلم میں تمہاری بھلائی ہے تو وُہ تم پر تمہارے بہتر شخص کو عامِل بنائے گا۔ پس اللہ تعالےٰ کے علم میں ہماری بھلائی تھی۔ چنانچہ اُس نے حضرت ابُوبکرؓ کو ہم پر عامِل بنا دیا۔ "الموافق لابنِ سمان"

۲ حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے لوگوں کو فرمایا! اگر اللہ تعالےٰ تُمہاری بھلائی کا ارادہ رکھتا ہے تو تمہیں خیر پر جمع کر دیگا۔

۳ موسیٰ بن شداد سے روایت ہے کہ مَیں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ الکریم سے سُنا، آپ فرماتے تھے، حضرت ابُوبکرؓ ہم میں افضل تھے۔

شیوخِ عرب کے سردار "خعوصیت"

اسماعیل بن خالد سے روایت ہے

کہ مجھے اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کی یہ حدیث پہنچی ہے۔ اُنہوں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف دیکھتے ہوئے کہا! اے عرب کے سردار آپ نے فرمایا، میں اولادِ آدم کا سردار ہوں۔ تیرا باپ عرب کے بوڑھوں کا سردار ہے۔ اور علی عرب کے جوانوں کا سردار ہے۔

حضرت ابنِ مسعودؓ کا مشورہ

اِس روایت کی تخریج ابُو نعیم بصری نے کی اور اُس نے غیلانی سے روایت کی کہ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا! تم اپنا امام اپنے بہتر آدمی کو بناؤ۔ بیشک رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے بعد ہمارا امام ہمارے بہتر کو بنایا۔ "خرجہ ابو عمرؒ"

حضرت عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب رضی اللہ تعالےٰ عنہم نے فرمایا! ہمارے والی ابُوبکر صدیق ہیں۔ پس وُہ بہتر خلیفہ، ہمارے ساتھ رحمدل اور ہم پر مہربان ہیں۔ "الموافق ابنِ سمان"

لیث بن سعد نے کہا! حضورؐ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کوئی صحابی ابُوبکر سے افضل نہیں۔

سب سے زیادہ بہادر "خصوصیت"

محمد بن عقیل سے روایت ہے کہ ایک روز حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم نے لوگوں سے پُوچھا! سب سے بہادر کون ہے؟

لوگوں نے کہا! اے امیر المومنین آپ۔

حضرت علی نے فرمایا! مگر میں میدان میں کِسی ایک شخص سے لڑا کرتا تھا۔

جبکہ سب سے بہادر حضرت ابُو بکر رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ ہیں۔ بدر کے دن رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کیلئے خیمہ لگایا تو ہم نے کہا: ہم رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس رہیں، ہوسکتا ہے مشرکین آپ پر حملہ کردیں۔ پس خدا کی قسم ہم میں سے کوئی بھی رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے قریب نہ تھا مگر حضرت ابُوبکر رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ ننگی تلوار لیئے آپؐ کے سرہانے کھڑے تھے۔

مزید فرمایا: جب مشرکین مکہ اکٹھے ہوکر حضُور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر مکہ مُعظمہ میں حملہ آور ہوئے تو اُنہوں نے کہا: آپ نے ایک معبُود مقرر کر رکھا ہے۔ پس خُدا کی قسم! ہم میں سے سوائے ابُوبکر کے کوئی آپ کے قریب نہ گیا۔ انہوں نے انہیں روکتے ہُوئے فرمایا! تم ایسے شخص کو قتل کرنا چاہتے ہو جو کہتا ہے میرا رَب اللہ ہے۔ اِس کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا! مَیں تمہیں خُدا کی قسم دیتا ہُوں کیا مومنِ آلِ فرعون بہتر ہے یا ابُوبکر؟

لوگ خاموش رہے تو آپ نے فرمایا! تم جواب کیوں نہیں دیتے۔ خُدا کی قسم! حضرت ابُوبکر کی ایک ساعت مومنِ آلِ فرعون سے بہتر ہے۔ مومنِ آلِ فرعون وہ شخص تھا جس نے اپنا ایمان چھُپا رکھا تھا جبکہ حضرت ابُوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے اپنا ایمان ظاہر کردیا تھا۔ ۰ الموافق ابنِ سمان، فضائلِ ابُوبکر۔

تشریح

اِس کے بعد یہ ذکر مناسب ہے اور مشہور رہے کہ شدید حادثوں کے وقت بھی حضرت ابُوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پائے ثبات میں لغزش نہ آتی تھی۔ یہاں تک کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے اُن کے اشجع الناس ہونے کی گواہی دی جیسا کہ پہلے بیان ہُوا کہ حضرت ابُوبکر صدیق مثبت القلب تھے۔ جس میں ابُوشریحہ

کی روایت ہے کہ مَیں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو منبر پر یہ فرماتے ہُوئے سُنا کہ حضرت ابُوبکر مثبت القلب تھے۔

جنگِ بدر میں حضرت ابُوبکر کا کردار

۱ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بدر کے دن اپنے خیمہ میں فرمایا! الٰہی مَیں تجھے تیرا وعدہ یاد دلاتا ہُوں۔ الٰہی اگر تُو چاہتا ہے کہ آج کے بعد تیری عبادت نہ کی جائے؟ پس حضرت ابُوبکر رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ نے آپ کا ہاتھ پکڑ کر عرض کی یا رسُول اللہ! آپکا اپنے رب کے حضور میں یہی گڑگڑانا کافی ہے پھر وُہ زرہ پہنے یہ کہتے ہوئے باہر نکلے کہ یہ گروہ بھگایا جانیوالا ہے اور اسکی پشت پھر جائیگی بلکہ اُنکے وعدے کی گھڑی آپہنچی ہے۔

۲ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ مجھ سے حضرت عُمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے روایت بیان کی کہ بدر کے دن جب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے دیکھا کہ مشرکین کی تعداد ایک ہزار اور آپ کے ساتھیوں کی تعداد تین سو تیرہ ہے۔ تو آپ نے قبلہ رُخ ہوکر دُعا کے لیئے ہاتھ لمبے کر لئے۔ پس آپ اپنے پروردگار سے یہ دُعا کرتے: الٰہی! مجھے وُہ عطا فرما جس کا تُو نے مجھ سے وعدہ کیا ہے۔ اگر اِس جنگ میں اہلِ اسلام ہلاک ہو گئے تو زمین پر کبھی عبادت نہ کی جائیگی۔ پس آپ قبلہ رُو ہوکر اپنے پروردگار کے سامنے مسلسل ہاتھ لمبے کرتے رہے یہاں تک کہ آپ کے شانہ ہائے اقدس سے آپ کی رِدا مُبارک گر گئی، حضرت ابُوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ نے آپ کی رِدائے اقدس اُٹھا کر آپ کو اوڑھائی۔ پھر آپ کے پیچھے بیٹھ کر عرض کی، اے اللہ کے نبی، آپ کا پروردگار آپ کی سختیوں میں آپ کی کفالت فرمائے گا

اور آپ کے ساتھ جو وعدہ اُس نے کیا ہے وُہ ضرور پُورا ہوگا۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

" اذ تستغیثون ربکم فاستجاب لکم انی ممدکم من ملائکۃ مردفین "[1]

جب تم اپنے رب سے فریاد کرتے تھے تو اُس نے تمہاری سُن لی۔ وُہ تمہیں ہزار فرشتوں سے مدد دینے والا ہے۔

۳ ابنِ اسحاق نے کہا! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بدر کے دن صفوں کو دُرست فرما کر اپنے خیمے میں داخل ہوئے اور آپ کے ساتھ اُس خیمہ میں آپ کے علاوہ بھی تھے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے رب کو وعدۂ نصرت یاد دلاتے ہوئے عرض کی۔ الٰہی اگر اس جنگ میں یہ مسلمان لوگ شہید ہوگئے تو آج کے بعد تیری عبادت نہیں کی جائے گی۔ اور حضرت ابُوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ عرض کرتے تھے، یا رسول اللہ! آپ کا رب آپ کے ساتھ کیا ہُوا وعدہ پُورا فرمائے گا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم خیمے میں مصروفِ التجاء تھے۔ پھر آپ نے حضرت ابُوبکر صدیق کو متوجہ ہو کر فرمایا! اے ابا بکرؓ! تجھے بشارت ہو، اللہ تعالیٰ نے تجھے نصرت عطا فرمادی۔ اِس اُڑتے غبار میں یہ جبرئیل اپنے گھوڑے کی عنان پکڑے ہوئے ہیں۔

۴ حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب میدانِ کارزار گرم تھا تو رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنے ہاتھ مبارک اُٹھا کر اللہ تبارک وتعالیٰ سے موعودہ نصرت کا سوال کر رہے تھے۔
" الٰہی! اگر مسلمانوں کی اس جماعت پر مشرکین غالب آ گئے تو تیرا دین

---

[1] :- الانفال آیت ۹

قائم نہیں رہے گا۔ اور حضرت ابُوبکرؓ عرض کرتے تھے۔ خُدا کی قسم! اللہ تعالیٰ آپ کی ضرور مدد فرمائے گا اور آپ کے چہرے کو روشن فرمائے گا۔ پس اللہ تعالیٰ نے دشمنوں کے کناروں پر ایک ہزار فرشتے مسلسل نازل فرمائے اور آپ نے حضرت ابُوبکرؓ کو فرمایا! ابُوبکر تجھے خُوش خبری ہو یہ جبریل علیہ السلام ہیں جو زمین تا آسمان کے درمیان زرد عمامہ باندھے اور اپنے گھوڑے کی عنان تھامے آ رہے ہیں۔ اور جب وُہ زمین پر اُترے تو اُس لمحہ مجھ سے غائب ہوگئے۔ پھر ظاہر ہوئے اور کہا! اللہ تعالیٰ نے آپ کو یا آپ کی دُعا کو نصرت عطا فرمائی ہے۔

" خرجہ صاحبِ فضائل "

صُلح حدیبیہ میں حضرت ابُوبکرؓ کا کردار

مسور بن مخرمہ اور مروان بن الحکم دونوں نے حضرت عمرؓ سے روایت کی کہ اُنہوں نے حدیبیہ کے بارے میں گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تشریف لائے تو میں نے کہا! یا رسول اللہ! کیا آپ اللہ تعالیٰ کے برحق نبی ہیں؟ آپ نے فرمایا! ہاں کیوں نہیں۔

میں نے کہا! ہمارے دین میں دُنیا نہیں دی گئی؟

آپؐ نے فرمایا! میں اللہ کا رسُول ہوں اور اُس کا عصبہ نہیں ہوں۔ پس وُہ میرا مددگار ہے۔

میں نے کہا! کیا آپؐ نے نہیں فرمایا تھا کہ ہم بیت اللہ شریف کا طواف کرینگے؟

آپ نے فرمایا! کیا میں نے تجھے اِسی سال کی خبر دی تھی؟

میں نے کہا! نہیں،

آپؐ نے فرمایا! تو آئے گا اور کعبے کا طواف کرے گا۔

میں نے کہا! کیا ہم حق پر اور ہمارے دشمن باطل پر نہیں؟

آپ نے فرمایا! ہاں کیوں نہیں۔

میں نے کہا! ہمارے دین میں دنیا نہیں دی گئی۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! اے شخص بیشک آپ اللہ کے رسول ہیں۔ یہ اللہ کی نافرمانی نہیں کرتے اور وہ اُن کا مددگار ہے۔ پس تو آپ کی رکاب تھام کر رکھ، خدا کی قسم! یقیناً وہ حق پر ہیں۔

میں نے کہا! کیا آپ نے ہمارے ساتھ بات نہیں کی تھی کہ ہم بیت اللہ شریف کا طواف کریں گے؟

حضرت ابوبکر نے کہا! کیا تجھے یہ خبر دی تھی کہ تو اِسی سال بیت اللہ شریف میں آئے گا۔

میں نے کہا! نہیں۔ حضرت ابوبکر نے کہا! تو آئے گا اور اُس کا طواف کرے گا۔

(بخاری، مسلم)

آخری ملاقات

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کسی کام کیلئے اپنے مسکن سے گھوڑے پر تشریف لائے۔ یہاں تک کہ وہ مسجد میں داخل ہوتے اور بغیر کسی سے گفتگو کئے آن کے گھر تشریف لائے اور حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف دیکھا تو آپ چادر اوڑھے استراحت فرمارہے تھے۔ پس آپ نے اُن کی طرف ہو کر انہیں بوسہ دیا اور رونے لگے۔ حضرت ابوبکر نے کہا! میرے ماں باپ آپ پر

قربان! اللہ تعالیٰ نے آپ کیلئے دو موتوں کو جمع نہیں کیا۔ رہی موت جو آپ پر لکھی ہوئی ہے تو وہ آ گئی۔

حضرت ابوبکر کا ثبات

حضرت ابوسلمہ کہتے ہیں مجھے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے خبر دی کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ لوگوں سے مخاطب تھے اور کہتے تھے، بیٹھ جاؤ۔ لوگوں نے انکار کر دیا تو اُنہوں نے پھر کہا! بیٹھ جائیں۔ لوگوں نے پھر انکار کر دیا۔ اِسی اثنا میں حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لے آئے تو لوگ حضرت عمر کو چھوڑ کر اُن کی طرف ہو گئے۔

پس حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا، اما بعد! جو شخص حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عبادت کرتا ہے تو آپ رحلت فرما چکے ہیں اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ الحی لا یموت ہے اور اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

" وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۚ أَفَإِن مَّاتَ أَوْ قُتِلَ انقَلَبْتُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ ۚ وَمَن يَنقَلِبْ عَلَىٰ عَقِبَيْهِ فَلَن يَضُرَّ اللَّهَ شَيْئًا ۗ وَسَيَجْزِي اللَّهُ الشَّاكِرِينَ ○

اور محمد تو ایک رسول ہیں۔ اِن سے پہلے اور رسول ہو چکے تو کیا اگر وہ انتقال فرمائیں یا شہید ہوں تو تم اُلٹے پاؤں پھر جاؤ گے۔ اور جو الٹے پاؤں پھرے گا اللہ کا کچھ نقصان نہ کرے گا۔ اور عنقریب اللہ شکر والوں کو صلہ دے گا۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں، خدا کی قسم

کہ لوگ نہیں جانتے تھے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ہے یہاں تک کہ حضرت ابو بکر نے تلاوت کی تو لوگ اُس سے ملے۔ پس ایک شخص ایسا نہ تھا جو اسے تلاوت نہ کرتا ہو۔

دُوسری روایت

اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا سے ہی روایت ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا وصالِ پاک ہُوا تو حضرت ابُو بکر صدّیق رضؓ کو کوئی کام درپیش آگیا۔ اسی اثنا میں حضرت عمرؓ نے اُٹھ کر کہا، خُدا کی قسم! رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو موت نہیں آئی۔ پس حضرت ابُو بکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ تشریف لائے اور رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ردائے اقدس کھول کر آپ کو بوسہ دیا اور عرض کی! میرے ماں باپ آپ پر قربان! آپ وصال سے قبل بھی اور وصال کے بعد بھی پاکیزہ ہیں۔ قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے آپ دوبارہ موت کا ذائقہ نہیں چکھیں گے۔

پھر حضرت ابُو بکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ باہر تشریف لائے اور حضرت عمرؓ کو فرمایا! اے قسم کھانے والے صبر سے کام لے۔ چنانچہ حضرت عمرؓ بیٹھ گئے تو حضرت ابُو بکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ نے اللہ تبارک وتعالےٰ کی حمد و ثناء کے بعد فرمایا! خبردار جو شخص محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عبادت کرتا تھا تو محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا وصال ہو چکا ہے۔ اور جو شخص اللہ تعالےٰ کی عبادت کرتا تھا تو اللہ تعالےٰ الحیّ لایموت ہے۔ اور فرمایا!

"اِنَّکَ مَیِّتٌ وَّاِنَّہُمْ مَیِّتُوْنَ"

بیشک تو میت ہے اور بیشک وہ میت ہیں۔

پھر یہ آیت تلاوت کی

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِہِ الرُّسُلُ اَفَائِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓی اَعْقَابِکُمْ وَمَنْ یَّنْقَلِبْ عَلٰی عَقِبَیْہِ فَلَنْ یَّضُرَّ اللّٰہَ شَیْئًا وَسَیَجْزِی اللّٰہُ الشّٰکِرِیْنَ ۝

اور محمدؐ تو ایک رسُول ہیں۔ اِن سے پہلے اور رسُول ہو چکے تو کیا اگر وہ انتقال فرمائیں یا شہید ہوں تو تم اُلٹے پاؤں پھر جاؤ گے اور جو اُلٹے پاؤں پھرے گا۔ اللہ کا کچھ نقصان نہ کرے گا۔ اور عنقریب اللہ شکر کرنے والوں کو صلہ دے گا۔

پس لوگوں نے بے اختیار رونا شروع کر دیا۔ "خرجہ البخاری"

تیسری روایت

حضرت ابنِ عمرؓ رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ سے روایت ہے کہ جب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا وصالِ پاک ہُوا تو حضرت ابُو بکر ہمارے پاس تشریف لائے اور منبر پر چڑھ کر اللہ تعالےٰ کی حمد و ثناء بیان کی اور کہا اگر حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تمہارے معبُود تھے اور تم اُن کی عبادت کرتے تھے تو تمہارے معبُود کا انتقال ہو گیا۔ اگر تمہارا معبُود آسمان میں ہے تو بیشک تمہارا معبُود حیّ لایمُوت ہے۔ پھر یہ آیت تلاوت فرمائی۔

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِہِ الرُّسُلُ اَفَائِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓی اَعْقَابِکُمْ وَمَنْ یَّنْقَلِبْ عَلٰی عَقِبَیْہِ فَلَنْ یَّضُرَّ اللّٰہَ شَیْئًا وَسَیَجْزِی اللّٰہُ الشّٰکِرِیْنَ ۝

اور محمدؐ تو ایک رسُول ہیں۔ اُن سے پہلے اور رسُول ہو چکے تو کیا اگر

وہ انتقال فرمائیں یا شہید ہوں تو تم اُلٹے پاؤں پھر جاؤ گے۔ اور جو اُلٹے پاؤں پھرے گا اللہ کا کچھ نقصان نہ کرے گا اور عنقریب اللہ شکر کرنیوالوں کو صلہ دیگا۔

چوتھی روایت

زہری نے کہا کہ مجھے سعید بن مسیّب نے خبر دی کہ حضرت عمرؓ بن خطاب رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے کہا! خدا کی قسم! وہ کیا ہے مگر حضرت ابوبکرؓ نے یہ آیت تلاوت کی۔

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِہِ الرُّسُلُ

پانچویں روایت

سالم بن عبید اشجعی سے روایت ہے کہ جب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصالِ پاک ہُوا تو سب لوگ جزع فزع کرنے لگے۔ حضرت عمرؓ بن خطاب تلوار لیکر کھڑے ہو گئے اور کہا! جس شخص نے بھی کہا کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فوت ہو گئے ہیں، میں ابھی یہ تلوار اُس پر چلا دُوں گا۔

لوگوں نے کہا! اے سالم! رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھی کو تلاش کریں۔ چنانچہ میں مسجد کی طرف آیا تو حضرت ابُوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نے مجھے روتے دیکھ کر فرمایا! اے سالم تجھے کیا ہُوا؟ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہو گیا؟

میں نے کہا! حضرت عمرؓ بن خطاب کہتے ہیں کہ جس نے کہا رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فوت ہو گئے ہیں میں اُس پر تلوار چلا دُوں گا۔

پس حضرت ابُوبکرؓ آئے تو لوگ اُنہیں دیکھ کر اُن کی طرف ہُوئے تو وہ حضُور علیہ الصلواۃ والسلام کے بیت الشرف میں داخل ہو گئے۔ اندر جا کر دیکھا تو حضُور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رُخِ انور پر چادر مُبارک پڑی ہوئی تھی۔ پس حضرت ابُوبکرؓ نے آپ کے چہرۂ اقدس سے چادر ہٹائی تو آپ کا وصال ہو چکا تھا پھر وہ باہر آ کر ہماری طرف متوجہ ہُوئے اور کہا!

"وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِہِ الرُّسُلُ ط اَفَاِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓی اَعْقَابِکُمْ ط وَمَنْ یَّنْقَلِبْ عَلٰی عَقِبَیْہِ فَلَنْ یَّضُرَّ اللّٰہَ شَیْئًا ط وَسَیَجْزِی اللّٰہُ الشّٰکِرِیْنَ ہ

اور مُحمّد تو ایک رسُول ہیں۔ اِن سے پہلے اور رسُول ہو چکے تو کیا اگر وہ انتقال فرمائیں یا شہید ہوں تو تم اُلٹے پاؤں پھر جاؤ گے۔ اور جو اُلٹے پاؤں پھرے گا اللہ کا کچھ نقصان نہ کرے گا اور عنقریب اللہ شکر کرنیوالوں کا صلہ دے گا۔

پس فرمایا! ارشادِ خداوندی ہے "اِنَّکَ مَیِّتٌ وَّاِنَّھُمْ مَّیِّتُوْنَ" چنانچہ جو حضرت مُحمّد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پوجتا تھا تو اُن کا وصال ہو گیا ہے۔ حضرتِ عمرؓ رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں! خدا کی قسم گویا کہ میں نے یہ آیت کبھی تلاوت نہ کی تھی۔

لوگوں نے کہا! اے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھی کیا رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رحلت فرما گئے ہیں؟ اُنہوں نے کہا! ہاں

لوگوں نے کہا! اے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ندیم! آپؐ کو غسل کون دے گا؟

حضرت ابُوبکرؓ نے فرمایا! اُن کے قریب ترین پھر قریب ترین گھر والے۔

لوگوں نے کہا! اے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی! آپؐ کا مدفن

کہاں ہوگا؟

حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا! اُسی بقعۂ نور میں جہاں اللہ عزّوجلّ نے آپؐ کی رُوح قبض فرمائی۔

اللہ تبارک وتعالیٰ انبیاء کی رُوح وہیں قبض فرماتا ہے۔ جہاں اُن کی تدفین ہونا ہوتی ہے۔

اِس سیاق کے ساتھ حافظ ابواحمد حمزہ بن محمد بن حارث نے اِس روایت کی تخریج کی۔ اور ایسے ہی صاحبِ فضائل نے اُن کے فضائل میں بیان کیا۔

اِسی مفہوم کی روایت

ترمذی نے اِس مفہوم کی پوری روایت نقل کرنے کے بعد مزید کہا کہ لوگوں کو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے آپؐ کے وصالِ پاک کی خبر دی تو لوگوں نے کہا! آپ سچے ہیں۔ اور تدفین کے ذکر کے بعد کہا! اللہ تعالیٰ نے آپؐ کی رُوح نہیں قبض فرمائی، مگر پاکیزہ مکان میں۔ "اخرجہٗ فی فضائلہٖ"

نمازِ جنازہ کیسے پڑھی

ایک روایت میں ہے کہ لوگوں نے کہا! اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ہم نشیں! کیا آپ پر نماز پڑھی جائے گی۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا! ہاں
لوگوں نے کہا! آپؐ پر کیسے نماز پڑھی جائے گی؟

حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا! لوگ آئیں گے۔ تکبیر پڑھیں گے اور نماز پڑھیں گے اور آپ کیلئے دُعا کریں گے۔ وُہ چلے جائیں گے تو اور لوگ آئیں گے یہاں تک کہ فارغ ہوجائیں گے۔

لوگوں نے کہا! اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھی! آپ کہاں دفن ہوں گے! پھر حدیث بیان کی۔ اِس کی تخریج فضائلِ ابوبکرؓ میں کی۔

ہاتھ پاؤں کاٹ دوں گا

حضرت امام جعفر صادق بن حضرت امام محمد باقر علیہما السلام اپنے والدِ گرامی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا وصالِ پاک ہُوا تو حضرت ابوبکرؓ وہاں موجود نہیں تھے اور وُہ اپنی بیوی بنتِ خارجہ کے ہاں تھے۔ پس حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے ننگی تلوار لیکر کہا!

کون کہتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فوت ہوگئے ہیں! اور کہتے تھے کہ وُہ اپنے رَب کی طرف اُسی طرح تشریف لے گئے ہیں جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم سے چالیس روز تک کے لئے گئے تھے۔ خُدا کی قسم! مجھے اُمید ہے کہ میں لوگوں کے ہاتھ پاؤں کاٹ دوں گا۔

اِسی اثناء میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ اپنے کام سے واپس تشریف لے آئے، یہاں تک کہ اُم المؤمنین حضرتِ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں اُن کی آمد کا پتہ چل گیا۔ پس وُہ اجازت لیکر اندر داخل ہُوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے چہرۂ اقدس سے کپڑا ہٹا دیا۔ پھر آپؐ کو بوسہ دیا اور رونے لگے اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا وصال ہوگیا۔ قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ یا رسول اللہؐ آپ پر اللہ تعالیٰ کی صلوٰۃ ہو، آپ اپنی زندگی میں اور وصال کے بعد پاکیزہ ہیں۔

پھر وُہ تیزی سے مسجد کی طرف تشریف لائے اور منبر پر کھڑے ہوکر لوگوں کو کہا۔ بیٹھ جائیں۔ لوگ خاموشی سے بیٹھ گئے تو تشہّد: حق کی گواہی دے کر

فرمایا! بیشک اللہ تبارک وتعالیٰ نے تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو رحلت کی اطلاع دی اور وہ تمہاری پشتوں کے درمیان زندہ ہے۔ اور تمہیں تمہاری جانوں کیلئے اطلاع ہے اور وہ موت ہے۔ یہاں تک کہ سوائے ایک اللہ تعالیٰ کے کوئی باقی نہیں، اللہ عزوجل نے فرمایا ہے،

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ[1]

اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ[2]۔ اور فرمایا،

كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ[3]۔ اور فرمایا،

كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ[4]۔ اور فرمایا،

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ۔

پھر فرمایا! اللہ عزوجل نے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عمر مبارک کو باقی رکھا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا دین قائم ہو گیا۔ اور اللہ تعالیٰ کا امر ظاہر ہو گیا۔ اور اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچ گیا۔ اور اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کے ساتھ جہاد کیا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کی روح قبض فرمائی اور یہی اُس کی شان ہے کہ تمہیں راستے پر لا کر چھوڑا۔ پس ہلاک ہونے والا ہلاک نہیں ہو گا۔ مگر قرآن کا بیان چھوڑنے کے بعد جو شفاء اور نور ہے۔ تو جس کا الٰہ اُس کا پروردگار ہے تو بیشک وہ حیّ لایموت ہے تو اُس کی عبادت کرے۔ اور جس کے پروردگار حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہیں اور اُس نے اُنہیں اپنا الٰہ دیکھا ہے تو اُن کے الٰہ کا انتقال ہو گیا ہے۔ پس اے لوگو! قبول کرو اور اپنے دین کے ساتھ حفاظت کرو اور

---

[1] آلِ عمران آیت ۱۴۴ [2] الزمر آیت ۳۰ [3] آلِ عمران آیت ۱۸۵
[4] القصص آیت ۸۸ [5] الرحمٰن آیت ۲۷

اپنے پروردگار پر توکل رکھو۔ بیشک اللہ کا دین قائم ہے اور کلمہ باقی ہے۔ اور بیشک اللہ تعالیٰ اپنے دین کا ناصر ہے۔ اور اہلِ دین کو عزت دینے والا ہے اور بیشک اللہ تعالیٰ کی کتاب ہمارے درمیان ہے۔ اور وہ نور اور شفاء ہے۔ جس کے ساتھ اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ہدایت نصیب فرمائی اور اِس میں اللہ تعالیٰ کے حلال و حرام کا بیان ہے اور نہیں خدا کی قسم! مجھے پرواہ نہیں کہ خلقِ خدا ہم پر جمع ہو تو یہ ہماری ننگی تلواریں ہیں جو ہم اس کے لیے وضع کریں گے۔ اور ہم مخالفین سے جہاد کریں گے۔ جس طرح ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی معیت میں جہاد کرتے تھے۔ پس موت کی اطلاع نہیں ہے۔ مگر اپنی جان پھر آپ واپس چلے گئے۔

اِس روایت کو صاحبِ فضائلِ ابوبکر نے نقل کیا اور کہا غریب ہے۔

وصالِ سرورِ عالم

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ مَیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے وقتِ وصال میں بعض امور دیکھے۔ میرے سر کو درد تھا تو مَیں نے آپؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا! ہائے میرا سر پھٹ گیا۔ آپؐ نے فرمایا! بلکہ ہائے میرا سر پھٹا۔

کہا: پھر آپ نے میری اجازت سے اپنی ازواجِ مطہرات کو بُلانے کیلئے فرمایا! تو مَیں نے آپؐ کو اجازت دے دی۔ اور آپ اُن دنوں بیمار تھے۔ اِسی اثناء میں حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے اور کہا یا رسول اللہ! میں آپ کو دیکھ رہا ہوں۔ گویا کہ آپ کو آج کا دن دیکھ سکوں گا مجھے اندر آنے کی اجازت عطا فرمائیں۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اُنہیں اجازت

عطا فرماتی اور آپ میرے سینے سے ٹیک لگا کر یوں دیکھ رہے تھے جیسے کوئی شخص اپنے اہلِ خانہ سے کوئی چیز دیکھتا ہے۔ پھر آپ نے میری طرف نظر کی تو آپ میرے سینے کی طرف جھک گئے۔ چنانچہ مجھے گمان ہوا کہ آپ پر غشی طاری ہے۔ جب حضرت ابوبکر گھوڑے سے اتر کر اندر آئے تو کہا! اے بیٹی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کیا حال ہے؟ میں نے کہا، خدا کی قسم میں نہیں جانتی جو آپ کا حال ہے۔ مگر میں نے آپ کو اپنے سینے کا سہارا دے رکھا تھا کہ آپ میرے سینے کی طرف جھک گئے، تو میں نے آپ پر چادر ڈال دی اور میں نہیں جانتی کہ یہ غشی ہے یا آپ کا وصال ہو گیا ہے۔

اِس روایت کی تخریج حافظ حمزہ بن حارث نے کی۔

حضرت ابوبکر نے حضورؐ کی پیشانی چوم لی

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال پاک کے بعد حضرت ابوبکر آپؐ کے پاس آئے تو اپنا منہ آپؐ کی پیشانی مبارک پر رکھ دیا اور اپنے ہاتھ آپ کے کانوں کے قریب ٹھوڑی پر رکھ دیئے اور کہا! وائے میرے نبیؐ، وائے میرے خلیل، وائے میرے پسندیدہ۔

اِس روایت کی تخریج ابنِ عرفہ عبدی نے کی۔ تو اس کے صحیح ہونے کی صورت میں پہلی روایت کے اور اس کے درمیان تضاد نہیں جو اس ضمن میں بیان ہوئی۔

عزمِ ابوبکرؓ

حضرت عمرؓ بن خطاب رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصالِ پاک کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ آپ کے خلیفہ بنے تو عرب لوگوں میں سے انکار کیا، جس نے انکار کیا، میں نے حضرت ابوبکر سے کہا! لوگوں سے کیسے جنگ کریں گے جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں مجھے لوگوں سے جنگ کا حکم دیتا ہوں، یہاں تک کہ وہ لا الٰہ الا اللہ کہدیں۔ تو جو لا الٰہ الا اللہ کہدے میں اُس کے جان و مال کا محافظ ہوں، مگر جو اُس کا حق و حساب اللہ تعالےٰ پر ہے؟

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے کہا! خدا کی قسم! نماز و زکوٰۃ کے درمیان فرق کرنیوالوں کے ساتھ جنگ کی جائیگی۔ کیونکہ زکوٰۃ بیت المال کا حق ہے۔ خدا کی قسم! اگر وہ زکوٰۃ کی ایک رسی بھی روکیں گے جو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیتے تھے۔ تو میں ان سے جنگ کروں گا۔

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں، خدا کی قسم! وہ کیا ہے مگر میں نے دیکھا کہ اللہ تعالےٰ نے حضرت ابوبکر کے سینے کو جنگ کیلئے کھول دیا، تو بیشک اُنہوں نے حق کو پہچان لیا۔ "بخاری، مسلم"

۲ حضرت عمرؓ فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ ہی سے روایت ہے کہ جب عرب مرتد ہو گئے اور اُنہوں نے کہا ہم زکوٰۃ نہیں ادا کریں گے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا! اگر اُنہوں نے مجھ سے زکوٰۃ کی ایک رسی بھی روکی تو میں اس پر اُن سے جنگ کروں گا۔ پس میں نے کہا! اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلیفہ، اللہ لوگوں کی تالیف فرماتا ہے اور اُن کے ساتھ مہربان ہے۔

حضرت ابوبکر نے فرمایا! جاہلیت میں زبردست اور اسلام میں کمزور ناتواں؟ وحی کے انقطاع کے بعد دین پورا ہو گیا یا کم ہے اور ہم زندہ ہیں؟

اس روایت کی تخریج نسائی نے اس عبارت سے کی اور بخاری، مسلم میں روایت بالمعنیٰ پائی جاتی ہے۔

حضرت ابوبکرؓ کو حضرت علیؓ کا مشورہ

اس سے قبل غار کے واقعہ میں اس کا ذکر مع شرح کے ہو چکا ہے۔ اور یحییٰ بن عمرؓ اپنے باپ سے وہ اپنے دادا سے روایت بیان کرتے ہیں۔ جب بعض لوگوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا تو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کو اکٹھا کر کے اس سلسلہ میں مشورہ طلب کیا۔ چنانچہ اس میں اختلاف ہو گیا تو حضرت ابوبکرؓ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے پوچھا اے ابا الحسن آپ کیا فرماتے ہیں؟

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا: اگر آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لی ہوئی کسی چیز کو چھوڑیں گے تو آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کے خلاف کریں گے۔

حضرت ابوبکرؓ نے کہا! میں نے کہا ہے کہ اگر انہوں نے زکوٰۃ کی ایک رسی بھی روک لی تو میں ان سے جنگ کروں گا۔ (اخرجہ ابن السمان فی الموافق)

ہم ہلاک ہو جاتے

ابی رجاء عطاردی سے روایت ہے کہ میں مدینہ منورہ میں داخل ہوا تو لوگوں کا اجتماع دیکھا۔ اور دیکھا کہ ایک شخص نے ایک شخص کے سر کو چوم کر کہا ہم آپ پر فدا ہوں۔ اگر آپ نہ ہوتے تو ہم ہلاک ہو جاتے۔ پس میں نے کہا! کس نے چوما ہے اور کس کو چوما ہے؟

کہا کہ یہ حضرت عمر فاروقؓ ہیں جنہوں نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے سر کو بوسہ دے کر ان مرتدین سے جنگ کے بارے کہا تھا جنہوں نے زکوٰۃ ادا کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ یہاں تک کہ زکوٰۃ کے ساتھ ذلیل کر کے لائے گئے۔

(خرجہ فی الصفوۃ فی فضائلہ)

ہم نے انہیں حق پر پایا

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم اسے ناپسند کرتے تھے۔ پھر ہم نے بے حد تعریف کی۔ اور ہم نے انہیں راہ ہدایت پر پایا۔ چنانچہ اگر ابوبکرؓ یہ کام نہ کرتے تو لوگوں کیلئے قیامت تک زکوٰۃ کی حد نہ ہوتی۔

(خرجہ الخلعی)

ہم آپ کو کھونا نہیں چاہتے

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے۔ جب مرتدین سے لڑائی کے دن میرے اباجان تلوار لیکر اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر نکلے تو حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آ کر ان کی اونٹنی کی مہار پکڑ لی اور کہا اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلیفہ! کہاں چلے، میں آپ کو وہ بات کہوں گا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے احد کے دن کہی تھی۔ آپ اپنی تلوار میان میں ڈالیں، ہم آپ کی ذات کا غم برداشت کرنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ آپ مدینہ منورہ کو لوٹ جائیں۔ خدا کی قسم! اگر ہمیں آپ کی مصیبت پہنچی تو آپ کے بعد کبھی نظم و نسق برقرار نہیں رہ سکے گا۔ پس وہ واپس آ گئے۔

اس روایت کی تخریج خلعی نے اور موافق میں ابن سمان نے اور صاحب فضائل نے کی۔ اور یہ زیادہ کیا کہ پھر لشکر گذر گیا۔

حضورؐ کا بھیجا ہوا لشکر واپس نہیں بلاؤں گا

حضرت ابُوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ سے روایت ہے اُنہوں نے کہا! قسم ہے اُس اللہ کی جس کے سِوا کوئی معبُود نہیں، مگر وُہ اگر حضرت ابُوبکر خلیفہ نہ ہوتے تو اللہ کی عبادت کرنیوالا کوئی نہ ہوتا۔ پھر دُوسری بار کہا، پھر تیسری بار کہا۔ اُنہیں کہا گیا اے ابُوہریرہ! کیسے؟

اُنہوں نے کہا! رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ کی کمان میں سات سو افراد کا لشکر شام کی طرف بھیجا۔ جب وُہ ذی خشب کے مقام پر اُترا تو حضُور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال مبارک ہوگیا اور مدینہ منورہ کے گرد عرب دین سے پھر گئے۔ پس حضرت ابُوبکر صدّیق کے پاس رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب جمع ہوئے اور کہا! اے ابا بکر رُوم کی طرف جانیوالے لشکر کو واپس بلائیں کیونکہ عرب مُرتد ہو گئے ہیں۔

حضرت ابُوبکر نے فرمایا! قسم ہے اُس اللہ کی جس کے سِوا کوئی معبُود نہیں مگر وُہ، اگر کُتے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج مطہرات کے پاؤں کاٹنے لگیں تو جب بھی مَیں اُس لشکر کو واپس نہیں بلاؤں گا۔ جسے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھیجا ہے اور نہ ہی اُس پرچم کو سمیٹوں گا جسے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مُنعقد کیا تھا۔

اگر مجھے بھیڑیا کھا جائے

ایک روایت میں ہے، خُدا کی قسم اگر میں جان لُوں کہ اگر میں نے لشکر

کو واپس نہ بلایا تو بھیڑیا میرے پاؤں نوچ لے گا۔ تو جب بھی اُس لشکر کو نہ بُلاؤں جسے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھیجا ہے۔ اور حضرت اسامہ کو اِس لشکر کے ساتھ جانے کا حُکم دیا ہے۔

۲ ایک روایت میں ہے کہ حضرت عمرؓ نے کہا! اے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلیفہ! عرب مُرتد ہو گئے ہیں۔ اور ان کے ارتداد کے پیچھے کفار ہیں۔ جیسا کہ مجھے علم ہے اور آپ چاہتے ہیں کہ حضرت اسامہؓ کا لشکر نافذ رہے۔ اور اسامہؓ کے لشکر میں عرب کی جماعت اور باطل لوگ ہیں۔ اگر آپ اُس لشکر کو روک لیں تو وُہ عرب کے مُرتدین کی سرکوبی کے لئے آپ کی تقویت کا باعث ہوگا۔

حضرت ابُوبکر صدّیق نے فرمایا! اگر مَیں جان لُوں کہ مجھے اِس شہر میں بھیڑیا کھا جائیگا تو بھی اسامہؓ کے لشکر کو نافذ رکھتا۔ جیسا کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے! اسامہؓ کا لشکر جائیگا۔ اور ہمیں وُہ چیز ہرگز نہیں پہنچے گی جو اللہ تعالےٰ نے ہمارے لئے نہیں لکھی۔ لہٰذا حضرت اسامہؓ لشکر کو لے کر تشریف لے گئے جب کہ جو ارتداد کرنا چاہتے تھے وُہ لوگ کہتے تھے اگر اُن کے پاس ایسی قوت اور ہوتی تو وُہ ہمیں اپنے پاس بلانے کی بجائے ہم پر چڑھائی کرتے۔ یہاں تک کہ حضرت اسامہؓ کے لشکر نے رُوم میں جاکر رُومیوں کو شکست دی اور اُنہیں قتل کیا اور خیر و عافیت اور سلامتی کے ساتھ واپس آگیا۔

اِس روایت کی تخریج ابُوعبیدہ نے کتاب الاحداث میں، ابوالحسن علی بن محمد القرشی نے کتاب الردۃ والفتوح میں، رازی نے فضائل میں اور ملا نے سیرت میں کی۔

اسامہ کی سرداری قائم رہے گی

ابوالحسن علی بن محمد قرشی سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضؓ حضرت اسامہؓ بن زید کے پاس تشریف لے گئے۔ اور اُن کا لشکر مدینہ منورہ سے نکل چکا تھا۔ آپ نے انہیں فرمایا! جائیں آپ پر اللہ رحم فرماتے، آپ کی سرداری کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم فرمایا ہے۔ اور میں آپ کے امر میں کمی نہیں کروں گا۔ پس اگر میں دیکھتا تو عمر بن خطاب کیلئے اِذن دینا جو میرے نزدیک اِس کا مقام ہے۔ پس مجھے اُس سے اُنس ہے اور اُسکی رائے سے مدد لیتا۔

حضرت اسامہ نے کہا! ایسا ہی ہے اور اسامہ اُس مقام کی طرف تھے جس کی طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں خروج کا حکم دیا تھا۔

تلوار میان میں نہیں ڈالوں گا

حضرت ہشام بن عروہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں۔ بنی سلیم کے لوگ مُرتد ہو گئے تو حضرت ابوبکر نے اُن کی طرف حضرت خالد بن ولید کو بھیجا۔ انہوں نے اُن لوگوں کو حظائر میں جمع کیا۔ پھر اُسے اُن پر آگ سے جلا دیا۔ یہ خبر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کو پہنچی تو وہ حضرت ابوبکر کے پاس آئے اور کہا! لوگوں کو اللہ کے عذاب سے معذّب کیا گیا ہے!

حضرت ابوبکر نے فرمایا! خدا کی قسم میں اللہ تعالیٰ کے دشمنوں پر جو تلوار میان سے نکال چکا ہوں اُسے میان میں نہیں ڈالوں گا۔ یہاں تک کہ وہ اُسے میان میں ڈال دے۔ پھر انہوں نے مسیلمہ کذّاب کی طرف ایک لشکر کو جانے کا حکم دیا۔

"خرجہ ابو معاویہ"

زندگی کی آخری بات

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ جب حضرت ابوبکر صدیق کا وقتِ وصال آیا تو میں نے چاہا کہ اُن سے حضرت طلحہ بن عبید اللہ کے بارے میں بات کروں۔ پھر جب اُن کا سانس اکھڑنے لگا اور اُس کے ساتھ سینہ تنگ ہو گیا تو آپ نے، وَجَاءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ذَٰلِكَ مَا كُنتَ مِنْهُ تَحِيدُ ۝[1] (اور آ گئی موت کی سختی حق کے ساتھ یہ ہے جس سے تو بھاگتا ہے) پڑھ کر فرمایا! اے بیٹی بیٹھ جا۔ میں آپ کے پاس بیٹھ گئی تو انہوں نے اپنے ہاتھ اُٹھا کر کہا! "اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ لَکَ اٰلٌ" یعنی الٰہی میں فرار نہیں ہوں گا۔

۱؎ ق آیت ۱۹

حضورؐ کی بات سمجھنا اور صحابہ کے اُمور اُن سے زیادہ جاننا

خصوصیت ۔

حضرت ابو سعید خُدری رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے منبر پر جلوہ افروز ہو کر فرمایا اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے کو اختیار دیا ہے کہ وُہ دُنیا کو اختیار کرے یا اُس کو اختیار کرے جو اللہ تعالےٰ کے پاس ہے تو اُس نے اُسے پسند کیا جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے ۔

پس حضرت ابُوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ رونے لگے اور عرض کی آپ پر ہمارے باپ اور مائیں قربان ہوں، کیونکہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہی اللہ تعالےٰ کے پاس جانا پسند کرنے والے تھے اور حضرت ابُوبکرؓ اسے ہم سے زیادہ جانتے تھے ۔

اِس کی تخریج احمد اور ابو حاتم نے کی

حضورؐ کو اختیار دے دیا گیا مزید روایات

بخاری کے نزدیک اِس قول کے بعد یہ ہے کہ حضرت ابُوبکرؓ رونے لگے تو ہم رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بندے کی پسندیدگی کی خبر سے اُن کے رونے پر متعجب ہُوئے جب کہ یہ خبر رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اپنی پسند کے بارے میں ہی تھی اور حضرت ابُوبکرؓ ہم سے زیادہ جانتے تھے ۔

ترمذی کے نزدیک ابی معلّی کی روایت سے ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے خُطبہ ارشاد کرتے ہُوئے فرمایا! ایک شخص اپنے رب کی طرف سے اختیار دیا گیا ہے کہ وُہ دنیا کو پسند کرے اور جو چاہے دنیا سے کھائے یا اپنے

پروردگار سے ملاقات کرے تو اُس نے اپنے رب سے ملنا پسند کیا. کہا پس حضرت ابوبکر رونے لگے تو رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے صحابہؓ نے کہا. کیا اِس بوڑھے پر تعجب نہیں کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے صالح شخص کے بارے میں فرمایا ہے کہ وُہ دُنیا کے درمیان رہنا پسند کرے یا اپنے پروردگار سے ملاقات کرے. تو یہ رونے لگے. کہا ! حضرت ابُوبکرؓ اُسے اُن سے زیادہ جانتے تھے جو رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا تھا پس ابُوبکرؓ نے کہا! بلکہ آپ پر ہمارے باپ اور اموال قُربان ہوں ۔

اس روایت کو حافظ دمشقی نے حضرت ابو سعید خُدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اِن لفظوں کے ساتھ روایت کیا کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حجۃ الوداع سے واپسی پر تشریف فرما ہُوئے تو فرمایا اِنّ عبداً، پھر اِس مفہوم کی روایت بیان کی اور کہا حضرت ابُوبکرؓ اُمور کو ہم سے زیادہ جاننے والے تھے ۔ اور اِس سے پہلے بیان ہُوا کہ وُہ لوگوں میں اپنی صحبت اور اپنے مال سے زیادہ احسان کرنے والے تھے ۔

صاحبِ فضائل نے حضرت ابُوسعیدؓ سے اِن لفظوں کے ساتھ روایت کی کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنے مرضِ ارتحال میں ہمارے پاس تشریف لائے اور آپ کے سر پر پٹی بندھی ہُوئی تھی آپ کو ہم نے سہارا دیا تو آپ نے منبر پر کھڑے ہو کر فرمایا! بے شک میں ایک ساعت حوض پر قیام پذیر ہُوں پھر فرمایا! بندے پر دُنیا اور اُس کی زینت پیش کی گئی تو اُس نے آخرت کو اختیار کیا، پس لوگوں میں سے کوئی بھی اِس بات کو نہ سمجھ سکا مگر حضرت ابُوبکرؓ اُنہوں نے کہا! میرے ماں باپ آپ پر قربان بلکہ آپ پر ہمارے مال، ہماری جانیں اور ہماری اولادیں قربان ہوں، پھر آپؐ منبر سے تشریف لے آئے اور آپ ایک ساعت ہی منبر رہے تھے اور کہا یہ حدیث حسن ہے ۔

علم توحید پر گفتگو

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا میں حضورِ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپؐ اور حضرت ابوبکرؓ علم توحید پر گفتگو فرما رہے تھے، پس میں اُن کے درمیان بیٹھ گیا گویا کہ میں حبشی ہوں اور جو وہ کہتے ہیں اُسے نہیں جانتا۔

"خصوصیت۔ علم کا دودھ نوش کرنا

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! میں نے دیکھا گویا کہ مجھے دودھ سے بھرا ہوا بڑا پیالہ دیا گیا ہے یہاں تک کہ میں نے اُس سے سیر ہو کر پیا تو دیکھا کہ وہ میری جلد اور ہڈیوں کی درمیانی رگوں میں دوڑ رہا ہے۔ جو اُس سے باقی بچا وہ میں نے ابوبکر کو دے دیا۔ لوگوں نے کہا! یا رسول اللہ یہ علم ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمایا اور آپ نے سیراب ہو کر جو زیادہ تھا حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عطا فرما دیا، آپ نے فرمایا تم نے ٹھیک کہا، خرجہ، ابوحاتم۔

"خصوصیت۔ ماہرِ نسب ہونے پر حضور کی گواہی

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا! جلدی نہ کریں ابوبکرؓ کو آنے دو وہ انسابِ قریش کو زیادہ جانتے ہیں یہاں تک کہ تجھے میرا نسب سکھائیں۔ فضائل میں نقل کر کے لکھا ہے کہ حدیث حسن ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ مجھ سے حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اِس میں روایت بیان کی فرمایا! جب اللہ تبارک وتعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم دیا کہ خود کو قبائل عرب پر پیش کریں تو میں نکلا اور ابوبکرؓ میرے ساتھ تھے پس ہم مجالسِ عرب کی طرف گئے تو ابوبکرؓ مجھ سے آگے تھے اور وہ خیر میں آگے ہوتے اور وہ ماہر انساب تھے پس انہیں سلام کیا اور کہا تم کس قوم سے ہو؟

انہوں نے کہا! ربیعہ کی قوم سے

حضرت ابوبکر نے فرمایا! کون سے ربیعہ تم اُس کے ہا یا اُسکے ہازم سے ہو؟

انہوں نے کہا! ہم ذہل اکبر ہیں

فرمایا! تم میں عوف ہے جس کے لئے کہتے ہیں کہ وادی عوف میں کوئی آزاد نہیں

انہوں نے کہا! نہیں

فرمایا! تم میں بادشاہوں کو قتل کرنے والا اور اُن کی جانیں سلب کرنے والا حوفزان ہے؟

انہوں نے کہا! نہیں

فرمایا! تم میں صاحبِ دستارِ فردہ مزدلف ہے؟

انہوں نے کہا! نہیں

فرمایا! تم میں غم کیلئے بادشاہوں سے دامادی رشتے والا ہے؟

انہوں نے کہا! نہیں

فرمایا! تم ذہل اکبر نہیں ہو تم ذہل اصغر ہو۔

اُن میں سے بنی شیبان کا دغفل نامی لڑکا اٹھا اور اُس نے کہا!

ان علی سائلنا ان نسالہ
والعبء لا تعرفہ أو تحملہ

اے وہ! آپ ہم سے پوچھیں ہم آپ کو بتائیں گے اور کوئی چیز نہیں چھپائیں گے پہلے یہ بتائیں آپ کون ہیں؟

فرمایا میں قریش کے قبیلہ سے ہوں میرا نام ابوبکر ہے۔

نوجوان نے کہا! مبارک ہو آپ سرداری اور بزرگی والے ہیں، آپ کون سے قرشیوں سے ہیں؟

فرمایا! میں تیم بن مرہ کی اولاد سے ہوں۔

نوجوان نے کہا! ٹھہریں خدا کی قسم برابر سرحد سے ہے کیا قصی آپ سے تھے جنہوں نے فہر کے تمام قبیلوں کو جمع کیا اور قریش میں مجمع کے نام سے پکارے جاتے ہیں؟ فرمایا! نہیں۔

نوجوان نے کہا! ہاشم آپ سے ہیں جن کے بارے میں شاعر نے کہا ہے

عَمرُو العُلا هَشَمَ الثَّرِيْدَ لِقَومِہ
وَرِجَالُ مَكَّةَ مُسْنِتُونَ عِجَافُ ؛ !

بلندی والے عمرو جنہوں نے اپنی قوم کیلئے ثرید تیار کی اور مکہ کے لوگ کمزور ہو چکے تھے۔

حضرت ابوبکر نے فرمایا! نہیں

نوجوان نے کہا! شیبۃ الحمد عبدالمطلب آسمانی پرندوں کو کھانا کھلانے

والے جن کا چہرہ اندھیری راتوں میں چاند کی طرح چمکتا ہے۔
آپ سے ہیں؛ فرمایا! نہیں

نوجوان نے کہا! کیا لوگوں میں جو اہل افاضہ ہیں وہ آپ ہیں؟ فرمایا! نہیں

نوجوان نے کہا! آپ اہلِ حجابہ یعنی کعبے کے دربانوں سے ہیں؛ فرمایا! نہیں

نوجوان نے کہا! آپ اہلِ سقایہ سے ہیں؟ فرمایا نہیں،

نوجوان نے کہا! آپ اہلِ ندوہ سے ہیں؛ فرمایا نہیں

نوجوان نے کہا! آپ اہلِ رفادہ سے ہیں؟ فرمایا نہیں

پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے ناقہ کی مہار پکڑی اور حضور رسالتآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف واپس ہوئے تو نوجوان نے کہا!

صادَفَ درءَ السّیلِ درءٌ اسیرفعہٗ
یہیضہ حیناً وحیناً یرفعہٗ ؛

خدا کی قسم اگر آپ ٹھہرتے تو میں آپ کو بتاتا کہ آپ کون سے قریش سے ہیں!

کہا! پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تبسم فرمایا۔ حضرت علیؑ فرماتے ہیں میں نے کہا! اے ابابکر! بیشک اعرابی سے باقعہ پر واقع ہوا ہے۔

حضرت ابوبکر نے فرمایا! اے اباحسن بیٹھ جائیں وہ مصیبت ہی نہیں مصیبت کے اوپر ہے اور گفتگو کے ساتھ موکل کی مصیبت ہے۔

حضرت علی فرماتے ہیں پھر ہم دوسری مجلس کی طرف گئے تو اُن میں سکون اور وقار تھا۔ پس حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آگے بڑھ کر سلام کیا اور کہا آپ کس قبیلہ سے ہیں؟

اُنہوں نے کہا! شیبان بن ثعلبہ سے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرف متوجہ ہو کر عرض کی، میرے ماں باپ آپ پر قربان، یہ لوگوں کو ہلاک کرنے والے ہیں اور ان میں مفروق بن عمرو اور ہانی بن قبیصہ، مثنیٰ بن حارثہ اور نعمان بن شریک ہیں اور مفروق اِن میں خوبصورتی اور زبان دانی سے اِن میں غالب تھا۔ اور اُس کے پاس دو چشمے تھے اور وُہ قوم کے قریب بیٹھا تھا پس ابوبکرؓ نے فرمایا تمہاری تعداد کیا ہے؟

مفروق نے کہا: ہم ایک ہزار سے زیادہ ہیں اور ایک ہزار قلت سے مغلوب نہیں ہوتے،

حضرت ابُوبکر نے فرمایا: تم میں کیسے ردکتے ہیں؟

مفروق نے کہا: ہم جنگ کرتے ہیں اور ہر گروہ کے لئے ایک سر حد ہے۔

حضرت ابُوبکر نے فرمایا: تمہارے اور تمہارے دشمن کے درمیان جنگ کیسے ہوتی ہے؟

مفروق نے کہا: ہم سخت غضبناک ہو کر ملتے ہیں اور جب غضبناک ہو کر ملا جائے تو ملاقات سخت ہوتی ہے،

حضرت ابوبکر نے کہا: تمہارے پاس اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تشریف لائے ہیں اور وُہ یہ ہیں،

مفروق نے کہا: ہمیں اِن کا ذکر پہنچ چکا ہے۔ اے قریش بھائی ہمیں دعوت دیں، پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تشریف لائے اور بیٹھ گئے تو حضرت ابُوبکر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے آپ کے سر مبارک پر کپڑے کا سایہ کر دیا، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا میں تمہیں لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہٗ اور محمد عبدہٗ

ورسولہٗ کی گواہی دینے کی دعوت دیتا ہوں، اور اپنی امداد و نصرت پر بلاتا ہوں اور قریش اللہ کے امر پر لڑائی کرتے ہیں اور آپکے بھیجے ہوئے کی تکذیب کرتے ہیں اور باطل کا ساتھ دے کر حق سے مستغنی ہیں اور اللہ تعالیٰ غنی الحمید ہے۔

مفروق بن عمرو نے کہا: اے قریش بھائی خدا کی قسم ہم نے اِس سے اچھا کلام نہیں سُنا۔ اور بھی کچھ بتائیں،

پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہ آیات تلاوت فرمائیں،

قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ اَلَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَلَا تَقْتُلُوْا اَوْلَادَكُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَاِيَّاهُمْ وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ ج وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ذٰلِكُمْ وَصّٰكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ہ وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ وَاَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ ج لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ج وَاِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوْا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى ج وَبِعَهْدِ اللّٰهِ اَوْفُوْا ذٰلِكُمْ وَصّٰكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ہ وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ ج وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ ذٰلِكُمْ وَصّٰكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ[1]

تم فرماؤ آؤ میں تمہیں پڑھ کر سناؤں جو تم پر تمہارے رب نے حرام کیا یہ کہ اس کا کوئی شریک نہ کرو اور ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرو اور اپنی اولاد قتل نہ کرو

---

[1] الانعام آیت ۱۵۱ تا ۱۵۳

مفلسی کے باعث ہم تمہیں اور اُنہیں سب کو رزق دیں گے اور بے حیائیوں کے پاس نہ جاؤ جو ان میں کھلی ہیں اور جو ان میں چھپی ہیں اور جس جان کی اللہ نے حرمت رکھی اُسے ناحق نہ مارو یہ تمہیں حکم فرمایا ہے کہ تمہیں عقل ہو اور یتیموں کے مال کے پاس نہ جاؤ مگر بہت اچھے طریقے سے جب تک کہ وہ اپنی جوانی کو پہنچے اور ناپ اور تول انصاف کے ساتھ پوری کرو ہم کسی جان پر بوجھ نہیں ڈالتے مگر اُس کے مقدور بھر، اور جب بات کہو تو انصاف کی کہو اگرچہ تمہارے رشتہ دار کا معاملہ ہو اور اللہ ہی کا عہد پورا کرو یہ تمہیں تاکید فرمائی کہ کہیں تم نصیحت مانو اور یہ کہ یہ ... میرا سیدھا راستہ ہے تو اس پر چلو اور اور راہیں نہ چلو کہ تمہیں اس کی راہ سے جدا کر دیں یہ تمہیں حکم فرمایا کہ کہیں تمہیں پرہیزگاری ملے۔

مفروق نے کہا! اے قریشی بھائی آپ اور کس چیز کی دعوت دیتے ہیں؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔

إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَيَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ

وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ ۚ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ؎

بیشک اللہ حکم فرماتا ہے انصاف اور نیکی اور رشتہ داروں کو دینے کا اور منع فرماتا ہے بے حیائی اور بُری بات اور سرکشی سے، تمہیں نصیحت فرماتا ہے تاکہ تم دھیان کرو،

مفروق نے کہا! اے قریشی بھائی خدا کی قسم آپ مکارم اخلاق اور محاسن اعمال کی طرف بُلاتے ہیں، اور بیشک قوم آپ پر کذب کا بہتان لگاتی ہے۔ اور آپ پر حملہ آور ہوتی ہے، پھر اُس نے چاہا کہ اپنی گفتگو میں ہانی بن قبیصہ کو شریک کرے

؎ النحل آیت ۹۰

زندگی کی آخری بات

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت ہے کہ جب حضرت ابُو بکر صدیق کا وقتِ وصال آیا تو مَیں نے چاہا کہ اُن سے حضرت طلحہ بن عبید اللہ کے بارے میں بات کروں۔ پھر جب اُن کا سانس اکھڑنے لگا اور اُس کے ساتھ سینہ تنگ ہوگیا تو آپ نے، وَجَاءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ذَٰلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيدُ ؎ (اور آئی موت کی سختی حق کے ساتھ یہ ہے جس سے تو بھاگتا ہے) پڑھ کر فرمایا! اے بیٹی بیٹھ جا۔ مَیں آپ کے پاس بیٹھ گئی تو اُنہوں نے اپنے ہاتھ اُٹھا کر کہا! "اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ لَمْ اٰلُ" یعنی الٰہی میں قصور وار نہیں ہوں گا۔

؎ ق آیت ۱۹

اِنَّا اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا [1]

بیشک ہم نے آپ کو شاہد و مبشر اور ڈرانے والا اور اللہ تعالےٰ کی طرف اُس کے اذن سے بلانے والا اور روشن چراغ بنا کر بھیجا ہے۔

پھر آپ نے حضرت ابُوبکرؓ کے ہاتھ پر گرفت کرتے ہُوئے فرمایا! اے ابابکر جاہلیت میں جو اخلاق کی نشانی سے شرف ہے اللہ تعالیٰ اِس کے ساتھ ایک دوسرے کی مدافعت کرتا ہے۔ اور اِس کے ساتھ اُن کے درمیان حدِ فاصل ہے کہا پھر ہم اوس و خزرج کی مجلس میں گئے یہاں تک کہ اُنہوں نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے بیعت کی۔ حضرت علی فرماتے ہیں میں نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو دیکھا آپ حضرت ابُوبکرؓ سے لوگوں کے نساب کے بارے میں پُوچھتے تھے۔

تشریح! علامہ محب طبری نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دغفل کے درمیان ہونے والی گفتگو کی تشریح کرتے ہُوئے لکھا ہے کہ دغفل خود بھی قریش کے نسب کا ماہر نہیں تھا ورنہ وہ تیم بن مرہ سے ضرور متعارف ہوتا اُس کا چند قریش سرداروں کے بارے میں سوال کر کے یہ ثابت کرنا کہ میں نساب کو زیادہ جاننے والا ہُوں غلط ہے۔

اور حضرت ابُوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُس سے بہر حال زیادہ جانتے تھے۔ مختصراً۔ مترجم

حضُور کے سامنے فتویٰ دینا خصُوصیت۔

حضرت ابی قتادہؓ سے روایت ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا،

[1] الاحزاب آیت ۴۵

مَنْ قَتَلَ قَتِيْلًا لَهٗ عَلَيْهِ بَيِّنَةٌ فَلَهٗ سَلَبُهٗ

یعنی جو جہاد کرتے ہُوئے کسی کافر کو قتل کرے تو اُس کا اسباب قتل کرنے والے کو دیا جائے گا۔

اور میں نے ایک مشرک کو قتل کیا تھا پس میں اُٹھا اور کہا کون گواہ ہوگا؟ پھر بیٹھ کر اُٹھا اور کہا میرا کون گواہ ہوگا؟ پھر بیٹھ گیا اور تیسری مرتبہ اُٹھ کر کہا میرا کون گواہ ہوگا؟

ایک شخص نے اُٹھ کر کہا یا رسُول اللہ اس نے سچ کہا ہے اس کا اسباب میرے پاس ہے آپ اِسے راضی کرا دیں تاکہ اسباب میرے پاس رہے۔ حضرت ابُوبکرؓ نے فرمایا! واللہ یہ نہیں ہو سکتا کہ اللہ کا ایک شیر اللہ اور اُسکے رسُول کی طرف سے جنگ لڑے اور اُسکا اسباب تجھے دے دیا جائے، حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! اس نے سچ کہا۔ اس پر اُس شخص نے وہ سامان مجھے دے دیا اور میں نے اُس سے ایک زرہ فروخت کر کے بنی سلمہ کا ایک باغ خریدا اور یہ اسلام کے دورِ اول کا مال ہے جو مجھے پہلے پہل ملا بخاری مسلم۔

تشریح! جاننا چاہیئے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی موجودگی میں لوگوں کو دھمکاتے، روکتے اور فتویٰ اور قسم دیتے ہیں پھر رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اس کی تصدیق کرتے ہیں اور یہ خصُوصی شرف اُن کے سوا کسی کو حاصل نہیں اور حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حیاتِ طیبہ میں یہ چوُدہ اشخاص فتویٰ دیتے تھے، حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، حضرت ابن مسعود، حضرت عمار بن یاسر، حضرت ابی بن کعب، حضرت معاذ بن جبل، حضرت حذیفہ بن یمان، حضرت زید بن ثابت، حضرت ابُو درداء، حضرت سلمان اور حضرت ابُوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

ہٰذا جب ایک شخص نے اہل علم سے پُوچھا کہ مجھے بتائیں میرے بیٹے پر سو کوڑے ہیں ؟ تو رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پر اپنے زمانہ میں دُوسروں کے فتویٰ کا انکار نہیں فرمایا کیونکہ اُس سے فتویٰ صادر ہونا آپؐ کی ہی تعلیمات سے اخذ کرنا ہے رہا! آپ کی موجودگی میں فتویٰ دینا جس کا ہم نے ذکر کیا تو یہ حضرت ابُوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سوا کسی نے نہیں دیا۔

کافروں پر جنت کی ہر چیز حرام ہے

محمد بن کعب القرظی کہتے ہیں مجھے روایت پہنچی ہے کہ جب حضرت ابوطالب نے اپنی تکلیف کی شکایت کی تو قریش نے کہا! اپنے بھتیجے کی طرف پیغام بھیج وُہ جنت کی چیزیں بھیجے جس کا وُہ ذکر کرتا ہے تاکہ تجھے تندرستی ملے۔

چُنانچہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس کافروں کا فرستادہ پہنچا تو آپ کے پاس حضرت ابُوبکرؓ بیٹھے ہُوئے تھے، پیغام بر نے کہا اے محمدؐ آپ کے چچا نے کہا ہے میں بُوڑھا، کمزور اور بیمار آدمی ہوں مُجھے اُس جنت سے کھانے پینے کی کوئی چیز بھیجیں جس کا آپ ذکر کرتے ہیں اُس میں میرے لئے شفاء ہوگی۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! اللہ تعالےٰ نے کافروں پر جنت کے کھانے حرام کر رکھے ہیں، یہ سُنکر کافروں کا پیغام بر واپس چلا گیا اور اُنہیں جا کر حضرت ابُوبکرؓ کی بات سُنائی اُنھوں نے اس بات کو اپنے نفوس پر محمُول کرتے ہُوئے آپ کے پاس پیغام بھیجا اور خود بھی آئے، پیغام لانے والے نے آپ کے سامنے پھر وُہی بات دُہرائی تو رسُول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اسے کافروں پر حرام کر رکھا ہے۔

اِس روایت کی تخریج فضائلِ ابی بکر میں کی اور یہ مُرسل ہے۔

تشریح! کافروں کے لئے بلاشُبہ جنت کے کھانے حرام ہیں مگر اِس امر کو حضرت ابو طالبؓ کے کھاتے میں ڈالنا خلافِ واقعہ ہے۔ اِس لئے کہ حضرت ابُوطالبؓ کی بیماری کے وقت حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود اُن کے لئے دُعا فرماتے ہیں۔ علاوہ ازیں حضور علیہ الصلواۃ والسلام اُن سے دُور ہی کب تھے۔ مترجم

خوابوں کی تعبیر جاننے والے

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ اُحد سے واپسی پر ایک شخص نے کہا یارسُول اللہ میں نے خواب میں دیکھا کہ سائے میں گھی اور شہد بہہ رہا ہے اور لوگ اُسے ہتھیلیوں میں ڈال رہے ہیں بعض کم بعض زیادہ، پھر میں نے آسمان سے آنے والی ایک رسی اور جڑ کو دیکھا اور اُسے پکڑ کر بُلند ہُوا پھر آپ کے بعد دُوسری کو پکڑ کر اُونچا ہُوا پھر ایک اور کو پکڑا تو وُہ کٹ گئی پھر اُس تک پہنچ کر اُونچا ہُوا۔

حضرت ابُوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یارسُول اللہ اِس کی تعبیر مجھ پر چھوڑ دیں، آپؐ نے فرمایا! بتائیں عرض کی! سایہ اسلام ہے، گھی اور شہد! قرآن اور اُس کی مٹھاس اور گداز ہے جس سے لوگ کم یا زیادہ لیتے ہیں، آسمان کی رسی حق ہے جس پر آپؐ ہیں اور جسے آپؐ سے لیکر بلند ہُوا پھر دُوسری مرتبہ آپ کے بعد لیا تو بلند ہُوا پھر ایک مرتبہ اُس سے اخذ کیا تو اُس سے کٹ گیا پھر اُسے ملا تو بلند ہُوا،

پھر حضرت ابُوبکر نے عرض کی یارسُول اللہ کیا یہ درُست ہے؟ آپؐ نے فرمایا کچھ درُست ہے کچھ غلط ہے، عرض کی یارسُول اللہ! آپ کو جو خبر دی گئی ہے۔

بخاری مُسلم

یہی تعبیر فرشتے نے بتائی تھی

حضرت عمر بن شرحبیلؓ سے روایت ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے فرمایا! میں نے دیکھا گویا کہ سیاہ بکری کے پیچھے سفید بکری ہے اور اُس کی سفیدی کی کثرت سے سیاہی نمایاں نہیں ہوتی۔

حضرت ابوبکرؓ نے عرض کی! یا رسول اللہ یہ عرب ہے جس میں آپؐ پیدا ہوئے پھر عجم میں داخل ہوئے تو عرب کے لوگ اُن کی کثرت سے ظاہر نہ ہو سکے، آپؐ نے فرمایا صبح کے فرشتے نے اِس کی ایسی ہی تعبیر بتائی ہے۔

اِس روایت کی تخریج سعید بن منصور نے سنن میں کی اور حاکم ابو عبداللہ بن ربیع نے اِسے نقل کیا اور کہا یہ مُرسل ہے۔

تُو قتل ہو گا

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی خدمت میں ابن بدیل نے عرض کی تو آپ نے فرمایا تُو نے خواب میں خود کو قتل ہوتے دیکھا ہے پس یہ قصہ حضرت ابوبکرؓ کے سامنے آیا تو اُنہوں نے فرمایا! تیرا خواب سچا ہے تو بغیر امرِ مُلتبس کے قتل ہو گا پس وہ صفین کے دِن قتل ہوئے، خرجہ فی الفضائل

اگر شہتیر ٹُوٹے؟

حضرت عطاؒ سے روایت ہے کہ ایک عورت نے حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی گویا کہ میں نے دیکھا میرے گھر کا شہتیر ٹُوٹ گیا اور میرا شوہر غائب ہے؟ آپ نے فرمایا! غائب ہونے والا تیرے پاس لوٹ آئے گا، پس اُس کا شوہر آیا اور پھر غائب ہو گیا۔

وہ عورت دوبارہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کہا گویا کہ میں نے

دیکھا میرے گھر کا شہتیر ٹُوٹ گیا اور میرا شوہر غائب ہے؟ آپؐ نے پہلے کی طرح فرمایا تو اُس کا شوہر لوٹ آیا، پھر وہ تیسری مرتبہ آئی تو رسُول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کو نہ پا کر حضرت ابوبکر و عمر یا دونوں میں سے ایک کے پاس جا کر اپنا خواب سُنایا، حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا! تیرا شوہر فوت ہو گیا ہے۔

پھر رسُول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم تشریف لائے تو اُس نے آپ کو بتایا آپ نے فرمایا! کیا تو مجھ سے پہلے کسی سے پُوچھ چکی ہے؟ اُس نے کہا! ہاں، آپ نے فرمایا پس وہ ایسے ہی جیسے تجھے بتایا گیا ہے۔

تین چاند اُتریں گے

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا نے خواب میں دیکھا کہ اُن کے گھر میں تین چاند اُترے ہیں، اُنہوں نے یہ واقعہ حضرت ابوبکرؓ کی خدمت میں عرض کیا اور وہ لوگوں میں تعبیر کو سب سے زیادہ جاننے والے تھے، اُنہوں نے کہا تُو نے سچا خواب دیکھا ہے، تیرے گھر میں زمین کے تین بہترین آدمی دفن ہوں گے، پس جب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کا وصال مبارک ہوا تو حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا اے عائشہ یہ تیرے چاندوں میں سب سے بہتر چاند ہیں۔

دونوں روایات کی تخریج سعید بن منصور نے کی۔

خصوصیت

حضرت مسور بن مخرمہ اور مروان بن حکم سے حدیبیہ کے واقعہ میں روایت ہے کہ جب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے پاس حدیبیہ میں مشرکین کا نمائندہ آیا تو اُس نے آپ کو بتایا کہ قریش آپ کے ساتھ جنگ کیلئے اور آپ کو بیت اللہ کی زیارت سے روکنے کے لئے جمع ہیں،

حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے لوگو مجھے مشورہ دو کیا ہم اُنکے اہل وعیال پر حملہ کر دیں جو ہمیں بیت اللہ سے روکنا چاہتے ہیں؟ اگر وُہ ہمارے مقابلہ میں آئے تو اللہ عزوجل ہمارے ساتھ ہے جس نے ہمارے جاسوس کو مشرکین سے محفوظ رکھا اور ہم اُنہیں لڑائی سے فرار ہونے والے چھوڑیں گے۔ حضرت ابُوبکر نے عرض کی یا رسول اللہ ہم گھروں سے بیت اللہ کے ارادہ سے آئے ہیں لڑائی کیلئے نہیں آپ اُس طرف قدم اُٹھائیں گے تو روکنے والے سے ہمیں لڑنا ہوگا۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا نام لے کر چل پڑو ".. بخاری مسلم۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص سے روایت ہے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا کہ میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے تو کہا۔ یا محمد۔ اللہ تعالےٰ نے آپ کو حکم دیا ہے کہ ابُوبکرؓ سے مشورہ لیں۔

اسکی تخریج تمام رازی نے اپنی فوائد میں اور ابوسعید نقاش نے کی۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ رات کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مسلمانوں کے امور میں مشورہ فرماتے، ایک رات وُہ آپ کے ساتھ گفتگو فرما رہے تھے اور میں بھی آپکے ساتھ تھا، پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نکلے تو ہم آپ کے ساتھ نکلے تو مسجد میں ایک شخص نماز پڑھ رہا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہو گئے اور اُس کی قرأت سُنی ہم اُس کی قرأت کو نہیں جانتے تھے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو چاہتا ہے قرآن پڑھنے کا ثمر حاصل کرے جیسا کہ قرآن نازل ہو رہا ہے تو ابن اُم معبد کی قرأت پر پڑھے

خُدا ابُوبکر کی غلطی پسند نہیں کرتا

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، بیشک اللہ تعالیٰ آسمان پر اسے پسند نہیں کرتا کہ ابوبکرؓ زمین میں غلطی کرے۔

حضرت معاذؓ ہی سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے یمن کی طرف بھیجا تو اپنے اصحاب سے مشورہ کیا جن میں حضرت ابُوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ، حضرت طلحہؓ، حضرت زبیرؓ اور حضرت اُسید بن حضیرؓ تھے، حضرت ابُوبکرؓ نے کہا! اگر آپؐ ہم سے مشورہ نہ مانگتے تو ہم بات نہ کرتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بیشک اِس مسئلہ میں تمہاری طرح مجھ پر بھی وحی نہیں آئی، پس لوگوں نے گفتگو کی اور ہر شخص نے اپنی رائے پیش کی، آپ نے فرمایا! اے معاذؓ تو کیا چاہتا ہے؟ میں نے عرض کی جو ابوبکرؓ نے کہا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بیشک اللہ تعالیٰ اپنے آسمان کے اوپر ناپسند کرتا ہے کہ ابوبکرؓ غلطی کرے۔ یا فرمایا کہ ابُوبکرؓ سے غلطی ہو۔

اِس روایت کی تخریج اسمٰعیلی نے اپنی معجم میں کی۔

پہلے قرآن جمع کرنے والے ".. خصُوصیت "

عبد خیر سے روایت ہے کہا میں نے حضرت علیؓ کو فرماتے سُنا، اللہ تعالےٰ ابوبکرؓ پر رحم فرمائے وُہ لوگوں میں قرآن مجید جمع کرنے کے اجر میں سب سے بڑے ہیں، وُہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے قرآن مجید کو دو تختیوں کے درمیان جمع کیا۔

اِس کی تخریج ابن حرب طائی اور صاحب صفوت نے کی۔

قرآن کیوں جمع کروایا

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جنگ یمامہ کے دوران حضرت ابُوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے اپنے پاس بُلایا، آپ کے پاس حضرت عمرؓ بھی تشریف فرما تھے، آپ نے مجھے فرمایا! مجھے عمرؓ نے کہا ہے

کریمامہ میں شہید ہونے والے قاریوں کی وجہ سے اس بات کا خدشہ پیدا ہوگیا ہے کہ اگر اسی طرح مختلف مقامات پر قاری شہید ہوگئے تو قرآن مجید کا بہت سا حصہ چلے جائے گا، اس لئے میری رائے ہے کہ آپ قرآن مجید کو جمع کرنے کا حکم دیں۔

میں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا میں وہ کام کیسے کر سکتا ہوں جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہیں کیا؟

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! خدا کی قسم پھر بھی یہ بہتر ہے۔ پھر وہ ہمیشہ مجھے اس پر مائل کرتے رہے، یہاں تک کہ جس اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس بارے میں حضرت عمرؓ کا سینہ کھولا تھا اُس نے میرا بھی سینہ کھول دیا اور میں نے اُن کی رائے کو قبول کر لیا،

حضرت زیدؓ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو بکر نے مجھے فرمایا تو جوان اور عقلمند آدمی ہے اور تجھ پر کوئی تہمت بھی نہیں اور تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے وحی کی کتابت بھی کرتا رہا ہے لہٰذا کوشش کے ساتھ قرآن مجید کو جمع کر دے، حضرت زید کہتے ہیں! مجھے پہاڑ کو دوسری جگہ منتقل کرنے کی اتنی تکلیف نہ ہوتی جس قدر یہ کام بھاری تھا چنانچہ میں نے کہا! میں وہ کام کیسے کروں جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہیں کیا؟

حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا! خدا کی قسم یہ پھر بھی اچھا کام ہے، پھر آپ ہمیشہ مجھے اس طرف مائل کرتے رہے یہاں تک کہ اُس ذات نے اس بارے میں میرے سینے کو کھول دیا جس نے حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے سینوں کو کھولا تھا، پس میں نے کھجور کے پتوں، پتھر کے ٹکڑوں اور لوگوں کے سینوں سے قرآن مجید کو تلاش کر کے جمع کرنا شروع کر دیا یہاں تک کہ سورہ توبہ کی آخری آیت لقد جاءکم رسول من انفسکم عزیز علیہ، حضرت ابو خزیمہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

حاصل ہوئی اور یہ اُنکے سوا کسی کے پاس نہ تھی۔ قرآن مجید کا جمع کیا ہوا یہ نسخہ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس رہا اللہ تعالیٰ نے اُنہیں اپنے پاس بُلا لیا تو یہ نسخہ حضرت عمرؓ کے پاس رہا پھر اُن کے بعد اُم المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس رہا۔

اس روایت کو بخاری نے نقل کیا

حج کے پہلے امیر خصوصیت۔

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابو بکر کو امیر بنایا اور وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے لوگوں کو حج کیلئے جمع کیا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حج فرمایا۔

اس کی تخریج ابوالحسین علی، ابن نعیم بصری نے کی، اور یہ حدیث حسن ہے،

سب سے پہلے اُٹھنے والے خصوصیت۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! سب سے پہلے میرے لئے زمین شق ہوگی پھر ابو بکرؓ نکلیں گے پھر عمرؓ پھر اہل بقیع آئیں گے تو اُن کا حشر میرے ساتھ ہوگا پھر اہل مکہ کا انتظار ہوگا، یہاں تک کہ وہ حرمین کے درمیان سے اُٹھیں گے،

اس روایت کی تخریج ابو حاتم نے فضائل عمر میں کی،

سب سے پہلے جنت میں خصوصیت۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے تو میرے ساتھ جنت کے دروازوں میں چکر لگایا اور میں نے وہ دروازہ دیکھا جس سے میں اور میری اُمت داخل ہوں گے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے عرض کی، یا رسُول اللہ، میرے ماں باپ آپ پر قربان کاش میں آپ کے ساتھ ہوتا؟ آپؐ نے فرمایا! اے ابُوبکرؓ! بیشک تو میری اُمت میں سب سے پہلے جنت میں داخل ہوگا۔

اِس روایت کی تخریج بغوی نے مصابیح الحسان میں اور ملاء نے سیرت میں کی۔ اور صاحبِ فضائل نے زیادہ کیا کہ آپ نے اُن کے کندھے پر تھپکی دی اور فرمایا بیشک تو پہلے داخل ہوگا۔

تامہ حضرت ابی درداء سے روایت ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، قیامت کے دن ابوبکر صدیق میرے پاس سب سے پہلے حوض پر آئینگے

اِس کی تخریج ملاء نے سیرت میں کی۔

غار کے ساتھی جنت کے ساتھی خصوصیت۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابُوبکرؓ کو فرمایا، تو میرا حوض پر ساتھی ہے اور غار میں ساتھی ہے

اِس روایت کی تخریج ترمذی نے کی اور کہا حسن صحیح ہے۔

"تامہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، ہر نبی کے لئے ساتھی ہے اور جنت میں میرا ساتھی ابُوبکرؓ ہے

اسکی تخریج ابن الغطریف نے کی۔

حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! الہٰی تُو نے ابُوبکر کو غار میں میرا ساتھی بنایا ہے اِسے جنت

میں میرا ساتھی بنانا۔ خرجہ فی الفضائل،

حبیب و خلیل کے درمیان کون ہوگا؟ خصوصیت"

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! قیامت کے دن حضرت ابراہیم علیہ السلام کیلئے اور میرے لئے عرش کے آگے منبر نصب کئے جائیں گے، اور ابُوبکرؓ کیلئے کُرسی ہوگی وہ اِس پر بیٹھے گا، اور ندا کرنے والا ندا کرے گا کہ حبیبؐ و خلیلؑ کے درمیان صدیق ہے،

اِس کی تخریجِ خطیب بغدادی نے کی اور ملاء نے اِس معنیٰ کی روایت بیان کرتے ہوئے کہا کہ آپ نے فرمایا! تینوں کے لیے ایک ایک کُرسی ہوگی،

جنت میں محبّوں کے ساتھ جائیں گے خصوصیت۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! میں نے آسمانوں کی معراج کے وقت جبریلؑ سے کہا! اے جبریلؑ! کیا میری اُمت پر حساب ہے؟ جبریلؑ نے کہا! آپ کی تمام اُمت پر حساب ہے سوائے ابُوبکرؓ کے، قیامت کے دن اُنہیں کہا جائے گا، ابُوبکر جنت میں داخل ہو جاؤ، تو وہ کہیں گے میں جنت میں نہیں جاؤں گا، یہاں تک کہ وہ میرے ساتھ نہ داخل ہو جو دُنیا میں مجھ سے محبت کرتا تھا۔

اِس روایت کو ابوالحسن عتیقی اور صاحب دیباج نے اور صاحبِ فضائل نے نقل کیا اور کہا یہ غریب ہے۔

حضرت ابُوبکر کیلئے خاص تجلّی خصوصیت۔

۱. حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے حضرت ابُوبکر صدیق کو فرمایا، اے ابُوبکر! بیشک اللہ عزّ و جل مخلوق کے لئے عام تجلی فرمائے گا اور تیرے لئے خاص تجلی ہے،

اِس روایت کو ملا نے سیرت میں اور صاحبِ فضائل نے نقل کیا اور کہا یہ حسن ہے۔

۲ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ منادی ندا کرے گا، سابقون الاولون کہاں ہیں؟ کہا جائے گا کون؟ کہے گا! ابُوبکر صدیقؓ کہاں ہیں پس ابُوبکرؓ کے لئے اللہ تعالیٰ کی خاص تجلی ہے اور لوگوں کیلئے عام،

اِس روایت کی تخریج ابن بشران اور صاحبِ فضائل نے کی اور کہا غریب ہے

۳ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے کہ عبدالقیس کا وفد آیا اور اُن میں سے بعض نے اپنے کلام میں جھوٹی بات کی تو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا، اے ابوبکر، کیا تو نے سُنا یہ کیا کہتے ہیں؟ عرض کی ہاں پھر اُنہوں نے اُنہیں جواب دیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، اے ابُوبکرؓ اللہ تعالےٰ تجھے رضوانِ اکبر عطا فرمائے، لوگوں نے عرض کی، یارسُول اللہ، رضوانِ اکبر کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا عام بندوں کے لئے اللہ عزّ و جل کی عام تجلی ہوگی اور ابوبکرؓ کیلئے خاص تجلی ہے،

اِس روایت کی تخریج بھی ملا نے اور صاحبِ فضائل نے کی ہے،

۴ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غار سے نکلے تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے آپ کی رکاب تھامی، اور اونٹنی کی مہار پیچھے کرلی تو رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، اللہ تبارک و تعالیٰ تجھے رضوانِ اکبر عطا فرمائے، عرض کی: رضوانِ اکبر کیا ہے؟ تو یہ

پہلے بیان ہو چکا ہے، جس کا ذکر ملا نے کیا۔

حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، کہ حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب غار سے نکلنے کا ارادہ فرمایا تو حضرت ابُوبکر نے اونٹنی پیش کی اور کہا یارسُول اللہ اِس پر سوار ہو جائیں، جب آپؐ اِس پر سوار ہوئے تو حضرت ابُوبکرؓ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا، اللہ تعالیٰ تجھے رضوانِ اکبر عطا فرمائے، عرض کی یارسُول اللہ رضوان الاکبر کیا ہے؟ آپ نے فرمایا، قیامت کے دن اللہ عزّ و جل کی اپنے بندوں کیلئے عام تجلی ہوگی اور تیرے لئے خاص ہوگی،

تضاد نہیں

اِس روایت کی تخریج صاحبِ فضائل نے کی، اِس روایت میں اور اُس روایت کے درمیان تضاد نہیں۔

جو پہلے بیان ہوئی، کہ حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ننگے پاؤں چلے تو حضرت ابوبکر صدیق نے اُنہیں کندھوں پر اُٹھا لیا، جب کہ یہ واقعہ میدان میں پیش آیا ہو، جب پہاڑ پر چڑھتے وقت اونٹنی کا راستہ نہیں تھا، پھر جب رسُول اللہ چلے اور آپ کے پاؤں ننگے تھے اور اُس وقت ابوبکر نے آپ کو اُٹھا لیا۔

جبریل کی آوازِ سننے والے — "خصوصیت"

مُطّلب بن عبداللہ بن حنطب سے روایت ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نزولِ وحی کے وقت جبریل علیہ السلام کی آواز سوائے حضرت ابُوبکر کے کسی نے نہیں سُنی۔

اِس روایت کی تخریج ابن البختری نے کی ۔

محمد رسول اللہ ابوبکر صدیق — خصوصیت

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا مجھے آسمان کی معراج ہوئی، تو میں آسمان پر جہاں سے بھی گذرا اُس میں لکھا ہوا تھا، محمد رسول اللہ ابوبکر صدیق میرے پیچھے ہیں۔

نور کے پرچم پر ابوبکر صدیق — خصوصیت

حضرت ابی درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! میں نے شبِ اسریٰ عرش کے گرد ایک سبز کپڑے میں نور کے قلم سے لکھا ہوا دیکھا۔ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ابوبکر الصدیق۔

خصوصیت — حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کے لئے ایک نور کا پرچم ہے جس پر لکھا ہوا ہے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ابوبکر الصدیق۔

دونوں روایات کی تخریج صاحب فضائل نے کی

اس روایت میں مغائرت ہے جب کہ پہلے یہ روایت بیان ہوئی ہے کہ لواء الحمد پر چاروں خلفاء کا نام لکھا ہوا ہے اور یہ اللہ کے نور کا پرچم ہے پس اسے دوسری روایت پر حمل کرنا ہوگا، اور ایسے ہی جو پہلے تینوں خلفاء کے حق میں روایت بیان ہوئی ہے کہ عرش پر اُن کے نام لکھے ہوئے ہیں مگر اُس عرش کے گرد سبز کپڑے کا ذکر نہیں جیسا کہ اس میں ہے پس جائز ہے کہ یہ اُس کے علاوہ دوسرے مقام میں ہو اور پہلے بیان ہوا کہ اُن کے نام جنت کے ہر پتے پر لکھے ہوئے ہیں اور دونوں ہر آسمان میں ہیں۔ واللہ اعلم۔

حج کا امین — خصوصیت

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عمرۂ جعرانہ سے مدینہ منورہ کی طرف واپسی کی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حج کا امین بنایا،

اس روایت کی تخریج ابو حاتم نے طویل حدیث میں کی ہے جو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خصائص میں آئے گی۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس حج کے موقعہ پر مجھے اُن مؤذنوں میں بھیجا جنہیں قربانی کے دن منیٰ میں بھیجا گیا تھا تاکہ وہ بتائیں! اس سال کے بعد نہ کوئی مشرک حج کرے گا اور نہ کوئی برہنہ ہو کر کعبے کا طواف کرے گا۔ بخاری مسلم۔

حضور کی حیات میں امامت ابوبکر رضی اللہ عنہ

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ بنی عمرو بن عوف میں لڑائی ہوگئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اس کی خبر پہنچی، آپؐ ان کے درمیان صلح کرانے کے لئے ظہر کے بعد تشریف لے گئے تو فرمایا اے بلالؓ اگر میں نماز کے وقت نہ آؤں تو ابوبکرؓ سے کہنا وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں جب عصر کا وقت ہوا تو حضرت بلالؓ نماز کے لئے کھڑے ہوئے اور حضرت ابوبکرؓ کو امامت کرانے کے لئے عرض کی اور اُن کے ساتھ نماز ادا کی بعدازاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اُس وقت تشریف لائے جب حضرت ابوبکرؓ نماز پڑھا رہے تھے، اُنہوں نے لوگوں کو تالی بجاتے دیکھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی آمد

پر لوگ پھٹ گئے یہاں تک کہ آپ حضرت ابوبکر کے پیچھے کھڑے ہو گئے اور حضرت
ابوبکر نماز شروع کرنے کے بعد اِدھر متوجہ نہ ہوئے اور نہ لوگوں کی تالی پر ٹھٹکے
پھر جب توجہ کی تو نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے پیچھے دیکھا پس رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ہاتھ مبارک بڑھا کر نماز جاری رکھنے کا حکم دیا تو
حضرت ابوبکرؓ اسی طرح کھڑے رہے اور اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرنے کے بعد پیچھے
ہٹ آئے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آگے ہو کر لوگوں کو نماز پڑھائی،
بعد ازاں جب حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی نماز سے فارغ ہوئے تو
حضرت ابوبکرؓ کو ارشاد فرمایا! جب میں نے تمہیں ہاتھ کے اشارے سے نماز کی
امامت جاری رکھنے کا حکم دیا تھا تو تجھے کس چیز نے روکا؟

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی ابن ابی قحافہ کی یہ مجال نہیں کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آگے کھڑا ہو،

پھر آپؐ نے لوگوں کو فرمایا! جب اپنی نماز میں کوئی چیز تمہیں شک ڈالے تو مرد
سبحان اللہ کہیں اور عورتیں تالی بجائیں،

اِس روایت کی تخریج ابوحاتم نے تقسیم الانواع میں اور ابوداؤد نسائی نے کی ہے

ابوبکر کی موجودگی میں کوئی امام نہ بنے خصوصیت۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! لوگوں کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ ابوبکر ان میں موجود ہوں اور
وہ کسی دوسرے کو اپنا امام بنائیں۔

اِس روایت کی تخریج ترمذی نے کی اور کہا غریب ہے، اور سمرقندی نے
سے اِن الفاظ میں نقل کیا ہے کہ!

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے فرمایا! ابوبکر لوگوں کو نماز پڑھائیں، لوگوں نے کہا یا رسول اللہ اگر آپ کسی
اور کو حکم دیتے؟ آپ نے فرمایا میری اُمت سے کسی کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ ابوبکر
کی موجودگی میں امام بنے،

اِس روایت کی تخریج فضائل میں ان الفاظ سے کی گئی ہے کہ!

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا نے فرمایا! حضور رسالتمآب
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انصار کی آپس میں صلح کرانے کیلئے تشریف لے گئے تو نماز
کے وقت حضرت بلالؓ نے حضرت ابوبکرؓ کو کہا! نماز کا وقت ہو گیا ہے، اور رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم موجود نہیں ہیں، کیا میں اذان دُوں تا کہ آپ لوگوں کو
نماز پڑھائیں؟

حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا جیسا تو چاہے، چنانچہ حضرت بلالؓ اذان دے
کر کھڑے ہوئے اور حضرت ابوبکرؓ نے لوگوں کو نماز پڑھائی۔ حضور رسالتمآب صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم اُن کے نماز سے فارغ ہونے کے بعد تشریف لائے تو فرمایا!
کیا تم نے نماز پڑھ لی؟ لوگوں نے کہا ہاں! آپؐ نے فرمایا تمہیں کس نے نماز پڑھائی
لوگوں نے کہا حضرت ابوبکرؓ نے، آپ نے فرمایا! تم اچھے ہو اور لوگوں کو حق نہیں پہنچتا
کہ ابوبکرؓ اُن میں موجود ہوں اور وہ کسی دوسرے کے ساتھ نماز پڑھیں، اور ایک
روایت میں ہے کہ اُن کا امام دوسرا ہو، اور کہا! یہ حدیث حسن غریب ہے، رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دور کے اِن دونوں واقعات میں مغائرت ہے،

واللہ اعلم

اِن دونوں میں سے ایک واقعہ حضرت بلالؓ کی طرف منسوب ہے کہ جب
نماز کا وقت ہوا تو انہوں نے حضرت ابوبکرؓ کی اقتداء میں نماز پڑھی، جو اس

سے پہلے حدیث شیخین کے ضمن میں بیان ہوئی، اور دوسری میں زمانہ نہیں پایا جاتا، اور اس پر اس حدیث کا سیاق دلالت کرتا ہے، اور صحیحین سے اسکے بہت سے طُرق ہیں، اُس میں آپ کا زمانہ نہیں پایا جاتا، واللہ اعلم

آپ کے حکم سے امامتِ اُبوبکر خصوصیت

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر مرض کی شدت ہُوئی تو آپ نے فرمایا! ابوبکر سے کہو لوگوں کو نماز پڑھائیں،

حضرت عائشہ صدیقہؓ نے عرض کی، یارسُول اللہ! ابوبکرؓ رقیق القلب ہیں، جب وُہ آپ کے مقام پر کھڑے ہوں گے، تو لوگ اُن کا رونا نہیں سُن سکیں گے؟ آپ نے فرمایا! ابوبکرؓ سے کہو لوگوں کو نماز پڑھائیں، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پھر پہلی گفتگو دُہرائی تو آپ نے فرمایا! تم حضرت یُوسف علیہ السلام کے ساتھ والیاں ہو، ابوبکرؓ سے کہو نماز پڑھائیں، "بخاری، مسلم،

ابوحاتم نے اِس حدیث کی تخریج اِن الفاظ میں کی ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے فرمایا جب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طبعیت بوجھل ہو گئی تو بلالؓ نماز کی اذان کے لئے آئے، آپ نے فرمایا ابوبکرؓ سے کہو لوگوں کو نماز پڑھائیں،

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں میں نے کہا یارسُول اللہ! اُبوبکر غمزدہ انسان ہیں جب وُہ آپ کے مقام پر کھڑے ہوں گے تو لوگ نہیں سُن سکیں گے، پس اگر آپ حضرت عمرؓ کو حکم دیں؟

آپ نے فرمایا! ابوبکر سے کہیں لوگوں کو نماز پڑھائیں، حضرت عائشہ فرماتی ہیں! میں نے پھر بھی یہی بات حضرت حفصہ سے کہی تو حضرت حفصہؓ نے

آپ کی خدمت میں عرض کی یارسُول اللہ! اُبوبکر غمزدہ انسان ہیں جب وُہ آپ کے مقام پر کھڑے ہوں گے تو لوگ نہیں سُن سکیں گے؟ آپ نے فرمایا! تم حضرت یوُسف علیہ السلام کے ساتھ والیاں ہو، ابوبکر سے کہو لوگوں کو نماز پڑھائیں۔

"بخاری، مسلم، ابوحاتم"

ابوحاتم نے کہا! درست یہ ہے کہ آپ نے صواحب یعنی ساتھ والے فرمایا تھا، مگر صواحبات یعنی ساتھ والیاں سُنا گیا۔

اِس روایت کی تخریج ترمذی نے کی اور اِس کے آخر میں یہ زیادہ کیا، کہ حضرت حفصہؓ نے حضرت عائشہؓ کو فرمایا تجھ سے مجھے اچھی بات نہیں پہنچی۔

اور کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے، اور صحیحین کے بعض طرُق میں ہے کہ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس یہ پیغام آیا تو اُنہوں نے حضرت عمر کو فرمایا! لوگوں کو نماز پڑھائیں،

حضرت عمرؓ نے فرمایا آپ اِس کے مجھ سے زیادہ مستحق ہیں، پس ابوبکرؓ نے اِن دنوں نماز پڑھائی۔

حضرت عمرؓ کا نماز پڑھانا مگر؟

حضرت عبداللہ بن زمعہؓ نے کہا جب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مرض شدید ہو گیا میں مسلمانوں کے پاس تھا اور حضرت بلالؓ نے لوگوں کو نماز کے لئے بلایا، تو لوگ نماز کے لئے آئے میں نکلا تو حضرت عمرؓ لوگوں میں موجود تھے اور حضرت اُبوبکرؓ غائب تھے، میں نے حضرت عمرؓ سے کہا اُٹھیں اور لوگوں کو نماز پڑھائیں اُنہوں نے کھڑے ہو کر تکبیر کہی، جب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن آواز سُنی تو فرمایا، اُبوبکرؓ کہاں ہیں؟ چنانچہ حضرت عمر کی اس نماز کے

اُنہیں بلا بھیجا تو اُنہوں نے لوگوں کو نماز پڑھائی۔

ایک روایت میں ہے کہ حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جب حضرت عمرؓ کی آواز سُنی تو آپ باہر نکلے یہاں تک کہ آپ کا سر مبارک آپ کے حجرے سے نمودار ہوا، پھر آپ نے فرمایا، نہیں نہیں، نہیں، ابنِ ابی قحافہ لوگوں کو نماز پڑھائیں گے، کہا کہ آپ ناراض تھے،

(بخاری، مسلم، ابوداؤد) اور امام احمد نے بالمعنیٰ روایت بیان کی۔

اور ابنِ اسحٰق نے اِن لفظوں کے ساتھ بیان کیا کہ عبداللہ بن زمعہ نے کہا جب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر مرض کا غلبہ تھا میں مُسلمانوں کے پاس تھا، اِسی اثناء میں بلالؓ نے لوگوں کو نماز کے لئے بُلایا تو میں نکلا اور حضرت عُمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو لوگوں میں موجود پایا اور حضرت ابُوبکرؓ غائب تھے میں نے کہا! اے عمرؓ اٹھیں اور لوگوں کو نماز پڑھائیں۔

حضرت عُمر بلند آواز والے تھے اُنہوں نے کھڑے ہو کر تکبیر کہی جب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے تکبیر کی آواز سُنی تو فرمایا ابُوبکر کہاں ہے؟

پس حضرت ابُوبکر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی طرف پیغام بھیجا تو وہ حضرت عمرؓ کے اِس نماز کو پڑھانے کے بعد تشریف لائے اور لوگوں نے اُن کے ساتھ نماز پڑھی، عبداللہ بن زمعہ کہتے ہیں! مجھے حضرت عمرؓ نے فرمایا اے ابنِ زمعہ تُو نے میرے ساتھ کیا کیا، خدا کی قسم! میرا گمان تھا، کہ اِس کا حکم مجھے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے دیا تھا، اور اگر یہ نہ ہوتا تو میں لوگوں کو نماز نہ پڑھاتا، میں نے کہا، خدا کی قسم مجھے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کسی چیز کا حُکم نہیں دیا لیکن جب میں نے دیکھا کہ حضرت ابُوبکر نہیں ہیں تو دیکھا کہ آپ لوگوں کو نماز پڑھانے کے زیادہ حقدار ہیں،

اِس میں ظاہر تر بیان اور واضح تر دلیل ہے کہ حضرت ابُوبکرؓ آپکے بعد خلیفہ ہیں،

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ [علی]ہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! ابوبکر لوگوں کو نماز پڑھائیں، حضرت عائشہ صدیقہ نے عرض کی ابُوبکرؓ کمزور شخص ہیں؛ فرمایا! عُمر کی طرف بھیجو۔ حضرت عمرؓ نے کہا، میں ابُوبکرؓ پر [سب]قت نہیں کرسکتا چنانچہ ابوبکر آئے تو لوگوں کو نماز پڑھائی۔

اِسکی تخریج فضائل میں کی اور کہا حسن ہے،

حضُورؐ ابُوبکرؓ کے پہلو میں

حضرت عبداللہ بن عمیر لیثی رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسُول [الل]ہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرتِ ابُوبکر کو حُکم دیا کہ لوگوں کو صُبح کی نماز پڑھائیں [ج]ب اُنہوں نے تکبیر کہی تو آپ نے کچھ خفیف محسُوس فرمائی تو صفیں کھولنے کیلئے کھڑے [ہ]وئے، حضرت ابُوبکر نماز پڑھا رہے تھے جب اُنہوں نے اپنے پیچھے سماعت محسُوس [کی] تو جان لیا کہ اِس مقام پر سوائے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے کوئی نہیں [ہو]تا تو وہ صف کی طرف پیچھے ہٹے، حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اُنہیں اُن [ک]ے مقام پر لوٹا دیا اور خود اُن کے پہلو میں بیٹھ گئے۔

اسکی تخریج امام شافعیؒ نے اپنی مُسند میں کی،

ابن اسحٰق نے اِس روایت کو نقل کرتے ہوئے کہا! رسُول اللہ صلی اللہ علیہ [وآ]لہٖ وسلم نے حضرت ابُوبکر کو اُن کے مقام پر لوٹایا اور اُن کے دائیں طرف پہلو میں [بی]ٹھ گئے،

حضرت انس رضی تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضُور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ [و]سلم دورانِ مرض تین نمازوں کے لئے ہمارے پاس تشریف نہ لائے تو حضرت ابوبکر

آ گئے ہو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے پردہ اُٹھایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کا رُخ اقدس ہمارے سامنے تھا ہم نے ایسا منظر کبھی نہیں دیکھا۔ آپکے چہرۂ انور پر خوشی کے آثار تھے پھر آپ نے حضرت ابُوبکر کو نماز پڑھانے کا حکم فرمایا اور پردے کے پیچھے تشریف لے گئے پھر وصال مبارک تک آپ کو مسجد میں آنے کی طاقت نہ تھی۔

"بخاری مسلم"

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے مرض الموت میں حضرت ابُوبکرؓ ہمیں نمازیں پڑھاتے تھے یہاں تک کہ وہ لوگ نماز کی صفوں میں تھے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے بیت الشرف کا پردہ اُٹھایا تو ہم نے آپ کی طرف دیکھا تو آپ کا چہرہ اقدس قرآن کا ورق تھا۔ پھر آپ نے تبسّم فرمایا یہاں تک کہ آپ ہنسنے لگے۔ "مسلم"

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے قوم کے ساتھ ابوبکر کے پیچھے ایک ہی چادر میں پڑھی۔

اِس کی تخریج نسائی نے سُنن میں اور طبرانی نے معجم میں کی۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے حضرت ابُوبکر کے پیچھے نماز پڑھی اِس کی مثل حضرت سہل بن ساعدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اِسی قسم کی روایت ہے اور اُنہوں نے فرمایا کہ آپ نے بیٹھ کر نماز پڑھی تھی"

"اخرجہ ابن حبان"

حضرت ابُوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کا حضرت ابُوبکر کے پیچھے نماز پڑھنا متفق صحیح ہے۔

حضرت جبیر بن مطعمؓ سے روایت ہے کہ حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم

کی خدمت میں حاضر ہو کر ایک عورت نے کچھ پُوچھنے کے لئے عرض کی تو آپ نے فرمایا پھر کسی روز آنا۔ اُس نے کہا! یا رسُول اللہ میں آؤں اور آپ کو نہ پاؤں یعنی آپ کا وصال ہو جائے تو؟ آپ نے فرمایا! مجھے نہ پائے تو ابُوبکر کے پاس آنا۔

"بخاری، مُسلم، ترمذی، ابُوحاتم"

صاحب فضائل نے یہ روایت حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے زیادہ صراحت کے ساتھ ان الفاظ میں بیان کی ہے کہ ایک عورت نے آپ سے کچھ پُوچھا تو آپؐ نے فرمایا پھر آجانا، اُس نے کہا! یا رسُول اللہ! میں آؤں اور آپ کے وصال فرما جانے سے میں آپ کو نہ پاؤں تو؟ آپ نے فرمایا میرے پاس آئے اور مجھے نہ پائے تو ابُوبکرؓ کے پاس آنا وہ میرے بعد میرا خلیفہ ہے، اور کہا یہ روایت غریب ہے اور یہودی سے اِسی معنیٰ کی حدیث حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بارے میں بیان کی کہ آپؐ نے حضرت ابُوبکرؓ کے بعد حضرت عمرؓ کا ذکر کیا اور اِس سے پہلے تینوں خلفاء کے بارے میں اعرابی کی حدیث بیان ہو چکی ہے اور اسی مفہوم کی حدیث ابن مُصطلق کی ہے جس میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد حضرت عُثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر ہے۔

خلافت لکھدیں

"اِختصاص"

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے اپنے مرض کے دوران مجھے فرمایا! اپنے باپ اور اپنے بھائی کو بُلاؤ یہاں تک کہ میں اُنہیں لکھدوں مجھے ڈر ہے کہ خلافت کا کوئی مُتمنّی اولیت کا مُدّعی ہو اور اللہ تعالیٰ اور مومنین ابُوبکر کے سوا پسند نہ کریں، دونوں نے بیان کیا کہ اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ نے کہا ہائے میرا سر ۱؎

حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، کاش میری زندگی میں ایسے ہوتا تو میں تیرے لئے دُعا اور استغفار کرتا۔ حضرت عائشہ صدیقہ نے عرض کی ہائے مصیبت! کیا میں یہ گمان کروں آپ میری موت کے خواہاں ہیں؟ اگر ایسا ہُوا تو آپ دُوسرا دن اپنی کسی دُوسری بیوی کے پاس گذاریں گے آپ نے فرمایا! بلکہ میرا سر درد سے پھٹا جا رہا ہے، پھر میں نے چاہا کہ ابوبکر اور اُسکے بیٹے سے عہد لوں کہنے والے جو چاہیں گے اور تمنا کرنے والے تمنا کریں گے، پھر میں نے کہا! اللہ تعالیٰ اِسکے خلاف نہیں چاہتا اور مسلمان اُنکے علاوہ کسی کو قبول نہیں کریں گے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُس مرض کی حالت میں تھے جس میں آپ کا وصال ہُوا تو میرے پاس حضرت ابوبکر کو بلایا تاکہ اُنہیں لکھ دیں شائد اِس امر کا کوئی متمنی یا طمع کرنے والا ہو پھر فرمایا! اللہ تعالیٰ اور مومنین کسی دُوسرے کو پسند نہیں کریں گے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں اِس میں اللہ تعالیٰ اور مومنین پسند نہیں کرتے مگر میرے باپ کو پس میرے والد خلیفہ ہُوئے۔

اِس روایت کو صاحبِ فضائل نے نقل کیا اور کہا بخاری مُسلم کی شرط پر صحیح ہے،

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے وصال فرمانے کے مرض میں اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو فرمایا! ابُوبکرؓ کو میرے پاس بلاؤ تاکہ میں اُسے وہ امر لکھ دوں تاکہ اس میں میرے بعد اختلاف نہ رہے معاذ اللہ جبکہ ابُوبکرؓ پر کسی مومن کو اختلاف نہیں، اِس روایت کو صاحبِ فضائل نے نقل کیا اور کہا غریب ہے

حضرت ابوبکرؓ کے اعمال پر جنت کی بشارت ۔خصُوصیت۔

[حضر]ت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسُول اللہ صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! تم میں سے کون ہے جس نے اس روز روزے کے ساتھ صُبح کی، حضرت ابوبکرؓ نے عرض کی! میں

آپ نے فرمایا! تم میں کون ہے جس نے آج جنازے میں شرکت کی؟ حضرت ابوبکر نے کہا! میں۔

آپ نے فرمایا! تم میں کون ہے جس نے آج مسکین کو کھانا کھلایا، حضرت ابوبکرؓ نے کہا! میں

آپ نے فرمایا! کسی میں یہ باتیں جمع نہ ہونگی مگر یہ کہ وہ جنت میں داخل ہوگا۔

مسند احمد، مسلم۔

جنت میں گھر

حضرت ابی امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! آج کس نے روزے سے صُبح کی؟

لوگ خاموش رہے تو حضرت ابُوبکر نے کہا! میں نے یارسُول اللہ۔

آپؐ نے پھر فرمایا! تم میں سے کون ہے جس نے آج مسکین کو صدقہ دیا؟ لوگ خاموش رہے تو حضرت ابوبکرؓ نے کہا! میں،

آپؐ نے فرمایا! تم میں سے کون ہے جس نے جنازے میں شرکت کی، حضرت ابُوبکر نے کہا! میں

دُوسری روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا! تم میں کون ہے جس نے آج مریض کی عیادت کی؟ حضرت ابُوبکر نے کہا! میں،

پس رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسکرائے اور فرمایا! اُس ذات کی قسم جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا! اِس دن یہ اُمور کسی شخص میں جمع نہیں

Scanned with CamScanner

ہونگے مگر وُہ جنت میں داخل ہوگا۔ ۔ خرجہ ملا فی سیرتہ۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے صحابہؓ کو فرمایا تم میں سے آج کون روزے سے صبح کرنے والا ہے؟ حضرت ابُوبکر نے کہا میں فرمایا! تم میں سے کون ہے جس نے مریض کی عیادت کی؛ حضرت ابُوبکر نے کہا! میں۔ فرمایا! تم میں سے کون ہے جس نے آج جنازے میں شرکت کی! حضرت ابُوبکر نے کہا! میں اور چوتھی چیز مجھ پر مخفی رکھی پس فرمایا! جس میں یہ چار چیزیں مکمل ہوں اُس کے۔ لئے جنت میں گھر بنایا جاتا ہے۔ ۔خرجہ فی فضائلہ۔

ابی جراؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت بیان کرتے ہیں کہ آپ لے اپنے اصحاب کو فرمایا! تم میں کون ہے جو جنازے کے ساتھ گیا؛ حضرت ابوبکر نے کہا! میں،

آپؐ نے فرمایا کیا تم میں ہے جس نے آج مسکین کو خیرات دی؛ حضرت ابُوبکرؓ نے کہا! میں

آپؐ نے فرمایا! کیا تم میں ہے جس نے آج روزے سے صبح کی؛ حضرت ابوبکر نے کہا! میں۔

آپؐ نے فرمایا! تونے سبقت کی تو جنت کی طرف چالیس سال قبل پہل کرے گا۔

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صبح کی نماز پڑھ کر فرمایا! تم میں سے کون ہے جس نے آج روزہ رکھا، حضرت عمر بن خطابؓ نے کہا! مگر یا رسول اللہ میں نے سوتے وقت روزے کا ارادہ نہیں کیا تھا لہٰذا صبح کو نہ رکھا۔

حضرت ابُوبکرؓ نے کہا! میں رات کو سویا تو روزے کی نیت کی پس صبح کو

روزہ رکھ لیا۔

آپ نے فرمایا! تم میں سے کون ہے جس نے مریض کی تیمارداری کی؛ حضرت عمرؓ نے کہا! یا رسول اللہ اُس وقت ہم نماز میں تھے اور فارغ نہ تھے پس بیمار کی عیادت کیسے کرتے؛

حضرت ابُوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا! یا رسول میں نے اپنے بھائی عبدالرحمٰن بن عوف کی بیمار پرسی کی ہے جب کہ میں نے اُس کے گھر کا راستہ اختیار کیا اور حال پُوچھا پھر مسجد میں آگیا۔

آپ نے فرمایا! تم میں کون ہے جس نے آج مسکین کو خیرات دی؛ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ ہم آپ کے ساتھ نماز ادا کر رہے تھے اور اُس وقت فارغ نہ تھے پس کیسے خیرات کرتے؟

حضرت ابوبکر صدیق نے کہا یا رسول اللہ میں جب رحمان کی طرف سے مسجد میں داخل ہوا۔ تو سائل نے سوال کیا، میرا بیٹا عبدالرحمٰن بن ابی بکر میرے ساتھ تھا۔ اور اُس کے پاس روٹی کے ٹکڑے تھے۔ میں نے اُس سے روٹی لے کر سوالی کو دے دی۔

حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابُوبکر کو دو مرتبہ فرمایا کہ تجھے جنت کی بشارت ہو۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جنت کی بات سُنی تو آہ سرد کھینچی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کی طرف دیکھا تو اُن کی خوشی کے لئے فرمایا، اللہ عمرؓ پر رحم فرمائے۔

حضرت عمرؓ کہا کرتے کہ میں خیر میں حضرت ابُوبکر پر سبقت حاصل کرنا چاہتا مگر وُہ مجھ پر سبقت لے جاتے۔ یہ روایت اِس سیاق کے ساتھ خلعی نے

نقل کی اور ابو داؤد نے اس سے مسجد میں روٹی دینے اور مساجد میں سوال کرنے کے باب میں بیان کیا اور اس کی مثل روایت حضرت عمر کے لئے وارد ہوئی ہے اور وہ اُن کے خصائص میں آئے گی اور وہ دو دنوں پر محمول ہوگی، ایک دن حضرت ابوبکر کے لئے اور ایک دن حضرت عمر کے لئے۔

صلہ بن ظفر نے کہا، کہ جب حضرت علیؓ کے پاس حضرت ابوبکرؓ کا ذکر ہوا تو آپ نے فرمایا، اُس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میری جان ہے، ہم خیر کی طرف ابو بکرؓ پر سبقت نہیں لے سکے مگر ابوبکر اُس کی طرف ہم پر سبقت لے جاتے۔

اس روایت کو ابن سمان نے الموافق میں نقل کیا۔

جناب فاطمۃ الزہرا کی نمازِ جنازہ حضرت ابوبکر نے پڑھائی

حضرت مالک، حضرت امام جعفر صادق بن محمد باقر سے وہ اپنے جدِ امجد حضرت امام زین العابدین، علی بن حسین علیہم السلام سے روایت کرتے ہیں کہ سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا انتقال مغرب اور عشاء کے درمیان ہوا تو حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت زبیر، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، جنازے میں شریک تھے، جب اُن کی نمازِ جنازہ پڑھنے لگے تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! ہاں! اے ابی بکر آگے آئیں۔ حضرت ابوبکر نے کہا اے ابوالحسن آپ شاہد ہیں؟ حضرت علی نے فرمایا! ہاں! آگے آئیں خدا کی قسم آپ کے سوا اِن پر کوئی نماز نہیں پڑھائے گا۔ پس حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُن کی نمازِ جنازہ پڑھائی اور انہیں رات کو دفن کیا گیا۔

اس روایت کی تخریج بصری نے اور ابن سمان نے الموافق میں کی اور اس کے بعض طرق میں ہے کہ اُن پر چار تکبیریں کہیں اور اس میں صحیح

میں آنے والی روایت سے مغائرت ہے کیونکہ صحیح میں وارد ہوا ہے، کہ حضرت علی نے حضرت ابوبکر کی بیعت نہیں کی تھی یہاں تک کہ حضرت فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کا انتقال ہوگیا، اور بیعت نہ ہونے کے لئے یہ دلائل ہیں اور حضرت ابوبکر کا اُنکی نمازِ جنازہ پڑھانا ظاہر اور غالب روایات سے بعید ہے، اگرچہ یہ جائز ہے کہ جب اُنہوں نے جنابِ سیدہ کے انتقال کی خبر سُنی تو حاضر ہوگئے، پھر اِس کے بعد حضرت علی نے بیعت کرلی۔

حضرت ابوبکرؓ کی حضرت فاطمہؓ سے صُلح

حضرت عامر سے روایت ہے کہ حضرت فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کے مرض شدید کے دوران حضرت ابوبکر اُن کے پاس آئے اور اجازت طلب کی، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سیدہؓ سے کہا حضرت ابوبکرؓ دروازے پر اجازت مانگ رہے ہیں، اگر آپ چاہیں تو اُنہیں اجازت دے دی جائے؟ جناب سیدہ نے فرمایا، کیا آپ اسے پسند کرتے ہیں؟ حضرت علی نے فرمایا، ہاں! پھر حضرت ابوبکر داخل ہوئے اور جنابِ سیدہ سلام اللہ علیہا سے معذرت طلب کی اور آپ سے گفتگو کی تو آپ اُن سے خوش ہوگئیں۔

اوزاعی سے روایت ہے کہ جب حضرت ابوبکرؓ کو معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بیٹی جناب فاطمہؓ اُن پر ناراض ہیں تو وہ گرم دن میں آپ کے دروازے پر آئے، پھر کہا میں اپنی جگہ سے نہیں ہٹوں گا۔ جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بیٹی مجھ سے خوش نہ ہو جائے۔ چنانچہ حضرت علی سیدہ فاطمۃ الزہرا کے پاس تشریف لائے اور انہیں راضی ہونے کے لئے قسم دی تو وہ راضی ہوگئیں۔

اسکی تخریج ابن سمان نے الموافق میں کی۔

حضرت ابوبکر خلیفۂ رسول ـ اختصاص

ابن ابی ملیکہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کہا اے خلیفۃ اللہ
اُنہوں نے فرمایا، میں اللہ کا خلیفہ نہیں ہوں ولیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کا خلیفہ ہوں اور میں اِسکے ساتھ خوش ہوں،

اِس روایت کی تخریج احمد اور ابو عمر نے کی۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالےٰ
عنہ نے یزید بن ابو سفیان کو شام کی طرف بھیجا تو اُنکے ساتھ دو میل تک چلتے
گئے، اُنکی خدمت میں عرض کی گئی، اے اللہ کے رسول کے خلیفہ اگر آپ واپس
چلے جاتے؟ آپ نے فرمایا! نہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو
فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ اللہ عزوجل کی راہ میں جسکے پاؤں گرد آلود ہوں اُس پر
اللہ تعالےٰ دوزخ کی آگ حرام کر دے گا ۔ خرجہ فی فضائلہ۔

اِس سے پہلے اُنکے ثبات قلب اور زبردست شجاعت کے بارے میں
یوم مرتدین کے ذکر میں بیان ہو چکا ہے کہ جب وہ مرتدین کیساتھ جنگ کیلئے نکلے
تو حضرت علیؓ نے فرمایا، اے رسول اللہ کے خلیفہ کہاں چلے ہیں؟ اور مسلمانوں میں
سے موافقین و مخالفین کے کسی فرقہ کے درمیان اِس بات میں اختلاف نہیں کہ
حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خلیفہ کہہ
کر بلایا جاتا تھا۔ اِسکے علاوہ دوسرے نام سے نہیں بُلایا گیا۔

والدین اور اولاد مسلمان ـ اختصاص

اُنکے بعض بیٹوں کے بیٹے تھے۔ اور اُن سب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم کی زیارت کی اور آپ پر ایمان لائے اور آپ کی گفتگو سُنی اور آپ سے روایت
بیان کی، اور وہ یہ ہیں، حضرت ابوبکر، اُنکے باپ حضرت ابو قحافہ اُن کی بیٹی حضرت اسماء
اور حضرت اسماء کے بیٹے عبداللہ بن زبیرؓ اور ان میں سے بعض کے چار بیٹے تھے
اور بعض کے تین جنہوں نے زیارت کی اور روایت نہیں کی؟

حضرت موسیٰ بن عقبہؓ نے کہا! ہم نہیں جانتے کہ چار پشتوں نے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا، وہ اور اُنکے بیٹے سوائے اِن چاروں کے، ابو قحافہ،
ابوبکر ، عبدالرحمٰن بن ابی بکر اور ابو عتیق بن عبدالرحمن بن ابی بکر، اور ابی عتیق
کا نام محمد ہے،

اِس روایت کی تخریج قاضی ابوبکر ابن مخلد نے کی، اور یہ ابو عتیق رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات طیبہ میں پیدا ہوئے تھے،

بخاری نے کہا! اُس کیلئے رفیت درست ہے اور روایت کرنا درست
نہیں، اور یہ منقبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کسی صحابی کے گھر میں
نہیں، نہ پہلے وصف پر اور نہ دوسرے وصف پر سوائے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالی
عنہ کے گھر میں دونوں وصفوں پر جیسا کہ ہم نے اِس کا ذکر کیا، واللہ اعلم

حضرت ابوبکر کی شان میں قرآن ـ اختصاص

اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي
الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا ۚ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلَيْهِ

اگر تم محبوب کی مدد نہ کرو تو بے شک اللہ نے اُن کی مدد فرمائی جب کافروں

۱؎ التوبہ آیت ۴۰

کی شرارت سے انہیں باہر جانا ہوا صرف دو جان سے جب وہ دونوں غار میں تھے
جب اپنے یار سے فرماتے تھے غم نہ کھا بیشک اللہ ہمارے ساتھ ہے پس اللہ تعالیٰ
نے اس پر سکینہ اتارا،

بلا اختلاف دونوں میں ایک سے مراد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ
عنہ ہیں اور بے شک وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی مراد ہیں جیسا کہ
اس سے پہلے صحیحین وغیرہ سے غار کے واقعہ میں بیان ہوا۔

حضرت عمرو بن حارث سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر نے فرمایا! تم میں سے
کون سورہ توبہ پڑھے گا؟ ایک شخص نے کہا میں اور جب وہ

اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا

پر پہنچا تو حضرت ابوبکر رونے لگے اور فرمایا! خدا کی قسم! رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کا ساتھی میں تھا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں،

فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَکِیْنَتَهٗ عَلَیْهِ

یعنی ابوبکرؓ پر سکینہ نازل کیا گیا کیونکہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اس سے
پہلے ہی سکینہ تھا۔

ابوبکر صاحب فضل ہیں

وَلَا یَاْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ مِنْکُمْ وَالسَّعَةِ اَنْ یُّؤْتُوْٓا اُولِی الْقُرْبٰی [1]

اور قسم نہ کھائیں جو تم میں فضیلت والے اور گنجائش والے ہیں قرابت

[1] النور آیت ۲۲

والوں اور مسکینوں اور اللہ کی راہ میں ہجرت کرنے والوں کو دینے کی، اور چاہیے کہ معاف
کریں اور درگذریں کیا تم اسے دوست نہیں رکھتے کہ اللہ تمہاری بخشش کرے اور
اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ نے حدیث افک میں مسطح بن اثاثہ کا واقعہ
بیان کرتے ہوئے کہا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حلف اٹھایا کہ مسطح کو کبھی
خرچ نہیں دوں گا،

پس اللہ تعالیٰ نے "وَلَا یَاْتَلِ یَغْفِرَ اللّٰهُ لَکُمْ" آیت نازل فرمائی
حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! خدا کی قسم! مجھے اللہ تعالیٰ
کا میری مغفرت فرمانا محبوب ہے پس میں نے مسطح کے اخراجات اپنے ذمے لئے تو
پھر کبھی بند نہیں کئے۔ " بخاری مسلم۔

وَاتَّبِعْ سَبِیْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَیَّ [1]

اور اس کی راہ چل جو میری طرف رجوع لایا

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں! یہ آیت حضرت ابوبکر رضی
اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں نازل ہوئی اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ
تعالیٰ عنہ کے لئے خطاب ہے، ماوردی نے بیان کیا کہ واحدی نے اس کا ذکر
کرتے ہوئے کہا اس سے مراد حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں،

تصدیق کرنے والے

وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ [2]

اور وہ جو سچ کے ساتھ تشریف لائے اور وہ جنہوں نے ان کی تصدیق

[1] لقمان آیت ۱۵ [2] الزمر آیت ۳۳

کی یہی دُردائے ہیں،

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں، جَاءَ بِالصِّدْقِ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہیں اور۔ صَدَّقَ بِہٖ، حضرت ابُوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ اِس روایت کی تخریج عثمان نے الموافق میں اور فضائل میں کی۔

حضرت ابوبکرؓ کے سجود و قیام

اَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ اٰنَآءَ الَّيْلِ سَاجِدًا وَّقَآئِمًا[1]

کیا وُہ جس کی فرماں برداری میں رات کی گھڑیاں گذریں سجود میں اور قیام میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ یہ آیت حضرت ابُوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں نازل ہُوئی بعض نے اِسکے علاوہ کہا۔

استقامتِ ابُوبکرؓ

اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا[2]

بیشک وُہ جنہوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے اور پھر اِس پر قائم رہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت حضرت ابُوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں نازل ہُوئی،

اِسے واحدی نے بیان کیا

---

[1] الزمر آیت ۹ [2] حم السجدہ آیت ۳۰

اَفَمَنْ يُّلْقٰى فِى النَّارِ خَيْرٌ اَمْ مَّنْ يَّاْتِىْۤ اٰمِنًا يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ[1]

تو کیا جو آگ میں ڈالا جائے گا وُہ بھلا یا وہ جو قیامت میں امان سے آئے گا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں آگ میں ڈالا جانے والا ابُوجہل اور امان سے آنے والے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں، بعض نے اِن کے علاوہ بیان کیا، حکاہ ثعلبی۔

ابُوبکرؓ کے گھر والے

حَتّٰۤى اِذَا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَبَلَغَ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً قَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِىْۤ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِىْۤ اَنْعَمْتَ عَلَىَّ وَعَلٰى وَالِدَىَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَاَصْلِحْ لِىْ فِىْ ذُرِّيَّتِىْ اِنِّىْ تُبْتُ اِلَيْكَ وَاِنِّىْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ[2]

یہاں تک کہ اپنے زور کو پہنچا اور چالیس سال کا ہُوا عرض کی اے میرے رب میرے دل میں ڈال کہ میں تیری نعمت کا شکر کروں جو تُو نے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر کی اور میں وُہ کام کروں جو تجھے پسند آئے اور میرے لئے میری تمام اولاد میں صلاح رکھ میں تیری طرف رُجوع لایا اور میں مُسلمان ہُوں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت کریمہ حضرت ابُوبکر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے حق میں ہے اور اللہ تعالیٰ نے اُن کی دُعا قبول

---

[1] حم السجدہ آیت ۴۰ [2] الاحقاف آیت ۱۵

فرمائی پس اُن کے والد نے اور تمام اولاد نے اسلام قبول کیا۔
یہ روایت عقیل بن خالد نے نقل کی اور حضرت ابُوبکرؓ کی والدہ کے اِسلام کا واقعہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔

برابر نہیں ہیں

لَا يَسْتَوِي مِنْكُمْ مَنْ أَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ [1]

تم میں برابر نہیں جنہوں نے فتح مکہ سے پہلے خرچ کیا
واحدی نے بیان کیا ہے کہ کلبی نے کہا یہ آیتِ مقدسہ حضرت ابُوبکر صدیقؓ کے حق میں نازل ہُوئی ہے۔

باپ کو تھپڑ مار دیا

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ

وَلَوْ كَانُوا آبَاءَهُمْ أَوْ أَبْنَاءَهُمْ أَوْ إِخْوَانَهُمْ أَوْ عَشِيرَتَهُمْ

تم نہ پاؤ گے اُن لوگوں کو جو یقین رکھتے ہیں اللہ اور پچھلے دن پر کہ دوستی کریں اُن سے جنہوں نے اللہ اور اُس کے رسُول سے مخالفت کی اگرچہ وُہ اُن کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کنبے والے ہوں۔

[1] الحدید آیت ۱۰

ابن جریج سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے باپ ابو قحافہ نے، قبل از اسلام، حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گالی دی تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اُسے اِس زور سے تھپڑ مارا کہ وُہ گر پڑا۔ پھر اُنہوں نے اِس کا ذکر حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں کیا تو آپ نے فرمایا کیا تم نے اُسے مارا؟ حضرت ابُوبکر نے کہا: ہاں۔ آپ نے فرمایا: اُس پر زیادتی نہ کر حضرت ابُوبکر صدیقؓ نے کہا: خدا کی قسم۔ اگر میرے پاس تلوار ہوتی تو میں اُسے قتل کر دیتا۔
اِس روایت کی تخریج واحدی اور ابوالفرج نے کی اور ایک جماعت نے اِس آیت کو دُو مردوں کے حق میں ذکر کیا ہے جیسا کہ پہلے بیان ہُوا۔

خریداریٔ بلال پر نزولِ آیات

فَأَمَّا مَنْ أَعْطَىٰ وَاتَّقَىٰ

تو وُہ جس نے دیا اور پرہیزگاری کی۔
حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالےٰ عنہ اپنے بعض گھر والوں سے روایت کرتے ہیں کہ ابو قحافہ نے اپنے بیٹے حضرت ابُوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کہا! تُو کمزور لوگوں کو آزادی دلاتا ہے اگر تجھے آزاد کروانا ہی ہے تو اُنہیں آزاد کروا جو تیری مدافعت کریں اور تیرے برابر کھڑے ہوں۔
حضرت ابوبکر نے کہا! اے باپ بیشک میں نے جو چاہا سو کیا کہا کہ جو اِس آیت کریمہ میں نازل ہُوا وُہ اِس کے سوا نہیں، اور اِس کے حکم پر حضرت علی کرم اللہ

وجہہ الکریم کی یہ روایت دلالت کرتی ہے. آپ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! تم میں سے کوئی نہیں جس کا ٹھکانہ جنت میں یا جہنم میں نہ لکھا ہو.

لوگوں نے کہا! یا رسول اللہ کیا ہم اسی پر نہ بھروسہ کر لیں؟

آپ نے فرمایا! نہیں تم عمل کرو جس کے لئے جو بنایا گیا ہے اُس کے لئے وہی آسان ہے.

پھر آپ نے یہ آیات تلاوت فرمائیں.

فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰی وَاتَّقٰی ۙ وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰی ۙ فَسَنُیَسِّرُهٗ لِلْیُسْرٰی ۙ

وَاَمَّا مَنْۢ بَخِلَ وَاسْتَغْنٰی ۙ وَكَذَّبَ بِالْحُسْنٰی ۙ فَسَنُیَسِّرُهٗ لِلْعُسْرٰی

اس روایت کی تخریج بخاری مسلم نے کی اور دونوں امور کے جواز کے درمیان تضاد نہیں کہ ابوبکر کے فعل کے باعث نازل ہوئی پھر عمومی حکم میں داخل ہو گئی.

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خرید کر آزاد کیا تو مشرکین نے کہا ابوبکر نے یہ کام نہیں کیا مگر بلال کے لئے اُس کے نزدیک بدلہ ہے.

تو یہ آیت نازل ہوئی.

وَمَا لِاَحَدٍ عِنْدَهٗ مِنْ نِّعْمَةٍ تُجْزٰۤی ۙ اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْاَعْلٰی ۚ

اور کسی کا اُس پر کچھ احسان نہیں جس کا بدلہ دیا جائے صرف اپنے رب کی رضا

چاہتا ہے جو سب سے بلند ہے.

اس روایت کی تخریج واحدی نے کی.

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ یہ تمام تر سورت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مدح میں نازل ہوئی ہے اور اس میں حضرت بلال ؓ کے آقا اُمیہ بن خلف کی مذمت ہے جس نے حضرت ابوبکر کے ہاتھ حضرت بلال کو فروخت کیا پس اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے.

اِنَّ سَعْیَكُمْ لَشَتّٰی

بیشک تمہاری کوشش مختلف ہے، یعنی حضرت ابوبکر اور اُمیہ بن خلف کی کوشش.

فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰی وَاتَّقٰی وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰی

تو وہ جس نے دیا اور پرہیزگاری کی اور سب سے اچھی بات لا الٰہ الا اللہ کو سچ مانا یعنی ابوبکر نے فسنیسرہ للیسری تو بہت جلد اُسے آسانی یعنی جنت مہیا کردیں گے

وَاَمَّا مَنْۢ بَخِلَ وَاسْتَغْنٰی وَكَذَّبَ بِالْحُسْنٰی

اور جس نے بخل کیا اور بے پرواہ بنا اور سب سے اچھی بات لا الٰہ الا اللہ کی تکذیب کی یعنی اُمیہ بن خلف نے تو بہت جلد ہم اُسے جہنم کی دشواری مہیا کریں گے ہم اُس کی موت اور ہلاکت کے بعد اُسے جہنم میں داخل کر دیں گے اشقی الذی کذب و تولی یعنی اُمیہ بن خلف بد بخت ہے جس نے جھٹلایا اور پھر گیا.

دسویں فصل

آپ کی افضیلت کے ضمن میں اس فصل میں وہ تمام احادیث جمع کر دی گئی ہیں جو اس سے پہلے ابواب میں آپ کے خصائص کی فصل میں پہلے ہی داخل ہیں اور ہم اس پر ﷺ کرتے ہیں کہ اس باب میں اس کے ساتھ استدلال قائم ہو جائے۔ اور قاری اس مقام کو جان لے اور اس سے اپنی خواہش کے مطابق تخریج کرے۔

فضائل کی احادیث

ان میں سے آپ کے پہلے اسلام قبول کرنے کی احادیث میں سے یہ حدیث ہے، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے! کیا آپ اس امر کے زیادہ مستحق نہیں؟ کیا آپ ایسے ساتھی نہیں ہیں؟ اور یہ اس فصل میں ہے کہ بیشک حضرت ابوبکر صدیق پہلے اسلام قبول کرنے والوں سے ہیں۔

اور اُن میں سے یہ حدیث ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اگر میں کسی کو خلیل بناتا؟

اور یہ حدیث فضیلتِ ابوبکر پر دلالت کی وجہ ہے، یقیناً حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اللہ تعالےٰ کے ساتھ خلت ابوبکر کی خلت سے معتدل نہیں ہوتی اور تمام مخلوقات سے کوئی بھی اس کی خلت کا اہل نہیں۔ اور اگرچہ صحیح حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کسی کو خلیل نہ بنانا مذکور ہے۔ تو یہ حضرت ابوبکر کی عظمت کے لئے ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد حضرت ابوبکر مخلوق میں بہتر اور صحابہ میں افضل ہیں،

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ میں بہتر ہیں۔

حضرت ابی درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے کہ انبیاء کرام کے بعد حضرت ابوبکر سے بہتر آدمی پر سورج طلوع نہیں ہوا۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے کہ حضرت ابوبکر دنیا و آخرت میں افضل الصحابہ ہیں۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی احادیث میں لفظِ تخییر بیان ہوا جو تیسرے باب میں گذر چکی ہیں کہ ہم صحابہ کے درمیان حضرت ابوبکر صدیق بہتر تھے اور ایک حدیث ہے کہ ابوبکر صدیق لوگوں سے بہتر ہیں،

حضرت محمد بن حنفیہ کی حدیث میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ خیر الناس یعنی لوگوں سے بہتر ہیں اور ایک حدیث میں ہے کہ آپ بہترین بندے ہیں؛

حضرت نزال بن سبرہ، حضرت ابی جحیفہ اور حضرت محمد بن حنفیہ رضی اللہ تعالےٰ عنہم ان سب کی حدیث میں حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے حق میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کی مثل حدیث ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے کہ حضرت ابوبکر ہمارے سردار اور ہم میں بہتر ہیں۔ اور انکی دوسری حدیث میں ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے تمہارے امور میں تمہیں بہتر آدمی یعنی حضرت ابوبکرؓ پر جمع فرمایا۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی حدیث میں ہے کہ آپ نے لوگوں کو فرمایا!

میں تمہیں چھوڑتا ہوں اگر اللہ تبارک وتعالیٰ کو تمہاری بھلائی مقصود ہوئی تو تمہیں بھلائی پر جمع کر دے گا جیسا کہ حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ہم بھلائی پر جمع ہوئے،

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمارے لئے ہم میں بہتر آدمی کو امام بنایا۔

حضرت ابی امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اُمت پر ترجیح دی گئی ہے اور حضرت ابن عمرؓ کی حدیث ان دونوں کی حدیث کی مثل ہے جو عشرہ مبشرہ کے علاوہ باب میں ہے،

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تیسرے باب میں حضرت عمر فاروق اور پھر حضرت عثمان کی ترجیح کی حدیث ہے،

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق ہم میں سے زیادہ جاننے والے ہیں اور اُن سے دوسری فی المعنیٰ حدیث بھی ہے اور ابی معلیٰ سے بھی اسی مفہوم کی حدیث چاروں خلفاء اور تینوں خلفاء اور شیخین رضی اللہ عنہم کے حق میں وارد ہوئی ہے جو اس روایت کی تصریح وتلویح پر دلالت کرتی ہے،

گیارہویں فصل

حضرت ابوبکر صدیق کیلئے حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جنت کے ساتھ دعائے رحمت

اس فصل کی ان احادیث سے قبل عشرہ مبشرہ، خلفاء اربعہ، اصحاب ثلاثہ اور شیخین کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے حق میں اُن کے ابواب میں روایات بیان ہو چکی ہیں اور ہر باب میں اس مفہوم کا مخصوص بیان ہوا اور اس سے پہلے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے خصائص میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث بیان ہوئی کہ حضرت ابوبکر سب سے پہلے جنت میں داخل ہونگے اور حضرت ابن عمر اور حضرت زبیر رضی اللہ تعالےٰ عنہما کی حدیث ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جنت میں رفیق ہونگے۔

جنت کا ہر دروازہ حضرت ابوبکرؓ کیلئے ہے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جس نے اللہ کی راہ میں زوجین یعنی دو چیزیں خرچ کیں اُسے جنت کے دروازے سے آواز دی جائے گی اے اللہ کے بندے یہ اُن سے بہتر ہے جو نمازی باب صلوٰۃ سے بلایا جائے گا، اور جو مجاہدین سے باب جہاد سے بلایا جائے گا اور جو خیرات کرنے والوں سے باب صدقہ سے بلایا جائے گا اور جو روزے داروں سے باب ریان سے بلایا جائے گا۔

حضرت ابُوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عرض کی یارسُول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان کیا اِن سب دروازوں میں سے بھی کسی کو بُلایا جائے گا؟

حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! ہاں مجھے امید ہے کہ تو اُن میں سے ہے۔

• بخاری، مُسلم، مسند احمد، ترمذی، ابوحاتم۔

جوڑا خرچ کرنے والے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی سے روایت ہے کہ جس نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنے مال سے زوجین یعنی دو چیزیں خرچ کیں جنت کے دربان اُس کی طرف لپکیں گے اور کہیں گے اَے اللہ کے بندے! اَے مُسلم! یہ تیرے لئے بہتر ہے پس رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت ابُوبکر کے گال پر تھپکی دے کر فرمایا بیشک تو اُن میں سے ہے۔

اِس روایت کی تخریج قلعی نے کی

زوجین کی تشریح

حدیث میں آپؐ کا ارشاد زوجین آیا ہے اور زوجین کیا ہے؟ کہا دو گھوڑے یا دو غلام یا دو اُونٹ اور ایسے ہی بعض عُلماء نے اِس کی تفسیر کی ہے۔

حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے درہم و دینار کے علاوہ دو چیزیں بیان کیں، پیسے اور کھانا، جُوتا اور لگام۔

باجی نے کہا! اگر چاہیں تو اِسے دو نمازوں یا دو دِنوں کے روزے کے عمل کیساتھ محمول کریں، اور زوج اصل میں ہر چیز کی صِنف اور نوع ہے اور ہر دو چیزوں

کی دو متفرق یا دُوسری دو مثلیں ہیں پس دو نو زوجین ہیں اور دونوں میں سے ہر ایک زوج ہے اور مُراد دو قسم کا مال خرچ کرنا ہے۔

ابُوبکرؓ انبیاء کے ساتھی بنیں گے

حضرت جابر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! انبیاء و صدیقین کے ساتھ ابوبکر آئیں گے اور فرشتے انہیں اپنے ساتھ لیکر تیزی سے جنت کی طرف جائیں گے۔

اِس سے پہلے اِس کی مثل حضرت ابُوبکر اور حضرت عُمر رضی اللہ تعالےٰ عنہما کے بارے میں روایت بیان ہوئی اور حضرت ابُوبکر کے لئے مخصوص حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث ہے مگر اُس میں انبیاء و صدیقین کا ذکر نہیں۔

جنت کی خاص نعمت

حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا جنت میں بخت کی مانند پرندہ جنت کے درخت میں اُترتا ہے۔

حضرت ابُوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یارسُول اللہ یہ پرندہ نعمت ہے! آپ نے فرمایا اُسے انعام یافتہ کھائیں گے اور آپ نے تین مرتبہ فرمایا مجھے اُمید ہے کہ تو اُس سے کھائے گا۔ " خرجہ، احمد۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس طُوبیٰ کا ذکر ہُوا تو آپ نے فرمایا! اے ابُوبکر تمہیں معلوم ہے! طُوبیٰ کیا ہے "؟

حضرت ابُوبکر نے عرض کی اللہ اور اُس کا رسُول زیادہ جانتے ہیں۔

آپؐ نے فرمایا! طوبیٰ جنت میں ایک درخت ہے جس کی طوالت کو سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا اُس کی ٹہنی کے نیچے سَتر سوار چل سکتے ہیں اُس پر تخت کی مثل پرندہ رہتا ہے،

حضرت ابُوبکرؓ نے کہا! یارسُول اللہ وُہ ناعم کے لئے ہے؟ آپؐ نے فرمایا جو اُسے کھائے گا اُس کے لئے نعمت ہے۔ اور اے ابُوبکرؓ انشاء اللہ تعالیٰ تو اُسے کھانے والوں میں سے ہے۔ خرجہ، خلعی۔

جنت کا اُونچا بُرج

حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ روایت ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! جب میں شبِ اسریٰ کو جنت میں داخل ہُوا تو میں نے ریشم کا اُونچا بُرج دیکھا، میں نے کہا! اے جبریل یہ بُرج کس کے لئے ہے؟ اُس نے کہا ابُوبکرؓ کے لئے۔ خرجہ، فی فضائلہ۔

جنت کے گلاب

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! جنت میں حُوریں ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے گلابوں سے پیدا کیا ہے اُنہیں گلاب کے پُھول کہتے ہیں اُن کے ساتھ نبی یا صدیق یا شہید کے علاوہ کسی کی شادی نہ ہوگی اور ابُوبکرؓ کے لئے اُن میں سے چار سو ہیں۔

مرحبا ادھر آئیں

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ

علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! جنت میں ایک شخص داخل ہوگا تو کوئی گھر اور بالاخانے والا ایسا نہ ہوگا جو اُسے یہ نہ کہے کہ مرحبا ہماری طرف آئیں ہماری طرف آئیں،

حضرت ابُوبکر صدیق نے عرض کی یارسُول اللہ اِس دن میں، ماثوا علی ہذا الرجل۔ یعنی اس پر کوئی شخص پہلے قائم ہوگا۔

آپ نے فرمایا! اجل یعنی ہاں اور تُو اے ابُوبکر وُہ شخص ہے۔

اِس کی تخریج ابوحاتم نے کی، اور فضائل میں نقل کیا کہ، مَاثُوا ھذا الرَّجُل۔ اسقاطِ علیٰ کے ساتھ مثلث کے ساتھ ہے اور کہا، ثَوِیَ۔ اقامت ہے کہتے ہیں ثَوِیَ یَثْوِیْ ثوا یعنی اِمَامِ الْاَوَّلِ اور جواب کے لئے اَجَلْ زیادہ مناسب ہے۔

اِس میں اختلاف نہیں

ابُوعمرو وغیرہ نے کہا کہ ان الفاظ میں اختلاف نہیں کرتے کہ حضرت ابُوبکر صدیقؓ بدر اور حدیبیہ میں رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ موجود تھے اور اُن کے علاوہ کوئی صحابی آپ کا رفیق نہ ہوتا اور بیشک وُہ غار میں آپ کے مُونس تھے اور بیشک وُہ مُرتدین کے قتل پر قائم ہُوئے اور اس میں اُن کی رائے کی فضیلت اور باوجود احتساب کے معاملہ میں نرم دل ہونے کے اُن کی شدت ظاہر ہے اور اللہ تعالےٰ نے اُن کے ساتھ دین کو ظاہر فرمایا اور دین سے پھرنے والا ہر مُرتد اُن کے سامنے قتل ہُوا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا امر ظاہر ہُوا اور لوگ اِسے ناپسند کرتے تھے۔

ہر غزوہ میں شامل تھے

صاحب صفوت نے کہا کہ عُلمائے تاریخ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابُوبکر صدیقؓ نے حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ تمام غزوات میں شرکت کی اور

کوئی غزوہ فوت نہیں کیا اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اُحد کے دن ثابت قدم رہے جب کہ لوگ بھاگ گئے تھے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اُنہیں تبوک کے دن بڑا جھنڈا عطا فرمایا اور وہ اسلام اور قبل از اسلام کے زمانہ میں شراب کے نشہ سے پاک رہے اور بیشک وہ شبہ والی چیز سے پرہیز کرتے تھے۔

حضرت ابوبکر خیر ہی خیر ہیں

طارق سے روایت ہے کہ لوگوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس آکر کہا حضرت ابوبکر کیسے آدمی تھے؟

حضرت ابن عباس نے فرمایا وہ خیر ہی خیر تھے یا فرمایا کہ اُن پر ہر خیر کی انتہا تھی۔

اس روایت کی تخریج ابوعمر نے الاستیعاب میں کی

عبد خیر حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا خیر تین سو ستر خصائل پر مشتمل ہے جب اللہ تعالےٰ کسی سے بھلائی کا ارادہ کرتا ہے تو اُسے اِن میں سے کوئی ایک خصلت عطا فرما دیتا ہے جس کے ساتھ اُسے جنت میں داخل فرماتا ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق نے عرض کی یا رسول اللہ اس میں سے کوئی چیز مجھ میں ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں تجھ میں سب جمع ہیں۔

اِس روایت کی تخریج صاحب فضائل نے کی اور ابن بہلول نے سلمان بن یسار سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روایت بیان کی۔

حضرت ربیع بن انسؓ سے روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا ہر آسمانی کتاب کے شروع میں لکھا ہے کہ ابوبکر کی مثل بارش کی سی ہے جب بھی واقع ہو فائدہ پہنچائے۔

اسے صاحب فضائل نے بھی نقل کیا اور کہا حسن حدیث ہے۔

حضورؐ سے رشتہ مصاہرت ذریعہ جنت ہے

اِس سے پہلے عشرہ مبشرہ کے علاوہ باب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ حضرت ابوبکر کی مصاہرت کا بیان ہوا اور آپ کی طرف مصاہرت دوزخ پر حرام ہونے اور جنت میں جانے کا موجب ہے۔

حضرت ابن عمر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا کہ میرے نسب اور صہر کے علاوہ ہر نسب اور صہر منقطع ہو جائے گا۔

اِس روایت کو تمام رازی نے فوائد میں نقل کیا اور انشاءاللہ تعالیٰ اِس کی کیفیت اُمہات المومنینؓ کے مناقب کے باب میں اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی تزویج مبارک کے واقعہ میں آئندہ بیان ہوگی۔

ابوبکر مجھے ایسے ہے جیسے میں اپنے رب کو

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے ساتھ کھڑے دیکھا جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے تو اُن کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مصافحہ اور معانقہ فرمایا اور ان کے چہرہ کو بوسہ دیا اور فرمایا اے ابوالحسن میرے نزدیک ابوبکر کی قدر و منزلت ایسے ہے جیسے میری قدر و منزلت میرے رب کے نزدیک ہے۔

اِس روایت کی تخریج ملاء نے سیرت میں کی

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم نے بدر کے دن حضرت ابُوبکر کو فرمایا! کہ تم لشکر کی پہلی صف میں جانا چاہتے ہو؟ پس اُنہیں روک دیا اور فرمایا! کیا تم جانتے ہو تم میرے نزدیک میری سمع اور بصر کی طرح ہو۔

اِس روایت کی تخریج واحدی نے کی اور ابُوالفرج نے اِسے اسبابِ نزول میں اس آیتِ کریمہ کے تحت نقل کیا۔

لا تجد قوما یؤمنون باللہ والیوم الآخر یوادون من حاد اللہ [1]

تم نہ پاؤ گے اُن لوگوں کو جو یقین رکھتے ہیں اللہ اور پچھلے دن پر کہ دوستی کریں اُن سے جنہوں نے اللہ اور اُسکے رسُول سے مخالفت کی۔

کیا حضرت ابُوبکر حضُور سے عمر میں بڑے تھے

زید بن اسلم سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابُوبکر کو فرمایا میں بڑا ہوں یا تم بڑے ہو؟

حضرت ابوبکر نے کہا! نہیں بلکہ آپ مجھ سے بڑے ہیں۔ مجھ سے اکرام والے ہیں اور مجھ سے بہتر ہیں اور میں آپ سے عمر میں بڑا ہوں [2]

آدابِ رسُول

اِس روایت کی تخریج ضحاک نے کی اور حسن نے روایت ہے کہ جب حضرت ابوبکر

---

[1] المجادلہ آیت ۲۲ [2] یہ روایت خلافِ واقعہ ہونے کی صُورت میں وضعی قرار پائے گی کیونکہ حضرت ابُوبکر عُمر میں بھی حضور علیہ السلام الصلوۃ سے دو سال چند ماہ چھوٹے تھے۔ مترجم

بیعت لینے لگے تو اُس مقام سے الگ مقام پر کھڑے ہوئے جہاں رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قیام فرماتے تھے۔

"خرجہ حمزہ ابن الحارث۔"

حضرت سہل بن مالک رضؓ سے ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قیام فرماتے تھے۔ "خرجہ حمزہ ابن الحارث"،

حضرت سہل بن مالک رضؓ سے روایت ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اے لوگو! ابُوبکر سے مجھے کوئی بُرائی نہیں پہنچی اِس بات کو جان لو

"خرجہ الخلعی۔"

رسُول کا راز کیسے افشاء کرتا

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ جنابِ حفصہؓ بدری صحابی حضرت خنیس بن حذافہ سے بیاہی ہُوئی تھیں خنیس فوت ہو گئے تو میں نے حضرت عثمان سے مل کر کہا اگر آپ چاہیں تو حفصہ سے نکاح کر لیں، اُنہوں نے فرمایا میں غور کروں گا۔

پھر وُہ مجھ سے ملے تو اُنہوں نے اُس روز شادی کرنے سے انکار کر دیا۔ پس میں حضرت ابوبکرؓ سے ملا اور اُن پر حفصہ کو پیش کیا تو وُہ خاموش رہے جس پر مجھے غصہ آگیا پھر کچھ دن انتظار کیا تو حفصہ سے نکاح کے لئے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پیغام بھیجا تو آپ کے ساتھ اُن کا نکاح کر دیا، پھر میں نے حضرت ابُوبکر سے ملاقات کی تو اُنہوں نے کہا شائد آپ مجھ پر ناراض ہو گئے کہ میں نے آپ کو جواب نہ دیا، ؟ اُنہوں نے کہا! ہاں! - فرمایا مجھے جواب دینے میں کوئی چیز مانع نہ تھی مگر میں جانتا تھا کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حفصہ کے ساتھ خود نکاح کرنے کا

مجھ سے ذکر کیا تھا پس میرے لئے ممکن نہیں تھا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا راز افشا کرتا۔ اگر آپ چھوڑ دیتے تو میں نکاح کر لیتا۔ ۔ بخاری۔

حضور کے قریبیوں سے محبتِ ابوبکر

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر نے فرمایا! خدا کی قسم رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قرابت دار مجھے اپنی اصل کے اقرباء سے زیادہ محبوب ہیں۔

بزرگوں کی بزرگی بزرگ ہی جانتے ہیں

اس سے پہلے حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث میں حضرت ابوبکر صدیق کا قول بیان ہوا کہ قسم ہے اُس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا! مجھے ابی تس یعنی اپنے باپ کے ایمان لانے سے حضرت ابو طالب کے ایمان لانے کی زیادہ خوشی ہے کیونکہ یہ آپ کی آنکھوں کی ٹھنڈک کا باعث ہے، آپ نے فرمایا! تو نے سچ کہا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد میں تشریف فرما تھے اور آپ کے اصحاب آپ کی خدمت میں حاضر تھے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم تشریف لائے اور کھڑے سلام کہنے کے بعد ایک نظر حاضرین پر ڈالی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کے چہروں کی طرف دیکھا تاکہ وہ اُن کے لئے جگہ نکالیں، حضرت ابوبکر صدیقؓ آپؐ کی دائیں طرف تشریف فرما تھے پس وہ حضرت علی کے لئے سمٹ گئے اور کہا اے اباالحسن یہاں تشریف لائیں چنانچہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم، حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درمیان تشریف فرما ہو گئے، حضرت انس فرماتے ہیں کہ میں نے اس واقعہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رُخِ انور پر حضرت ابوبکر کے لئے مسرّت دیکھی پس آپ نے فرمایا اے ابابکر! بیشک بزرگوں کی بزرگی کو بزرگ ہی جانتے ہیں۔

اس روایت کو احمد بن حنبل نے مناقب میں اور خلعی اور ابن سمان نے نقل کیا۔

آپ کے ہی باپ کا منبر ہے

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ روایت اس کے قریب ہے کہ وہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منبر شریف پر تشریف فرما تھے کہ حضرت امام حسن بن علی علیہما السلام نے اُن کی طرف منبر پر چڑھتے ہوئے فرمایا! میرے باپ کے منبر سے اُتر جائیں۔ حضرت ابوبکر نے کہا! یہ آپ ہی کے باپ کا منبر ہے میرے باپ کا نہیں پھر آپ رونے لگے اور امام عالی مقام کو گود میں اُٹھا کر روتے رہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا! خدا کی قسم یہ میرے مشورے سے نہیں ہوا۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا! خدا کی قسم میں آپ کو متہم نہیں کرتا۔

ایک روایت میں ہے کہ جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو اس واقعہ کی خبر پہنچی تو آپ تشریف لائے اور فرمایا میں اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلیفہ کی ناراضگی سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں، پھر فرمایا! خدا کی قسم میں نے انہیں یہ حکم نہیں دیا، حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا! خدا کی قسم میں آپ کو متہم نہیں کرتا۔

حضور کے وعدوں کا ایفاء

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکرؓ کے پاس

بحرین سے مال آیا تو اُنہوں نے فرمایا! اِس کے لئے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے نزدیک کیا وعدہ ہے؟ پس میں آکر کھڑا ہُوا تو میں نے اپنے آپ سے کہا! رسُول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک وعدہ. تو مجھے فرمایا! تیرا کیا وعدہ ہے؟ میں نے کہا!
مجھے فرمایا ہے اگر اللہ مجھے مال عطا فرماتا تو میں تیرے لئے ایسے اور ایسے تین مُٹھیاں
نکالتا، کہا کہ حضرت ابوبکر نے جیسا میں نے کہا تھا میرے لئے تین مٹھیاں نکال دیں،
" حدیث حسن صحیح .

نبی کی ہتھیلی علی کی ہتھیلی

حضرت حبشی بن جنادہؓ سے روایت ہے کہ میں حضرت ابُوبکر کے پاس بیٹھا ہوا
تھا اُنہوں نے کہا رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جس سے وعدہ ہے وہ کھڑا
ہو جائے۔

پس ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا اَے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے خلیفہ مجھ سے تین مٹھی کھجوروں کا وعدہ ہے حضرت ابُوبکر نے حضرت علی
کرم اللہ وجہہ الکریم کو بُلوا کر کہا اَے ابُوالحسن! اِس شخص کا گمان ہے کہ رسُول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اِس کے ساتھ کھجوروں کی تین حثیات کا وعدہ فرمایا
ہے، پس اِسے تین مُٹھیاں دے دیں، حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے اُسے
کھجوریں عطا فرمائیں، حضرت ابُوبکر نے کہا کہ اُن کھجوروں کو گِنا گیا تو اُنکی تعداد
ساٹھ تھی اور دوسری مٹھی میں ایک بھی کھجور زائد نہ تھی۔

حضرت ابُوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! اللہ اور اُس کے رسُول پاک
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سچ فرمایا ہجرت کی رات جب ہم غار سے مدینہ منوّرہ
کے ارادے سے نکلے تو آپ نے فرمایا! میری ہتھیلی اور علی کی ہتھیلی گنتی میں برابر

ہے ابن سمان نے اِس روایت کی تخریج الموافق میں کی.

پُوری اُمت کا ثواب ابُوبکرؓ کے لئے

حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسُول
اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت ابُوبکر کے لئے یہ فرماتے ہُوئے سُنا اے ابا بکر
اللہ تبارک وتعالیٰ نے مجھے تخلیق آدم سے میری بعثت تک اُس پر ایمان لانے
والوں کا ثواب عطا فرمایا ہے اور تجھے میری بعثت سے قیامت تک مجھ پر ایمان
لانے والوں کا ثواب عطا فرمایا ہے

تشریح اِس سے قبل حضرت ابوبکر کے خصائص میں بیان کیا گیا ہے کہ
اُن کے خصائص میں سے ایک بزرگی اُن کا اشجع الناس ہونا ہے اُن کی خصوصیتوں
میں یہ بھی بیان ہو چکا ہے کہ وہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بات کو سمجھ
لیتے تھے اور آپ کے اُمور کو لوگوں سے زیادہ جانتے تھے اور ہم نے اِس کا ذکر
اُن کے علم اور زیادہ جاننے کے بیان میں کیا ہے پس یہاں بھی جو اِس بیان کے
ساتھ شامل ہے ملاحظہ فرمائیں،

پیٹ میں لڑکی ہے، کرامت.

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت ابُوبکر سے روایت
کرتی ہیں کہ اُن کے مال سے بیس وسق پُرانی عمدہ کھجوریں تھیں، جب اُن کا
وقتِ احتضار آیا تو فرمایا! اے بیٹی خدا کی قسم لوگوں میں سے کسی کا نفع مجھے اپنے
بعد تجھ سے زیادہ محبوب نہیں اور نہ ہی اپنے بعد مجھے تجھ سے زیادہ کسی کا فقر

عزیز ہے میں نے تیرے لئے بیس وسق عمدہ کھجوریں رکھی ہیں پس اگر تُو چاہے تو اُنہیں اپنے لئے محفوظ کرے،

اور بیشک اُس روز وارث کا مال ہوگا، اور وُہ تیری بہنیں اور بھائی ہیں، کتاب اللہ کے مطابق اُسے آپس میں تقسیم کرلینا۔ میں نے کہا ابا جان! اگر ایسے اور ایسے میں اپنا حصہ اپنی بہن اسماء کے لئے چھوڑ دُوں تو بیشک وُہ اسماء ہیں میری دوسری بہن کون ہیں؟ آپ نے فرمایا! جو بنتِ خارجہ کے پیٹ میں ہے میں اُسے لڑکی دیکھ رہا ہُوں،

اِس روایت کی تخریج موطا میں کی اور ابو معاویہ ضریر نے اِسے نقل کرتے ہُوئے زیادہ کیا کہ اُس پیدا ہونے والی لڑکی کے ساتھ اُنہوں نے بھلائی کی وصیت کی اور فرمایا یہ بات میرے دِل میں ڈالی گئی ہے کہ لڑکی پیدا ہوگی چنانچہ حضرت اُم کلثوم بنتِ ابی بکر پیدا ہُوئیں،

عدی بن حاتم کا وعظ

بنی طے سے روایت ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا وصال پاک ہُوا تو عرب مُرتد ہوگئے اور اُنہوں نے دین چھوڑنے اور زکواۃ نہ دینے کا عزم کیا پس اُن میں سے عدی بن حاتم نے اُٹھ کر اُنہیں نصیحت کی اور اللہ تعالیٰ کا خوف دلایا اس پر اُن کے ساتھ زید الخیل نے معاونت کی، پھر حضرت عدی بن حاتم حضرت ابُوبکرؓ کے پاس بنی طے کی زکواۃ لیکر آملے اور آپ کو سلام کہا، پھر اُنہیں کہا اے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے خلیفہ کیا آپ مجھے پہچانتے ہیں؟

حضرت ابُوبکرؓ نے فرمایا! ہاں تو عدی ہے اور وُہ شخص ہے جو لوگوں کے کفر کے زمانہ میں ایمان لایا اور تُو آیا جب لوگ پھر گئے اور جب اُنہوں نے غداری

کی تو تو وفا کیش رہا اور اگر میں مجھے اور تیرے ساتھی زید الخیل دونوں کو نہ پہچانتا تو تم دونوں کو اللہ جانتا ہے،

اِس سے قبل اہلِ ارتداد کی جنگ میں اُن کا قول بیان ہُوا کہ خدا کی قسم اگر کسی نے زکواۃ کی ایک رسّی دینے کا انکار کیا، اور ایک روایت میں ہے کہ زکواۃ کی وُہ رسّی جو رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ادا کرتے تھے مجھے نہیں دیں گے تو میں اُن سے جنگ کروں گا،

باغِ فدک

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ سیدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا نے حضرت ابُوبکر سے اپنے لئے تقسیم میراث کا سوال کیا اور ایک روایت میں ہے کہ سیدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا اور حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ دونوں رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی میراث تقسیم کرنے کیلئے ملتمس ہُوئے اور وُہ اُس وقت فدک کی زمین اور خیبر کے حصہ کا مطالبہ کر رہے تھے۔

حضرت ابُوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا! میں نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے سُنا کہ ہمارا ترکہ صدقہ ہے اُس کا وارث نہیں، بیشک آلِ محمدؐ جو اس مال سے کھاتے تھے اور خدا کی قسم میں کسی کو نہیں دُوں گا اور جو میں نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو کرتے دیکھا ویسا ہی کیا ہے اور ایک روایت میں زیادہ ہے کہ میں اس بات سے ڈرتا ہُوں کہ اگر میں آپ کے حکم سے کوئی چیز ترک کر دوں تو ٹیڑھا ہو جاؤں، پھر اُنہوں نے طویل حدیث بیان کی۔ بخاری، مُسلم۔

اور نفی میراث میں صحابہ کی ایک جماعت سے مروی ہے جن میں حضرت ابوہریرہؓ کے یہ الفاظ ہیں،

کہ آپ نے فرمایا میری وراثت سے درہم و دینار تقسیم نہ کرو میں نے اپنی ازواج کے لئے چھوڑے ہیں اور جو میرے عامل کا ممتانہ ہے وہ صدقہ ہے۔ (بخاری)

صحابہ کی گواہی

حضرت ابن عمر، حضرت عثمانؓ، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت زبیر بن عوام اور حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے نفی میراث کی حدیث بیان کی اور حضرت عمر، حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت سعد اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے اس امر کی قسم اُٹھائی پس کہا تم اُس ذات کے اذن سے قسم کھاؤ جس کے ساتھ زمین و آسمان قائم ہیں کیا تم نہیں جانتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہمارا ترکہ میراث نہیں صدقہ ہے! لوگوں نے کہا! ہاں ہم جانتے ہیں۔

اس روایت کی تخریج خلعی نے کی

اہلِ بدعت کی اختراع

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں صراحت کے ساتھ موجود ہے کہ آپ کا ترکہ مطلقاً وراثت نہیں اور اگر آپ کا ترکہ مذکورہ نفقہ پر خرچ کیا جائے اور پھر جو اس سے زیادہ ہو اُسے صدقہ کیا جائے اور یہ اُس روایت کی تردید کرتی ہے جس میں ہے کہ ہمارا ترکہ نصب کے ساتھ صدقہ ہے۔ تو اگر وہ صحیح ہے تو یہ غلط ہے مگر غالب امر یہ ہے کہ اِسے بعض بدعتیوں نے وضع کیا ہے تاکہ میراث کو صدقہ ثابت کیا جائے جس میں ترکہ صدقہ کے لئے ہو۔

فدک کی دُوسری روایت

عبداللہ بن ابی بکر بن عمر بن حزم اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہا کہ:
حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا حضرت ابُوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس تشریف لائیں اور فرمایا مجھے فدک دے دیں کیونکہ یہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے عطا فرما رکھا ہے؟

حضرت ابُوبکرؓ نے کہا! اے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی آپ نے سچ فرمایا ہے۔ ولیکن میں نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا ہے کہ آپ اِسے تقسیم فرماتے تھے، اور اس میں سے آپؐ اپنے گھر والوں کی ضروریات کے لئے دینے کے بعد باقی ماندہ محتاجوں، مسکینوں اور مسافروں کو عطا فرماتے تھے تو آپ اس کے ساتھ کیا کریں گی؟

آپؐ نے فرمایا! اس میں ویسے ہی کریں جس طرح رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کرتے تھے۔

حضرت ابُوبکرؓ نے کہا اور آپ کے لئے مجھ پر ہے کہ ویسے ہی کریں جس طرح آپکے ابا جان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کرتے تھے۔

جناب سیدہ نے فرمایا! خدا کی قسم آپ اسے ایسا کرتے تھے؟ حضرت ابُوبکر نے فرمایا خدا کی قسم! ہاں

جناب سیدہ نے فرمایا! الٰہی میں گواہی دیتی ہوں

پس ابُوبکر نے اُنہیں اُس سے ضروری اخراجات کے لئے عطا فرمایا اور باقی فقراء و مساکین اور مسافروں میں بانٹ دیا۔

حضرت عمر اور حضرت علی نے کیا کیا

پھر فدک کے متولی حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ ہُوئے تو اُنہوں نے بھی ایسا ہی کیا پھر حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم نے بھی ایسا ہی کیا پس اُنہیں اِس کے بارے میں کہا گیا تو اُنہوں نے فرمایا! مجھے ایسی چیز کو توڑتے ہُوئے اللہ تعالیٰ سے حیا آتی ہے جسے ابُوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کیا

ابی طفیل سے روایت ہے کہ جناب سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا حضرت ابُوبکرؓ کے پاس تشریف لائیں تو فرمایا اے رسُول اللہ کے خلیفہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے وارث آپ ہیں یا اُن کے گھر والے؟

حضرت ابُوبکر نے فرمایا نہیں بلکہ اُنکے گھر والے ہیں،

جناب سیدہ نے فرمایا تو خمس میں کیا ہے؟

حضرت ابُوبکر نے فرمایا! میں نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو یہ فرماتے سُنا ہے کہ:

بیشک جب اللہ تعالےٰ اپنے نبی کو کھانا کھلاتا ہے پھر اُس سے اُس کے بعد والے کے لئے روک لیتا ہے،

پس جب میں ولی ہُوا تو میں نے دیکھا کہ اِسے مسلمانوں پر لوٹا دوں۔

جناب سیدہ نے فرمایا! آپ اور رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم زیادہ جانتے ہیں، اور واپس تشریف لے آئیں۔ اِس روایت کو ابن سمان نے موافق میں نقل کیا۔

فدک کی ایک اور روایت

مالک بن اوس بن حدثان سے روایت ہے کہ حضرت عباسؓ اور حضرت علیؓ

حضرت ابُوبکر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے پاس اُن کے خلافت کے زمانہ میں تشریف لائے تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم جناب سیدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کا حصہ طلب کرنے کیلئے گئے اور حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا حصہ مانگا جو رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے تصرف میں تھا۔ اور آپ کے پاس آدھا خیبر اٹھارہ حصص اور بنی قریظہ اور فدک کی زمین کے چھتیس حصے تھے، پس دونوں نے کہا کہ یہ ہمیں لوٹا دیں، بیشک یہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے قبضہ میں تھے۔

حضرت ابُوبکر نے ہر دو حضرات کو فرمایا! میں نے یہ امر رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے نہیں دیکھا آپ نے فرمایا ہے،

ہم گروہِ انبیاء کا ترکہ وراثت نہیں صدقہ ہے۔

پس رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے صحابہ کی ایک جماعت نے کھڑے ہو کر کہا ہم اِس کی گواہی دیتے ہیں،

دونوں نے کہا! اسے چھوڑ دیں ہمارے ہاتھ وہی ہوگا جو رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ہاتھ سے ہُوا۔ کہا میں آپؐ کے بعد اِس کا مالک کسی کو نہیں دیکھتا اور میں اُسے اُس کی اُس جگہ پر رکھنے کا آپ دونوں سے زیادہ حق دار ہوں جہاں رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اُسے رکھا تھا، پس اُنہوں نے اُن دونوں کو فدک وغیرہ دینے سے انکار کر دیا۔

جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا دورِ خلافت آیا تو دونوں حضرات اُن کے پاس تشریف لائے تو اُنہوں نے اُنہیں یہ باغات دے دیئے اور اُن سے عہد لیا کہ اِن سے تم وہی عمل کرو گے جو رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کرتے تھے،

تمام رازی نے اِس سیاق کے ساتھ اِس روایت کو فوائد میں نقل کیا اور اِس مفہوم کو درست کہا۔

عافیت طلب کریں

حضرت معاذ بن رفاعہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق منبر پر کھڑے ہوئے اور رو کر فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہلے سال منبر پر کھڑے ہوئے تو رو دیئے تھے۔ پھر کہا اللہ تعالےٰ سے بخشش اور عافیت طلب کریں تو بیشک یقین کے بعد عافیت سے بہتر کوئی عطا نہیں۔

اس روایت کی تخریج ترمذی نے کی اور حافظ دمشقی نے اسے موافقات میں نقل کیا۔

حضرت ابوبکر امت کے باپ

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ مجھے تیرے دو باپوں یعنی زبیر اور ابوبکر نے فرمایا، جو لوگ زخم پہنچنے کے بعد اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پکارتے ہیں۔ مسلم۔

بخاری نے اس روایت کو طویل قصہ میں بیان کیا جو انشا اللہ حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل میں آئے گا۔

حضرت ابوبکر سے نماز سیکھنے والے

عبدالرزاق سے روایت ہے کہ اہل مکہ نے کہا وہ کہتے تھے کہ ہم نے نماز ابن جریج سے لی ہے، ابن جریج نے عطاء سے، عطاء نے ابن زبیر سے ابن زبیر نے حضرت ابوبکر سے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لی ہے۔ اس روایت کی تخریج صاحب صفوت نے صفوت میں کی۔

ہم غافل نہیں

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق نے لوگوں کو فجر کی نماز پڑھائی۔ اور دونوں رکعت میں سورۂ بقرہ تلاوت کی، جب آپ نے سلام پھیرا تو حضرت عمر نے انہیں کہا کہ اے اللہ کے رسول کے خلیفہ آپ نے سلام نہیں پھیرا یہاں تک کہ ہمیں گمان ہوا کہ سورج طلوع ہو گیا ہے۔

حضرت ابوبکر نے فرمایا! اگر طلوع ہوتا تو ہمیں غافل نہ پاتا۔

اس روایت کی تخریج بغوی نے اور تلخیص میں ذہبی نے کی اور پہلے باب الشیخین میں رات کے شروع میں ان کے وتر کے سلسلہ میں بیان ہوئی۔

حضرت ابوبکر کی دعا

حضرت عبداللہ بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کی مجھے ایسی دعا سکھائیں جس سے میں اپنی نماز میں دعا کروں، آپ نے فرمایا! کہو!

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْمًا كَثِیْرًا وَّلَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ فَاغْفِرْ لِیْ مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِیْ اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ۔ بخاری مسلم۔

یعنی! الٰہی میں نے اپنی جان پر بہت زیادہ ظلم کیا اور گناہوں کو کوئی بخشنے والا نہیں مگر تو بخشنے والا ہے، پس تو مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما بیشک تو بخشنے والا رحم فرمانے والا ہے۔

دُوسری دُعا

ابی راشد خیرانی نے کہا کہ میں حضرت ابن عمرؓ کے پاس آیا اور اُنہیں کہا ہمیں وہ حدیث سنائیں جو آپ نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے سُنی ہے ،
کہا : مجھے ایک صحیفہ ملا اُسے دیکھا تو اُس میں حضرت ابُوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت تھی کہ اُنہوں نے کہا یارسُول اللہ مجھے ایسی دُعا سکھائیں جو میں صُبح شام کیا کروں ، آپ نے فرمایا اے ابابکر !

قل اللھم فاطر السموات والارض عالم الغیب والشھادۃ لا الٰہ الا انت

رب کل شئی وملیکہ اعوذ بک من شر نفسی ومن شر شیطان وشرکہ وان اقترف

علی شرأ او اجرہ الی ، مُسلم ،

کہہ ! الٰہی آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے والے ، غیب و حاضر کو جاننے والے کوئی معبود نہیں مگر تُو ہر چیز کے رب اور مالک میں تیرے ساتھ اپنے نفس کے شر اور شیطان کے شر اور اُس کے شرک سے پناہ مانگتا ہوں .

اِس روایت کی تخریج ابن عرفہ عبدی نے اور اُس سے ترمذی نے کی اور میرے نزدیک اِن دونوں طریق کے علاوہ یہ ہے کہ ! صُبح شام کے وقت تُو یہ دُعا کر .

تیسری دُعا

ابن یزید مدنی سے روایت ہے کہ حضرت ابُوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کی دُعا تھی ،

اللھم ھب لی ایمانا ویقینا ومعافۃ ونیہ

الٰہی مجھے ایمان ویقین اور عافیت و نیت بخش دے

اس روایت کی تخریج ابن ابی الدنیا نے کی

چوتھی دُعا

معاویہ بن قرہ سے روایت ہے کہ مجھے حضرت ابُوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں یہ خبر پہنچی ہے کہ وہ کہا کرتے !

اللھم اجعل خیر عمری آخرہ وخیر عملی خواتمہ وخیر

ایامی یوم لقائک

الٰہی میری عُمر کے آخر کو بہتر فرما اور میرے عمل کے خاتمے کو بہتر فرما اور میرے اپنی ملاقات کے دِن کو بہتر فرمانا .
اِس روایت کی تخریج صاحب فضائل نے کی اور جُندیؔ نے نقل کیا ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ،
حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ لا الٰہ الا اللہ کا ورد کثرت سے کیا کرتے تھے .

انواعِ احسان پر مشتمل بیان

اِس سے قبل حضرت ابُو بکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے خصائص میں ایک دن میں مختلف نیکیاں کرنے کی خصوصیت اور اُن کے لئے جنت کی گواہی کی فضیلت بیان ہُوئی،

جنت کے ہر دروازے سے بُلایا جانا

حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! قیامت کے دن انسان کو اُس کے افضل عمل کے ساتھ بلایا جائے گا اگر اُس کا افضل عمل نماز ہے تو اُس کے ساتھ بلایا جائے گا، اگر افضل عمل روزے ہیں تو اُن سے بلایا جائے گا اور اگر افضل عمل جہاد ہے تو اُس سے بُلایا جائے گا۔

حضرت ابُو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی وہاں کسی ایک کو دو عملوں سے بھی بلایا جائے گا؟ آپ نے فرمایا ہاں تجھے،

ایک روایت میں ہے کہ جنت کے دروازوں سے باب الریان سے بلایا جائے گا۔

حضرت ابُو بکر نے عرض کی کوئی ایسا بھی ہوگا جسے ہر دروازے سے بُلایا جائے گا؟ آپ نے فرمایا ہاں وہ تُو ہے۔

اِن دونوں روایات کی فضائلِ ابُو بکر میں تخریج کی گئی

فرشتے پھول لیکر بلائیں گے

حضرت ابُو ہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جو شخص اللہ تعالےٰ کی راہ میں دو چیزیں خرچ کرے گا جنت کے دروازوں پر ملائکہ خوشبودار گلدستوں کے ساتھ اُسے ندا دیں گے یا عبداللہ اے مسلمان ادھر آئیں۔

حضرت ابُو بکر نے عرض کی بیشک اِس شخص کے لئے اِس میں حُسنِ آخرت ہے
آپ نے فرمایا! اے ابُو بکر مجھے اُمید ہے اُن سے ہونگے بلکہ تو اُن میں سے ہے

جگر جل اُٹھتا تھا

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت ابُو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کے بعد اُن کی زوجۂ محترمہ کی خدمت میں حاضر ہُوا اور اُن سے حضرت ابُو بکر کے اپنے گھر میں افعال و اعمال کے بارے میں دریافت کیا؟ اُنہوں نے اُن کے قیامِ شب اور اُن کے اعمال کے بارے میں بتایا، پھر کہا وہ ہر جمعہ کی رات کو وُضو فرما کر عشاء کی نماز ادا کرتے پھر مراقبے کی صُورت اپنے سر کو کندھوں پر ڈال کر قبلہ رُو ہو کر بیٹھ جاتے اور اِس مراقبے سے صبح کے وقت سر اُٹھاتے اور سانس اُوپر کھینچتے تو گھر میں کلیجہ بھوننے کی خوشبو آتی۔
حضرت عمرؓ رونے لگے اور کہا، بیشک ابنِ خطاب کے لئے جگر بھونتا ہے۔

خرجہ ملاء فی سیرتہ۔

دُنیا سے بے رغبتی

اِس سے پہلے کتاب الشیخین میں بیان ہُوا کہ اُنہوں نے اپنا تمام مال

نکال دیا تھا۔ اور باب ابوبکر و عمر اور علی میں حضرت علی کی حدیث بیان ہوئی کہ اگر ابوبکر
کو امارت دو گے تو انہیں دُنیا میں بے رغبت اور آخرت میں راغب پاؤ گے،
اور اُن کے عبا و بوریہ کو زیب تن کرنے کی حدیث اُن کے خصائص کی فصل
میں اُنکی مواسات رسولؐ کی خصوصیت میں بیان ہوئی،

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، کہ حضرت ابوبکرؓ کو
پیاس لگی تو اُن کے لئے برتن لایا گیا جس میں پانی اور شہد تھا، جب اُنہوں نے
اُسے اپنے منہ کے قریب کیا تو رونے لگے،
یہاں تک کہ جو اُن کے پاس تھا وہ بھی رونے لگا، پس آپ ساکت ہو گئے
اور لوگ خاموش نہ ہوئے، آپ دوبارہ رونے لگے یہاں تک کہ لوگ اُن سے پوچھنے
کی طاقت نہ رکھتے تھے۔ پھر اُن کے چہرے پر ہاتھ پھیرا گیا تو افاقہ ہوا،
لوگوں نے کہا اے ابوبکرؓ آپ کو یہ رونا کس چیز نے رُلایا فرمایا میں حضور
نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھا، اور آپ کوئی چیز ہٹا رہے تھے، اور
فرماتے تھے میں تیری طرف متوجہ نہیں ہونگا،
میں نے آپ کے ساتھ کوئی چیز نہ دیکھی تو میں نے کہا یا رسول اللہ میں آپ
کو کوئی چیز ہٹاتے ہوئے دیکھ رہا ہوں لیکن آپ کے ساتھ کوئی چیز نہیں؟
آپ نے فرمایا! میرے لئے دُنیا اور جو اس میں ہے، مثالی صورت میں آیا،
تو میں نے کہا مجھ سے تیری طرف توجہ نہیں ہوتی پس اُسے پیچھے ہٹا دیا یا پھاڑ دیا
مگر خدا کی قسم اگر میں اُسے آزاد نہ کرتا مجھ سے تیرے بعد سے رہائی نہ پاتی، پس
مجھے خدشہ پیدا ہو گیا کہ میں دُنیا سے مل رہا ہوں تو اس پر مجھے رونا آگیا۔

میں اپنے رب سے خوش ہوں

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے

وآلہ وسلم نے فرمایا، اے ابوبکرؓ یہ جبریلؑ تجھ پر اللہ کا سلام پڑھتے ہیں، اور تجھے اللہ تعالےٰ
نے فرمایا ہے کیا تو اپنے فقر پر خوش ہے یا ملامض؟
حضرت ابوبکرؓ رونے لگے اور کہا، میں اپنے رب پر ناراض ہوں گا! میں اپنے
رب سے خوش ہوں میں اپنے رب سے خوش ہوں۔
اس روایت کی تخریج حافظ ابن نعیم بصری نے کی

کاش میں کٹا ہوا درخت ہوتا

حضرت حسنؓ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر فرماتے تھے، کاش میں ایک
کٹا ہوا درخت ہوتا، جس کے پتے جھاڑ کر کھائے جاتے،
ابی عمران جونی حضرت ابوبکرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ اُنہوں نے فرمایا کاش
اگر میں عبدِ مومن کے پہلو میں بال ہوتا۔
یہ دونوں روایتیں صفوۃ میں نقل کی گئیں

آواز کیسے پست کی

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ جب یہ آیت
نازل ہوئی۔

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ لَا تَرْفَعُوٓا۟ أَصْوَٰتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ ٱلنَّبِيِّ

اے مومنو! اپنی آوازیں نبی کی آواز سے اونچی نہ کرو

الحجرات آیت ۲

توحضرت ابوبکر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے گفتگو نہ کرتے مگر جیسے راز کی
بات کی جاتی ہے۔
اسکی تخریج واحدی نے کی اور آپکے فضائل میں روایت بالمعنیٰ بیان ہوئی
حضرت عبدالرحمن بن عوف اور حضرت طارق بن شہاب سے روایت ہے
کہ جب یہ آیت نازل ہوئی۔

إِنَّ الَّذِينَ يَغُضُّونَ أَصْوَاتَهُمْ عِندَ رَسُولِ اللَّهِ أُولَٰئِكَ

الَّذِينَ امْتَحَنَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ لِلتَّقْوَىٰ [۱]

بے شک وہ جو اپنی آوازیں رسول اللہ کے پاس پست کرتے ہیں وہ ہیں جن
کا دل اللہ تعالیٰ نے پرہیزگاری کے لئے پرکھ لیا ہے۔
توحضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا میرے نفس پر
افسوس نہ کلام کرتا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مگر جس طرح راز بیان
کیا جاتا ہے۔

اس روایت کی تخریج واحدی نے کی

بدلے کا ڈر

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ

۱ الحجرات آیت ۳

علیہ وآلہ وسلم کے پاس تھا تو یہ آیت نازل ہوئی،

مَن يَعْمَلْ سُوءًا يُجْزَ بِهِ [۱]

جو برائی کرے گا اُس کا بدلہ پائے گا۔
حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے فرمایا اے ابابکرؓ کیا تجھ پر وہ
آیت پڑھوں جو اللہ کے رسول کے دل پر نازل ہوئی ہے؟
میں نے عرض کی پڑھیں آپ نے پڑھی تو میں نے عرض کی میں نہیں جانتا مگر
میں نے اپنی کمر ٹوٹتی ہوئی پائی ہے۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، اے ابوبکرؓ تیری کیا کیفیت ہے؟
میں نے کہا یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان وائے ہم نے برے
عمل نہیں کئے اور ہم اپنے عملوں کا بدلہ پائیں گے؟
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے ابوبکرؓ تو اور تیرے مومن
ساتھیوں کا بدلہ یہ ہے کہ تم اللہ تعالےٰ سے ملاقات کرو اور تمہارے لئے گناہ نہ
ہوں گے، ولیکن دوسروں کے اعمال جمع ہونگے اور قیامت کے دن ان کے
ساتھ بدلہ پائیں گے۔

اس روایت کی تخریج فضائل ابوبکرؓ میں کی گئی۔
ماوردی نے اس روایت کی تخریج کرتے ہوئے کہا جب یہ
آیت نازل ہوئی تو حضرت ابوبکرؓ نے کہا، یا رسول اللہ!
مَن يَعْمَلْ سُوءًا يُجْزَ بِهِ سخت نہیں؟

۱ النساء آیت ۱۲۳

آپ نے فرمایا! بیشک دُنیا میں جزا پہنچتی ہے یعنی بدلہ ملتا ہے،

زبان پر قائم رہنا

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکرؓ کبھی قسم نہیں توڑتے تھے یہاں تک کہ اللہ تعالےٰ نے قسم کے کفارہ کی آیت نازل فرمائی۔ تو فرمایا میں قسم پر قسم نہیں اُٹھاتا پس میں نے اِس سے اِس کے علاوہ خیر دیکھی سوائے اسکے کہ وُہ خیر لائی جائے اور میں قسم سے انکار کروں۔

اِس روایت کی تخریج ابی بکر برقانی نے حمیدی سے کی اور قیس بن ابی حازم نے کہا! میں نے حضرت ابوبکرؓ کو دیکھا وُہ اپنی زبان کا کنارا پکڑ کر فرماتے یہ امر یہی مجھ پر لاتی ہے،،

،خرجہ، فی صفوت ۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں حضرت ابوبکر کی خدمت میں حاضر ہُوا تو آپ نے اپنی زبان کو پکڑ کر حرکت دی اور کہا یہ ان ذا اوردنی الموارد یعنی مجھ پر یہ واردت یہی لاتی ہے،

اِس روایت کی تخریج صاحب فضائل ابی بکر نے کی اور ملاء نے اِس سیاق کے ساتھ اسے نقل کیا اور ابن حرب طائی نے اسے نقل کرتے ہوئے کہا۔ ان ابابکر قال لسانی اوردنی الموارد، یعنی حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا میری زبان مجھ پر موارد لاتی ہے،

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت ابوبکرؓ کے پاس گیا تو آپ نے اپنی زبان کا کنارا پکڑ کر کہا! یہ مصیبتیں لانے والی ہے، پھر فرمایا! اے عمرؓ! مجھے تمہاری امارت کی ضرورت نہیں،

پس میں نے کہا خدا کی قسم نہ آپ مسافر ہیں اور نہ مستقل۔ خرجہ، فی فضائلہ

اور روایت ہے کہ آپ زبان کی لغزش کے خوف سے مُنہ میں کنکریاں ڈال لیتے تھے۔ خرجہ، ملاء۔

تقوےٰ کی انتہا

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا فرماتی ہیں حضرت ابوبکر صدیق اپنے غلام کے لئے خراج نکالتے تھے اور اُس کے خراج سے کھالیتے تھے ایک روز وُہ کوئی چیز لایا تو آپ نے اُس سے کھالیا۔ غلام نے کہا! آپ جانتے ہیں یہ کیا ہے؟

حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کیا ہے؟ اُس نے کہا میں جاہلیت کے زمانہ میں ایک انسان کی فال نکالتا تھا اور سب سے بہتر فال نکالتا اُسے دھوکا دینا ہوتا ہے۔ وُہ شخص مجھے ملا تو اُس نے یہ چیز دی تھی جس سے آپ نے کھایا ہے، پس حضرت ابوبکر صدیق نے مُنہ میں انگلی ڈال کر اُلٹی کی اور پیٹ سے ہر چیز نکالدی، بخاری،

ایسا ہی دُوسرا واقعہ

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر کا ایک غلام رات کو آپ کا کھانا لایا تو آپ نے اُس سے ایک لقمہ لیا تو غلام نے کہا کیا بات ہے آپ ہر رات مجھ سے پُوچھا کرتے تھے اور اِس رات نہیں پُوچھا آپ نے فرمایا! میں نے اِس پر بھوک برداشت کی ہے تو اِس کھانے کے ساتھ کہاں گیا تھا اُس نے کہا میں جاہلیت میں ایک قوم کے پاس جاتا تھا میرا اُن سے وعدہ ملاقات تھا چنانچہ آج میں اُنکے کے پاس گیا تو اُن کے ہاں شادی تھی یہ کھانا انہوں نے مجھے دیا تھا۔ آپ نے فرمایا! تجھ پر افسوس ہے تو نے مجھے ہلاک کر دیا، پھر آپ نے اپنے حلق میں ہاتھ

ڈال کر اس لقمے کو نکالنا چاہا تو وہ نہ نکلا۔ اُس غلام نے کہا! یہ پانی کے بغیر نہیں نکلے گا
پس آپ نے پانی کا بڑا پیالہ منگوا کر پیا اور حلق میں اُنگلی پھیری تو اُس کے ساتھ وہ
لقمہ نکل آیا، آپ نے فرمایا! اللہ تجھ پر رحم کرے جو اس لقمہ کے علاوہ کھانا ہے تو
کھالے۔

پس آپ نے فرمایا! اگر یہ لقمہ میری جان کے ساتھ بھی نکلتا تو میں اسے
نکال دیتا کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے۔
ہر وہ جسم جو حرام مال سے پرورش پاتا ہے اُس سے آگ بہتر ہے، پس میں ڈرا کہ اس
لقمے سے میرے جسم میں کوئی چیز پرورش پائے۔
اس روایت کی تخریج صاحب صفوۃ نے صفوۃ میں اور ملاء نے سیرت میں کی۔

باپ بیٹی کا مکالمہ

حضرت مجاہد کہتے ہیں جب اُم المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا
کے عذر کی آیات نازل ہوئیں تو وہ حضرت ابوبکرؓ کے پاس آکر اُن کے سرہانے
بیٹھ گئیں، اور کہا اللہ تعالٰی نے آپ کی اور آپ کے ساتھی کی حمد کے بغیر میرے
عذر میں آیات نازل فرمائی ہیں، تو کیا آپ دونوں مجھ سے معذرت کروگے، حضرت
ابوبکرؓ نے کہا! اُس چیز میں معذرت کیسی جسے میں نہیں جانتا۔
اس روایت کی تخریج فضائل ابوبکر میں کی گئی اور کہا حدیث حسن ہے۔

حضرت ابوبکر کیسے فیصلے کرتے

حضرت میمون بن مہران سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالٰی عنہ
کے پاس کوئی جھگڑا آتا تو آپ کتاب اللہ میں دیکھتے، اگر اُس میں پاتے تو اُسکے

مطابق فیصلہ کرتے، اور اگر کتاب اللہ میں نہ ہوتا تو جو امر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم سے جانتے اسکے مطابق فیصلہ فرماتے، اگر آپ اس سے بھی نہ پاتے تو
مسلمانوں کے پاس آکر پوچھتے کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
اس مقدمہ کے بارے میں کیا فیصلہ فرمایا تھا؟ کبھی کبھی لوگ چل کر اُن کے پاس
آجاتے اور اُس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فیصلے کا ذکر
کرتے تو حضرت ابوبکرؓ کہتے، اُس اللہ کے لئے تعریف ہے جس نے ہم میں ایسے
لوگ پیدا کئے جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت سے ہمارے نگران ہیں۔

اسمٰعیلی نے اس روایت کی تخریج اپنی معجم میں اور صاحب فضائل نے
فضائل ابوبکر میں کی۔

دادی کا وراثت میں حصہ

قبیصہ بن ذؤیب سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکرؓ کے پاس ایک دادی
آئی اور اُس نے اپنی میراث کے بارے میں پوچھا، آپ نے فرمایا تیرے لئے
کتاب اللہ سے کوئی چیز نہیں اور میں نہیں جانتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کی سنت میں تیرے لئے کوئی چیز ہے۔ تاہم لوگوں کے پاس جاکر پوچھتا ہوں
چنانچہ آپ نے لوگوں سے پوچھا تو مغیرہ بن شعبہ نے کہا میں رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں موجود تھا کہ آپ نے دادی کو چھٹا حصہ دیا۔
حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کیا تیرے ساتھ تیرے علاوہ کوئی اور بھی تھا،
اُس نے کہا، میرے ساتھ محمد بن مسلمہ انصاری تھے۔ پس اُنہوں نے بھی مغیرہ
کی مثل بتایا تو حضرت ابوبکرؓ نے اس قانون کو نافذ کر دیا۔
مسند احمد بن حنبل، ابوداؤد، ابن ماجہ، ترمذی اور ترمذی نے اسکی تصحیح

کی ہے۔

حدیثیں جمع کر کے جلادیں

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں! میرے والد نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پانچ سو احادیث جمع کیں۔ ایک رات وُہ سوئے تو لوٹتے لگے، مجھے غم پیدا ہو گیا تو میں نے کہا ابا جان آپ کو کونسی چیز مضطرب کر رہی ہے مجھ سے کوئی شکایت ہے یا مجھ سے کوئی تکلیف دہ بات پہنچی ہے؟

صبح ہوئی تو اُنہوں نے مجھے فرمایا! بیٹی تمہارے پاس جو رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث میں نے جمع کر رکھی ہیں وُہ مجھے لادو۔ میں نے اُنہیں لاکر دے دیں تو اُنہوں نے آگ منگوائی اور اُس میں اُنہیں جلادیا۔ میں نے کہا ابا جان! آپ نے انہیں جلا کیوں دیا؟

اُنہوں نے کہا میں رات کو اس ڈر سے سو نہ سکا کہ اگر مجھے موت آگئی اور یہ حدیثیں میرے پاس ہیں اِن میں مامُون اور ثقہ شخص سے احادیث بیان ہوں اور اُس طرح نہ ہو جیسے مجھ سے حدیث بیان ہوئی تو لوگ اسکی تقلید کریں گے

ابُوبکر کا مال بیت المال میں

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ جب حضرت ابوبکرؓ پر مرض الموت طاری ہُوا تو اُنہوں نے فرمایا میرے مال میں جو زیادہ چیز دیکھیں اُنہیں حکومت کے خزانے میں جمع کرادیں، پس لوگوں کو وُہ مال دے کر خلیفہ کے پاس بھیج دیا، پھر ہم نے دیکھا اُن کے پاس ایک غلام

تھا جو اُن کے بچوں کو اُٹھایا کرتا تھا اور ایک آب کش اُونٹ تھا جس سے باغ کو پانی دیتے ہمیں اِن دونوں کے ساتھ بھیجا تو حضرت عمرؓ رونے لگے اور فرمایا! اللہ تبارک و تعالیٰ ابُوبکر پر رحم فرمائے اُنہوں نے اپنے بعد والوں کو سخت مشکل میں ڈال دیا ہے

اِس روایت کو صاحب صفوت اور فضائلی نے نقل کیا

کھانے اور لباس کے سوا کچھ نہیں لیا

ابن قتیبہ نے المعارف میں یہ روایت بیان کی اور اُسکے لفظ ہیں اے بیٹی! ابُوبکر کے مال میں جو زیادہ دیکھے وُہ مسلمانوں کو واپس کر دے یہ اس امر میں ہمارے ولی ہیں، خدا کی قسم ہمیں اُن کے مال سے اُتنا ہی پہنچا ہے جو دلیے کے کھانے کی صُورت میں ہمارے پیٹوں نے کھالیا، اور موٹے کپڑوں کی صُورت میں ہماری پُشتوں نے پہن لیا پھر اُنہوں نے اپنے جوان اونٹ کی طرف دیکھا اور اُن کے ننگے جسم پر ایک بوسیدہ مخملی چادر تھی جو پانچ درہم کے برابر بھی نہ تھی جب آپ کا پیامی حضرت عمرؓ کے پاس پہنچا تو حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُنہیں کہا اُے امیر المومنین کیا یہ آپ ابُوبکرؓ کے بیٹوں سے چھین لیں گے؟

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! یقیناً رب کعبہ کی قسم حضرت ابُوبکر نے اپنی زندگی میں بھی گناہوں سے اجتناب کیا ہے اور وُہ اِسے اپنی موت کے بعد بھی برداشت نہیں کریں گے، اللہ تعالیٰ ابُوبکر پر رحم فرمائے اُن کے بعد سخت مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا۔"

میری چادر کو میرا کفن بنالینا

بغوی نے معجم میں اِس مفہوم کی روایت نقل کرتے ہُوئے مزید کہا کہ

حضرت ابُوبکرؓ نے فرمایا! اے بیٹی میں قریش میں بڑا تاجر تھا اور اُن میں زیادہ مالدار تھا. پس جب میں خلافت میں مشغول ہُوا تو میں نے دیکھا کہ مجھے اس مال سے جو ملتا ہے وُہ یہ سوتی کپڑے کی عبا، دُودھ دوہنے والے دو برتن اور دو غلام ہیں جب میں فوت ہو جاؤں تو یہ سب کچھ فوراً ابن خطاب کی طرف بھیج دینا. اے بیٹی جو کپڑا میں نے اوڑھ رکھا ہے اسی کا میرا کفن بنا لینا.

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں میں نے روتے ہوئے کہا ابا جان ہم اس سے بہتر دیں گے.

اُنہوں نے فرمایا! اللہ تعالےٰ تیری بخشش فرمائے میت کا کفن ہی تو ہے..

فرمایا کہ جب آپ کا انتقال ہو گیا تو میں نے ابن خطاب کی طرف اس امر کا پیغام بھیجا، حضرت عمرؓ نے کہا اللہ تعالیٰ آپ کے باپ پر رحم فرمائے،

نہ دینار تھے نہ درہم

قلعی نے ان دونوں معنوں کی روایت کرتے ہُوئے اس قول کے بعد کہا!

جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آپ کی بھیجی ہُوئی چیزیں پہنچیں تو اُن میں نہ دینار تھے نہ درہم سوائے خادم اور ناقہ اور دُودھ دوہنے والے کے کیونکہ یہی چیزیں اُن کے پاس تھیں چنانچہ جب اُن کے جنازے سے واپسی پر ان چیزوں کے بارے میں اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ نے حضرت عمرؓ کو پیغام بھیجا تو حضرت عمرؓ نے کہا اللہ تعالیٰ ابُوبکر پر رحم فرمائے اُنہوں نے اپنے بعد آنے والے کو مشکل میں ڈال دیا ہے.

مصطفائی مُہر ابُوبکرؓ کے حق میں

ابی عالیہ ریاحی سے روایت ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کے صحابہ کے اجتماع میں کسی نے حضرت ابوبکرؓ سے پُوچھا کیا کبھی آپ نے زمانۂ جاہلیت میں شراب پی ہے؟

آپ نے فرمایا! میں اللہ کے ساتھ پناہ مانگتا اور فرمایا میں نے کبھی شراب نہیں پی، میرا سامان محفوظ ہے اور میں اپنے مال کی حفاظت کرتا تھا. تو جو شخص شراب پیتا ہے اُس کا سامان اور اُس کی مروّت دونوں ضائع ہو جاتے ہیں،

جب یہ خبر رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہنچی تو آپ نے فرمایا ابُوبکر نے سچ کہا ہے.

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت ابُوبکر صدیق نے اسلام کے زمانہ میں شعر نہیں کہا یہاں تک کہ اُن کا وصال ہو گیا اور اُنہوں نے زمانہ جاہلیت میں بھی خود پر شراب کو حرام کر رکھا تھا.

کسی سے سوال نہ کرو

ابن ابی ملیکہؒ سے روایت ہے کہ جب کبھی حضرت ابُوبکر کے ہاتھ سے اُونٹ کی نکیل گر جاتی تو آپ اُونٹ کو ہاتھ کی ضرب کے ساتھ تھپکی دے کر ٹھہراتے اور جھک کر مُہار پکڑ لیتے لوگوں نے کہا آپ ہمیں حکم دیتے ہم آپ کو مہار پکڑا دیتے. آپ نے فرمایا! میرے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے ارشاد فرمایا تھا لوگوں سے کسی چیز کا سوال نہ کرنا،

امام احمد بن حنبل اور صاحب صفوت نے اس روایت کو بیان کیا

تجارت کپڑے کی ایک سوال

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

فرمایا جو مشکوک کپڑے کی تجارت کرتا ہے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اُس کی طرف
نہیں دیکھے گا، حضرت ابُوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے عرض کی۔
اگر میرا کوئی کپڑا بیٹا ہُوا نکل آئے؟ آپ نے فرمایا تو نے اُسے نہیں بنایا

خلیفۂ رسُول کپڑا بیچتا ہے

حضرت عطاء بن سائب سے روایت ہے کہ جس روز حضرت ابُوبکرؓ خلیفہ
ہُوئے اُس کی اگلی صُبح کو کندھے پر دھوتیاں ڈال کر بازار میں فروخت کرنے
کے لئے آگئے، اُن کے ساتھ حضرت عمرؓ اور حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما
کی ملاقات ہُوئی تو دونوں نے کہا! اے خلیفۂ رسُول کہاں کا ارادہ ہے؟ فرمایا!
بازار کو جا رہا ہُوں، دونوں نے کہا آپ کو تو مسُلمانوں کے امر کا ولی بنایا ہے؟
آپ نے فرمایا! میرے اہل و عیال کا کھانا کہاں سے آئے گا؟
اُنہوں نے کہا آپ واپس آئیں تاکہ آپ کیلئے تنخواہ مقرر کریں، چنانچہ آپ
اُن دونوں کے ساتھ واپس آگئے تو اُن کیلئے نصف بکری اور اُسکے سری پائے
اور کلیجی وغیرہ روزانہ کی تنخواہ مقرر کی گئی۔

و خرجہ فی صفوت۔

عمر ابن اسحاق سے روایت ہے کہ حضرت ابُوبکرؓ نکلے تو اُن کی گردن پر
اُن کی عباء تھی، ایک شخص نے اُنہیں کہا، میں دیکھتا ہُوں کیا یہ کافی ہے؟ آپ
نے فرمایا میں تجھے کہتا ہوں کہ تُو اور ابن خطاب میرے اہل و عیال سے مغرور
نہیں کر سکتے۔ خرجہ فی صفوت،

خلیفۂ رسُول لوگوں کی بکریاں دوہ رہا ہے

اور کہا کہ علماء سیرت نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابُوبکر ایک قبیلہ کی بکریاں

دوہا کرتے تھے، جب لوگوں نے آپ کی بیعت کی تو قبیلہ کی ایک لڑکی نے کہا اب
ہمارے گھر آ کر ہماری بکریاں کون دوہے گا؟ آپ نے اُس کی آواز سن کر فرمایا تمہارے
لئے میں دوہُوں گا اور مجھے اُمید ہے میں مخلوق کے کام پہلے کی طرح کرتا رہُوں گا،
آپ پر اللہ رحم فرمائے آپ اُن کے لئے دوہا کرتے تھے۔

یہ انکساری

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت ابو بکرؓ کے پیچھے
بیٹھا ہُوا تھا جب ہم لوگوں کے پاس سے گذرے تو اُن پر سلام پڑھا، اُنہوں نے
سلام کا جواب دیا، حضرت ابُوبکر نے فرمایا بیشک اس روز لوگوں کو کثرت و زیادتی
کی وجہ سے ہم دوتوں پر فضیلت حاصل۔

آپ کے باپ کا منبر ہے

ہشام بن عروہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابو بکرؓ منبر پر
تشریف فرما تھے کہ حضرت امام حسن بن علی علیہما السلام تشریف لائے اور منبر پر
چڑھ کر فرمایا! میرے باپ کے منبر سے اُتر جائیں، حضرت ابُوبکرؓ نے دو مرتبہ فرمایا
آپ کے باپؐ کا منبر ہے میرے باپ کا نہیں، آپ کے باپ کا منبر ہے میرے باپ
کا نہیں، حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے لوگوں کو فرمایا حضرت حسن نے یہ میرے
حکم پر نہیں کہا، ,, خرجہ ابو بکر ابن الانباری۔

اللہ کی راہ میں جانے والا

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابو بکرؓ نے

یزید بن ابُوسفیان کو شام کی طرف بھیجا تو دو میل تک اُن کے ساتھ چلتے گئے اُنہوں
نے کہا اے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلیفہ اگر آپ واپس تشریف لے جاتے؟
آپ نے فرمایا میں نے حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سُنا ہے
کہ جس کے قدم اللہ تعالےٰ کی راہ میں غبار آلود ہوں اللہ تعالیٰ اُسے آگ پر
حرام کر دیتا ہے، ۔ خرجہ ابن حبان ۔

حضرت ابُوبکر کی مہمان نوازی

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے اصحابِ صُفہ
فقیر لوگ تھے ایک مرتبہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا!
جس کے پاس دو آدمیوں کا کھانا ہے وُہ تیسرے کو لے جائے جس کے
پاس چار آدمیوں کا کھانا ہے وُہ پانچویں کو لے جائے، حضرت ابوبکر نے تین آدمی
لئے اور رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دس افراد کو لیکر نکلے، گھر میں، میری والدہ
اور میرے والد تین افراد تھے میں نہیں جانتا اُنہوں نے کہا کہ میری بیوی اور خادم
حضرت ابوبکر کے گھر کے اور میرے گھر کے درمیان تھے، حضرت ابُوبکر نے عشاء
کی نماز رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس پڑھی اور اللہ تعالےٰ نے جس
قدر چاہا رات گذرنے کے بعد گھر تشریف لائے تو اُن کی بیوی نے کہا آپ نے
مہمانوں کو کیوں قید کر رکھا ہے؟
حضرت ابُوبکر نے کہا کیا اُنہیں کھانا نہیں کھلایا؟
اُن کی بیوی نے کہا، اُنہوں نے آپ کے آئے بغیر کھانا کھانے سے انکار
کر دیا تھا۔
حضرت ابُوبکرؓ اُن کے پاس گئے تو وُہ سو چکے تھے، حضرت عبدالرحمٰن بن

ابی بکر فرماتے ہیں میں چھپنے کے لئے چلا تو حضرت ابُوبکر نے مجھے، اے جاہل کہہ کر
بُرا بھلا کہا اور فرمایا! جب تک یہ کھانا نہیں کھائیں گے خدا کی قسم! میں بھی کھانا نہیں
کھاؤں گا۔ اور مہمانوں نے قسم کھائی جب تک ابُوبکر نہیں کھائیں گے ہم نہیں کھائیں
گے، حضرت ابُوبکرؓ نے فرمایا یہ شیطان کا وسوسہ ہے اور پھر آپ نے کھانا منگوا کر کھایا،
حضرت ابُوبکر فرماتے ہیں خدا کی قسم میں ایک لقمہ اُٹھاتا تھا تو اُس کے نیچے
اُس سے زیادہ کھانا ہوتا،
حضرت ابُوبکر کی بیوی نے فرمایا! تمام لوگ شکم سیر ہو گئے تو کھانا پہلے سے
زیادہ تھا حضرت ابُوبکر نے کھانے کو پہلے سے زیادہ دیکھا تو اپنی بیوی سے کہا،
اے بنی فراس کی بہن یہ کیا ہے؟
اُنہوں نے تین مرتبہ کہا میری آنکھوں کی ٹھنڈک حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی قسم یہ اِس وقت پہلے سے زیادہ ہے، پس حضرت ابُوبکر نے اُس
سے کھایا اور کہا بیشک اِس میں شیطان یعنی اُن کی قسم ہے پھر اُس میں سے ایک
لقمہ اٹھا کر رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو گئے،
پس صُبح ہوئی تو آپ کی خدمت میں کچھ لوگ آئے جو ہمارے اور اپنے درمیان
معاہدہ کرنا چاہتے تھے جب معاہدہ کے بعد ہم الگ ہوئے تو اُن میں سے بارہ
آدمیوں نے کھانا کھایا اور اُن کے علاوہ کھانے والوں کی تعداد کو اللہ ہی جانتا ہے
" بخاری، مسلم،

رسُول اللہ کے بعد کسی کو یہ حق نہیں

ابی برزہ اسلمی سے روایت ہے کہ ہم کسی کام میں حضرت ابُوبکر صدیق کے پاس
تھے تو وُہ ایک مسلمان شخص پر غضبناک ہوئے تو وُہ اُن پر شدید غضبناک ہوئے

میں نے یہ دیکھا تو عرض کی اے خلیفۂ رسول اللہ اِس کی گردن مار دوں۔

جب قتل کا ذکر چھڑا تو لوگ گھبرا گئے اور ایسے ہی دُوسری طرف چلے گئے پھر جب لوگ متفرق ہو گئے تو بعد ازاں حضرت ابُوبکر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے مجھے بلا بھیجا اور فرمایا اے ابا برزہ! تو نے کیا کہا تھا، میں نے کہا میں نے جو کہا تھا وُہ بھول گیا ہُوں۔ آپ بتائیں کیا کہا تھا؟ فرمایا! بتا تُو نے کیا کہا تھا؟ میں نے کہا نہیں خدا کی قسم مجھے یاد نہیں، اُنہوں نے فرمایا جب تُو نے مجھے ایک شخص پر غضبناک دیکھا تھا تو کیا تو نے کہا تھا اے رسُول اللہ کے خلیفہ اِس کی گردن اتار دُوں؟ کیا تُو نے یہ بات کی تھی یا یہ کام کرنے والا تھا! یعنی اُسے قتل کرنے والا تھا؟

میں نے کہا! خدا کی قسم اگر آپ اُس وقت مجھے حکم دیتے تو میں اُسے قتل کر دیتا اُنہوں نے فرمایا تجھ پر ویل ہے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد کسی کیلئے ایسا نہیں کیا جا سکتا۔

" اخرجہ ، احمد "

غیرتِ ابُوبکرؓ

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص سے روایت ہے کہ بنُو ہاشم کے کچھ لوگ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی بیوی حضرت اسماء بنتِ عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس آئے اسی اثناء میں حضرت ابُوبکرؓ گھر میں تشریف لائے تو اُنہیں اُن لوگوں کا آنا ناگوار گذرا اُنہوں نے اِس واقعہ کا ذکر رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے کیا تو حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! میں اِس میں خیر کے سوا کچھ نہیں دیکھتا، پھر آپؐ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اُسے اِس سے پاک رکھا ہے پھر آپ نے منبر پر کھڑے ہو کر فرمایا کوئی شخص آج کے بعد کسی کی غیر حاضری میں

اُس کے گھر داخل نہ ہو مگر اُس کے ساتھ ایک یا دو آدمی ہوں۔

" مسلم ، نسائی ، موافقت دمشقی "

حضرت ابُوبکر کی طرف سے فرشتہ جواب دیتا ہے

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین کے ساتھ تشریف فرما تھے کہ ایک شخص نے حضرت ابُوبکر کو تکلیف پہنچائی، آپ خاموش رہے، اُس نے دُوسری مرتبہ تکلیف پہنچائی تو آپ خاموش رہے، اُس نے پھر تیسری مرتبہ اُس نے ایذاء دی تو حضرت ابُوبکر نے اُس سے بدلہ لیا جس وقت حضرت ابُوبکر بدلہ لے رہے تھے اُس وقت رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کھڑے ہوئے اور اُنہیں بدلہ لیتے پایا، حضرت ابُوبکر نے کہا یا رسُول اللہ جب آپ نے مجھے اِس سے بدلہ لیتا پایا اِس سے پہلے میں دو مرتبہ اِس سے اعراض کر چکا تھا میرا گمان تھا کہ آپ اُسے مجھ سے روک دیں گے، آپؐ نے فرمایا! آسمان سے فرشتہ نازل ہُوا تھا کہ جو بات اُس نے تیرے حق میں کی تھی اُس کی تکذیب کرے پس جب تُو نے بدلہ لے لیا تو شیطان آگیا پس شیطان کے آجانے سے اُس فرشتہ کا بیٹھنا ممکن نہ تھا۔

" ابُوداؤد ، موافقات دمشقی "

بعض نے کہا یہ آیت کریمہ! اِس واقعہ میں نازل ہُوئی

لَا یُحِبُّ اللّٰہُ الْجَھْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ

اللہ پسند نہیں کرتا بُری بات کا اعلان مگر مظلوم سے

لہ النساء آیت ۱۴۸

مقاتل سے روایت ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی موجودگی میں ایک شخص نے حضرت ابُوبکر کو نازیبا بات کہی تو حضرت ابُوبکر اُس سے خاموش رہے پھر اس نے دوبارہ وہی بات کہی تو حضرت ابُوبکر نے وہ بات اُس پر لوٹا دی پس رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہو گئے تو حضرت ابُوبکر نے کہا اِس نے مجھے گالی دی تو میں نے کچھ نہ کہا پھر میں نے اس پر لوٹائی تو آپ کھڑے ہو گئے۔

آپ نے فرمایا! فرشتہ تیری طرف سے جواب دے رہا تھا جب تُو نے گالی دی تو فرشتہ چلا گیا اور شیطان آ گیا، تو یہ آیت نازل ہُوئی۔

یہ روایت ابوالفرج نے اسباب النزول میں بیان کی

حضرت ابُوبکر کی محبت اُمت پر فرض ہے

حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ میری اُمت پر ابُوبکر کی محبت واجب ہے۔

حضرت انسؓ ہی سے روایت ہے کہ میں اور رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابُوبکر ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بیت الشرف میں بیٹھے تھے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا!

اَے ابی بکر کاش میں اُن بھائیوں سے ملاقات کرتا جو تجھ سے محبت کرتے ہیں

حضرت ابُوبکرؓ نے عرض کی یا رسُول اللہ ہم آپ کے بھائی ہیں؟

آپ نے فرمایا! تم میرے اصحاب ہو میرے بھائی وہ لوگ ہیں جو لوگ مجھے نہیں دیکھیں گے اور میری تصدیق کریں گے اور مجھ سے محبت کریں گے یہاں تک کہ اُن میں سے ہر ایک مجھ سے اپنی اولاد اور والدین سے زیادہ محبت کرے گا۔

لوگوں نے کہا! یا رسُول اللہ ہم آپ کے بھائی ہیں؟

آپ نے فرمایا! تم میرے اصحاب ہو، اے ابُوبکر خبردار لوگ تجھ سے میری محبت کے ساتھ محبت کریں گے پھر فرمایا! میں اُن سے محبت کروں گا جو تجھ سے محبت کرتے ہیں۔

اِس روایت کی تخریج انصاری نے کی

بن دیکھے ایمان لانے والے

حضرت عبداللہ بن اُدفی سے روایت ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے تو بیٹھ کر فرمایا! اے عمر میں اپنے بھائیوں کا اشتیاق رکھتا ہُوں۔

حضرت عمرؓ نے عرض کی! یا رسُول اللہ کیا ہم آپ کے بھائی نہیں؟

آپ نے فرمایا! تم میرے صحابہ ہو و لیکن میرے بھائی وہ لوگ ہیں جو مجھ پر بن دیکھے ایمان لائیں گے۔

حضرت ابُوبکر اِس گفتگو کے بقیہ پر آئے تو حضرت عمرؓ نے اُنہیں کہا! رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے، میں اپنے بھائیوں کا مشتاق ہُوں میں نے کہا یا رسُول اللہ ہم آپ کے بھائی نہیں؟ آپ نے فرمایا تم میرے صحابہ ہو اور میرے بھائی وہ ہیں جو مجھ پر بن دیکھے ایمان لائیں گے،

آپ نے فرمایا! اے ابا بکر! لوگوں کو میری محبت تجھ سے پہنچے گی جو لوگ تجھ سے محبت کریں گے اُن سے اللہ تعالیٰ محبت کرے گا،

یہ روایت ابن فیروز نے نقل کی

حضرت ابُوبکرؓ کے لئے اعلانِ خداوندی

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا!

جس رات کو ابوبکر صدیق پیدا ہوئے تو تمہارے پروردگار جلّ علا نے جنتِ عدن پر نزولِ اجلال فرمایا اور فرمایا مجھے اپنے عزت و جلال کی قسم تجھ میں داخل نہیں مگر جو اِس مولود سے محبت رکھتا ہوگا۔

اِس روایت کی تخریج علی بن نعیم بصری نے کی اور کہا یہ زُہری کی نافع سے غریب روایت ہے اور ملاء نے اسے سیرت میں نقل کیا۔

جنت کا ویزا

حضرت قیس بن حازم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے ملے تو انہیں دیکھ کر مسکرانے لگے، حضرت علیؓ نے فرمایا آپ کیوں مسکرائے ہیں؟

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا کہ کوئی شخص پُلصراط سے نہیں گذرے گا مگر جس کیلئے علی پاسپورٹ لکھ کر دیں گے، حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم ہنسنے لگے اور فرمایا! میں پاسپورٹ تحریر نہیں کروں گا مگر اُس کے لئے جو ابوبکر سے محبت کرتا ہوگا۔

خرجہ، ابن السمان۔

ابوبکر کی محبت غیر مسلم کیلئے بھی نافع ہے

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ ایک یہودی حضرت ابوبکر کے پاس آیا اور اُس نے کہا اُس ذات کی قسم جس نے حضرت موسیٰ کلیم۔ علیہ السلام، کو مبعوث فرمایا میں آپ سے محبت کرتا ہوں، پس حضرت ابوبکر نے سر اُٹھایا اور یہودی کی اہانت ہوئی، کہا کہ جبریل علیہ السلام نے حضور رسالتماب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت

میں حاضر ہو کر عرض کی آپ پر علی واعلیٰ نے سلام پڑھا ہے اور فرمایا ہے کہ آپ یہودی کو فرما دیں کہ وہ ابوبکر سے کہے! میں تجھ سے محبت کرتا ہوں تو بے شک اللہ عزّ وجلّ محبتِ ابی بکر کی بنا پر اُسے جہنم میں دو چیزوں سے بچائے گا نہ اُس کے پاؤں میں آگ کی زنجیر ہوگی اور نہ اُس کے گلے میں طوق ہوگا۔

پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تشریف لائے تو یہودی کی موجودگی میں اُسے یہ خبر دی، کہا کہ اُس نے آسمان کی طرف سر اُٹھا کر کہا! میں گواہی دیتا ہوں کے اللہ کے۔ وا کوئی معبود نہیں اور بیشک آپ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اللہ کے رسول برحق ہیں قسم ہے اُس ذات کی جس نے آپ کو نبوت کے ساتھ مبعوث فرمایا میں ابی بکرؓ سے بہت زیادہ محبت کرتا ہوں۔

حضور رسالتماب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! مبارک ہو، مبارک ہو۔

اس روایت کو ملاء نے سیرت میں نقل کیا۔

فاروقِ اعظم بارگاہِ ابوبکر میں

۱۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا گیا کیا آپ خلیفہ ہیں؟ آپ نے فرمایا! کیا آپ کسی کو خلیفہ بنائیں گے آپ نے فرمایا! اگر لوگوں پر چھوڑ دوں تو مجھ سے بہتر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے لوگوں پر چھوڑ دیا تھا اور اگر بناؤں تو مجھ سے بہتر ابوبکر صدیق نے بنایا تھا، اِس روایت کی صحت پر اتفاق ہے۔ آئندہ دفاع میں آئے گی

۲۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا خدا کی قسم اگر سبقت کروں تو میری گردن کاٹ دو جن لوگوں میں ابوبکر ہوں اُن کی سبقت مجھے محبوب ہے۔

۳۔ ابی عمران الجونی سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے

کیا کاش میں حضرت ابُوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سینے کا بال ہوتا،

اِن دونوں روایتوں کی تخریج اُس نے فضائل میں کی

۴۔ حسن بن ابی الحسن سے روایت ہے، کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا! کاش میں جنت میں ہوتا جہاں حضرت ابُوبکرؓ کی زیارت کیا کرتا۔

• خرجہ. فی فضائلہ،

۵، حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا حضرت ابُوبکرؓ ہمارے سردار اور ہمارے بہتر ہیں۔

۶، اِس سے قبل خصائص کی فصل میں بیان ہُوا اور اُس میں یہ حدیث بھی ہے کہ حضرت عمر نے حضرت ابُوبکر سے کہا میں نے آپ سے بہتر کسی کو نہیں دیکھا اور اور فرمایا کیا ابُوبکر کو دیکھا ہے؟

دائیں ہاتھ سے شروع کرو

۷، حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسالتآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے گھر تشریف لائے تو ہم نے آپ کے لئے بکری کا دُودھ دوہا اور اُس میں اپنے گھر کے کنوئیں کا پانی ملا کر لسی تیار کی، حضرت ابُوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کی بائیں جانب تھے اعرابی آپ کی دائیں طرف اور عمرؓ اُس کے پیچھے تھے، رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لسی نوش فرمائی تو حضرت عمرؓ نے کہا حضرت ابُوبکر کو عطا فرمائیں مگر لسی اعرابی کو ملی تو فرمایا! دایاں دایاں ہے۔

اِس سے پہلے یہ واقعہ موطا کی حدیث سے مختصراً بیان ہُوا۔

۸، حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی سے روایت ہے کہ ہم اپنے گھر میں رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کر رہے تھے ہم نے آپ کے لئے

دُودھ میں اپنے گھر کے کنوئیں کا پانی ملا کر لسی بنائی، آپ کی دائیں طرف ایک خانہ بدوش بدو تھا اُس شخص کے پیچھے حضرت عمرؓ تھے اور آپ کی بائیں جانب حضرت ابوبکر صدیق تھے رضی اللہ تعالیٰ عنہم رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لسی نوش فرمائی تو جب آپ پیالہ رکھنے کے یا وہم ہُوا کہ آپ پیالہ واپس کریں گے تو حضرت عمر فاروقؓ نے عرض کی یا رسُول اللہ ابُوبکر کو عطا فرمائیں مگر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پیالہ بدو کو عطا فرمایا اور فرمایا جو دایاں ہے سو دایاں ہے۔ نسائی۔

حضرت ابُوبکر نگاہِ علی میں

۱، حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ میں جب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث سُنتا ہُوں تو اللہ تبارک وتعالےٰ جو چاہے اُس سے مجھے نفع عطا فرماتا ہے اور جب مجھ سے کوئی دُوسرا آپ کی حدیث بیان کرتا ہے تو میں اُسے قسم دیتا ہوں اور جب وُہ حلف اُٹھالیتا ہے تو میں تصدیق کردیتا ہُوں اور مجھ سے ابُوبکر نے حدیث بیان کی اور ابُوبکر نے سچ کہا ہے کہ میں نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہُوئے سُنا۔ جب گنہگار بندہ اچھی طرح وضو کرکے دو رکعت نماز ادا کرنے کے بعد استغفار کرتا ہے تو اُس کے گناہ ختم ہو جاتے ہیں اور اللہ تبارک وتعالےٰ اُسے بخش دیتا ہے۔

" اِس روایت کی تخریج نسائی نے اربعین بلدانیہ میں کی۔

حضرت ابُوبکر مومن و مامون ہیں

۲، حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے ہی روایت ہے کہ جب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال مبارک ہُوا تو آپ کے مقامِ تدفین کے بارے صحابہ میں

اختلاف ہوگیا، حضرت ابُوبکر نے فرمایا! مجھ سے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے وعدہ لیا ہے کہ کوئی نبی فوت نہیں ہوتا مگر اُسے وہیں دفن کیا جاتا ہے جہاں اُس کا وصال ہو، اور ابوبکر آپ پر ایمان لانے والے ہیں۔

حضرت علی حضرت ابُوبکر کے حق میں

تشریح ، حضرت ابُوبکر کی فضیلت میں حضرت علی کی متعدد روایات بیان ہو چکی ہیں ایسے ہی انشاءاللہ حضرت علی کے مناقب کی فصل میں بیان آئے گا مناقب شیخین میں یہ روایت بیان ہو چکی ہے کہ بدر میں حضرت ابُوبکر کے ساتھ جبریلؑ اور حضرت علی کے ساتھ میکائیل علیہ السلام تھے، اور ان میں سے نزال بن سبرہ کی حدیث ہے کہ حضرت علیؓ نے فرمایا! ابُوبکر کا نام صدیق جبریل اور محمد مصطفےٰ علیہما الصلوٰۃ السلام کی زبانوں پر ہے اور رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اُن سے ہمارے دین کے لئے راضی ہیں اور ہم اُن سے اپنی دُنیا کے لئے راضی ہیں اور ابن یحییٰ کی بالمعنیٰ حدیث میں ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے تین مرتبہ فرمایا! ابُوبکر کا نام صدیق اللہ تعالیٰ نے آسمان سے اُتارا ہے،

حضرت حسن کی حدیث ہے کہ ایک شخص نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے پُوچھا! مہاجرین نے حضرت ابُوبکر کی بیعت پر کیسے سبقت کی تو اُنہوں نے فرمایا چار چیزوں کی وجہ سے پہلی بیان ہونے والے حدیث میں ہے کہ اُنہوں نے سب سے پہلے اظہارِ اسلام کیا۔ دُوسری حدیث اِس میں دونوں معنوں میں ہے۔ اور رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اِس ارشاد کے ضمن میں آپ نے فرمایا ہے کہ آپؐ نے جبریل کو فرمایا ہجرت میں میرا ساتھی کون ہے گا تو اُنہوں نے عرض کی! ابابکر۔

اور یہ حدیث کہ آپ نے فرمایا تم میں سے ہر ایک نے میری تکذیب کی اور ابُوبکر نے تصدیق کی، پہلے خصائص میں بیان ہوئی،

اور یہ حدیث کہ اگر میں تمہیں چھوڑ دوں تو اللہ تعالےٰ تمہیں خیر کی طرف لوٹائے گا، اور حضرت ابُوبکر کے اختصاصِ خیر کی حدیث۔ اور ابی سریجہ کی حدیث کہ حضرت ابُوبکر کو ثباتِ قلب حاصل تھا اور یہ حدیث کہ یقیناً حضرت ابوبکر صدیق اشجع الناس ہیں، حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے بیان ہوئیں۔ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا یہ ارشاد کہ اے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے خلیفہ!

اور اعلم الناس ہونے کے خصائص میں یہ حدیث کہ اللہ تعالےٰ کو پسند نہیں حضرت ابُوبکر غلطی کریں۔ اور اللہ تعالےٰ کے ارشاد وَالَّذِی جَاءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِہٖ کے ضمن میں حدیث کہ صَدَّقَ بِہٖ حضرت ابُوبکر کے لئے ہے اور دُوسرے خصائص میں یہ حدیث کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ابُوبکر ہمارے دین کے لئے راضی ہیں اور ہم اُن سے اپنی دُنیا کے لئے راضی ہیں یہ روایات آپ کی خلافت کی فصل میں تقدیم و تاخیر پر دوبارہ بیان ہونگی، اور اِس فصل میں اُن کا یہ ارشاد کہ ہم اپنے مقام پر دیکھتے تھے اور رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت ابوبکر کو نماز کے لئے آگے کر دیا۔ اور قیس بن عبادہ کی فی المعنیٰ حدیث کہ حضرت ابوبکر کو اللہ تعالیٰ نے ہر اُس شخص کا ثواب عطا فرمایا ہے جو رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر ایمان لایا۔ حضرت علی کی بیان کردہ احادیث سے ہیں، یک اور حدیث علی ہے،

ابُوبکر نے سچ کہا

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا میں نے حضرت ابُوبکرؓ سے سُنا

وہ فرماتے تھے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سُنا جو گنہگار بندہ اچھی طرح وضو کر کے نماز پڑھے اور اللہ تعالےٰ سے استغفار کرے تو اللہ تعالےٰ پر اُس کا حق ہے کہ اُس کی مغفرت فرمائے کہا کہ پھر جناب علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے منبر پر منادی کی کہ ابُوبکر نے سچ کہا، ابُوبکر نے سچ کہا اور یہ اس لئے ہے کہ اللہ تبارک وتعالےٰ نے فرمایا!

وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا [1]

اور جو بُرا عمل کرے یا اپنی جان پر ظلم کرے پھر اللہ تعالےٰ سے بخشش طلب کرے تو اللہ تعالیٰ کو بخشنے والا رحم کرنے والا پائے گا۔

ابنِ عمر بارگاہِ ابُوبکر میں

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ وہ جب سفر سے آتے تو اپنے گھر والوں کے پاس جانے سے پہلے مسجد نبوی میں حاضر ہو کر دو رکعت نماز ادا کرتے پھر رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر اطہر پر حاضر ہو کر آپؐ پر اور حضرت ابُوبکر و عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی خدمت میں سلام عرض کرتے اور جب حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ پر سلام پیش کرتے تو کہتے اباجان! آپ پر سلام ہو اگر آپ میرے باپ نہ ہوتے تو حضرت ابُوبکر سے پہلے آپکے ساتھ ابتداء نہ کرتا۔

اس روایت کی تخریج ابوبکر بن ابوداؤد نے کی ہے۔

---

[1] النساء آیت ۱۱۰

صدیقہؓ بنتِ صدیقؓ کی تصدیق

۱، اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا فرماتی ہیں رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال مبارک کے بعد عرب مُرتد ہو گئے اور منافقت نے اپنی گردنیں لمبی کرلیں تو میرے اباجانؓ پر جو نازل ہوا اگر پہاڑوں پر نازل ہوتا تو اُن کی چوٹیاں پس جاتیں لوگوں نے اختلاف نہیں کیا مگر میرے اباجان اُنہیں نکیل ڈال کر کھینچتے رہے۔

۲، قاسم بن محمد سے روایت ہے میں نے اُم المومنین حضرت عائشہ کو فرماتے سُنا کہ جب حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال مبارک ہوا تو نفاق بڑھ گیا اور عرب دین سے پھر گئے۔ اور محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ اللہ کے گھر میں ایسے لوٹ آئے جیسے وہ بکریوں کا باڑہ ہو لوگوں نے نہیں اختلاف کیا مگر میرے اباجان اُس اختلاف کو دُور کرتے تھے۔ " خرجہ اسماعیلی فی معجمہ۔

۳ اُم المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا سے روایت ہے کہ میرے پاس کچھ لوگ میرے باپ کے بارے میں گفتگو کرنے آئے تو میں نے پردے گرا کر اللہ تعالےٰ کی حمد بیان کی اور رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درُود پڑھا پھر کہا! میرے اباجان! کون میرے اباجان! خدا کی قسم اُس عظیم پہاڑ اور طویل سائبان تک ہاتھ نہیں پہنچتے افسوس کامیابی کو بدگمانیوں نے جھٹلایا خدا کی قسم جب تم نے جھٹلائے اور کمزوری میں پہل کی وُہ بخشش فرماتے تھے، جب وُہ خلیفہ ہوئے تو قریش کے نوجوان اور اَدھیڑ عمر کمزوروں کی طرح جائے پناہ تلاش کرتے تھے یہاں تک کہ اُن کے دلوں میں حلاوت آئی اور دین میں قوت پیدا ہوئی

دُوسری روایت

ایک روایت میں ہے کہ وُہ اللہ تعالےٰ کے دین میں قریب رہنے والے اور اللہ تعالیٰ کی ذات کے امر میں اپنے نفس پر سختی کرنیوالے تھے یہاں تک کہ اپنے گھر کے پاس مسجد بناکر اُس میں نمازیں ادا کرتے اللہ تعالےٰ اُن پر رحم فرمائے وُہ بہت زیادہ آنسُو بہایا کرتے اور شدید غم میں ڈُوبی ہُوئی آواز میں روتے یہاں تک کہ اُن کی ہچکی بندھ جاتی . مکہ والوں کی عورتیں اور بچے اُن کے پاس جمع ہو کر اُن کا مذاق اُڑاتے اور اُن کے ساتھ استہزاء کرتے

اَللّٰهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ وَيَمُدُّهُمْ فِي طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ[1]

اللہ تعالیٰ اُنہیں اُن کے استہزاء کا بدلہ دیتا ہے اور اُنہیں ڈھیل دیتا ہے کہ اپنی سرکشی میں بھٹکتے رہیں۔

تیسری روایت

اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت اَبُوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے قوم کو ایک مرکز کی بنیادوں پر جمع کیا یہاں تک کہ اسلام کے ہاتھ مضبوط ہو گئے اور اس کی میخیں گڑ گئیں۔

اور لوگ اللہ تعالےٰ کے دین میں فوج در فوج داخل ہُوئے اور ہر فرقہ

---

[1] البقرہ آیت ۱۵

سے لوگ مُنتشر ہو گئے اور اللہ تبارک وتعالےٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے پسند فرمایا جو اُس کے پاس تھا. پس جب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال پاک ہُوا تو دین کی رسی مضطرب ہو گئی اور دینی اُمور خلط ملط ہونے لگے اور لوگوں کے غول سرکشی پر آمادہ ہو گئے

چوتھی روایت

ایک روایت میں ہے کہ جب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رحلت فرمائی تو شیطان نے اپنا خیمہ نصب کر لیا اور اُس کی طناب کھینچ لی اور اُس کی رسیاں گاڑ دیں، اور لوگوں کو خلافت کے لالچ کا خیال آیا جب وُہ گمان کرتے تھے اور حضرت اَبُوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ اُنکے درمیان افسوس کرتے ہُوئے کھڑے ہوئے اور تیزی سے اس امر کو سنبھال لیا اور ایک روایت میں زیادہ ہے پس اُس کا حاشیہ جمع کیا اور اُس کے قطر کو اُٹھایا اور اسلام کو اُس کے حال سے منتشر نہ ہونے دیا اور نہ اُس کی شان اور عظمت کو پراگندہ ہونے دیا اور اُس کی ثقافت کے تحفظ کے لئے کھڑے ہُوئے یہاں تک کہ نفاق کی جڑ کٹ گئی اور دین کو رفعت حاصل ہُوئی،

پانچویں روایت

ایک روایت میں ہے یہاں تک کہ نفاق کی ذلت اور اسلام کی سربلندی کے بعد حق اہل حق پر واضح ہوگیا، سر کٹنے سے بچ گئے اور خون بہنے سے بچ رہا اللہ تعالیٰ کے ہاں عُمر بن خطاب کی خُوبی ہو وُہ اُس وقت موجود تھے اور اُنہوں نے

شدت و رحمت کی نظر کے ساتھ دین میں پیدا ہونے والے رخنے کو بند کر دیا انہوں
نے یا تو خود پیدا ہونے والے امر کو اٹھا لیا اس کے ساتھ حدّ قائم کی پس کفر
ذلیل و خوار ہو کر بری طرح کچلا گیا اور شرک ریزہ ریزہ ہو کر بکھر گیا پس میں دیکھتی
ہوں جو تم دیکھتے ہو؟ تم میرے باپ سے کون سے دن کا انتقام لیتے ہو؟ کیا اس
دن کا جب انہوں نے تم میں عدل قائم کیا یا تمہاری نظر میں وہ اس پر طعن کے دن
ہے، میں نے یہ بات کہی ہے اور رب عظیم میری اور تمہاری مغفرت فرمائے

پھر انہوں نے لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا میں تم سے اللہ کے واسطہ
سے پوچھتی ہوں جو کچھ میں نے کہا ہے کیا تم اس کا انکار کرتے ہو؟

لوگوں نے کہا واللہ نہیں

اس روایت کی تخریج صاحب صفوت نے اور صاحب فضائل نے ام المومنین
حضرت عائشہ صدیقہ کی فضیلت فصاحت کے باب میں بیان کی اور کہا یہ حسن صحیح
ہے

اور حافظ سمرقندی نے مزید روایات کے ساتھ نقل فرمایا

تیرھویں فصل

حضرت ابوبکر صدیق کی خلافت کے بیان میں

اس میں آپ کی خلافت کی رات جو ہوا اور اس کے سابقوں لاحقوں کا بیان ہے
اور آپ کی خلافت کی صحت میں صحابہ کرام کی گواہی کہ یہ خلافت حق کے سوا اور کچھ نہیں

پیش ازیں خلفاء اربعہ کی خلافتوں اور خلفاء ثلاثہ کے باب میں [illegible] ے
قدرے بیان ہوا جیسا کہ فضائل ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے باب میں ذکر
ہوا ان میں سے بعض روایات میں ان کی خلافتوں کی ترتیب کی صراحت ہے جو
کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے واقع ہوئیں اور دوسرے صحابہ نے
جان لیا خاص طور پر احادیث مرائیہ تو بیشک ان احادیث کی صحت پر اتفاق ہے،
جیسا کہ حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی اقتداء کے امر کی حدیث
اور ان کے بعد اس کا باقی حصہ اس سے پہلے خصائص میں بیان ہوا، ہم آپ
کو مطلع کرتے ہیں کہ ضرورت کے وقت اس کے استدلال کی طرف متوجہ ہوں"

استدلالِ خلافت

ان میں سے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث ہے اور ان
میں سے اس قول نبی کی طرف حضرت علیؓ سے ایک بھی نہیں کہ مجھ سے تمام کھڑکیاں
بند کر لو۔ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے جان لیا اس میں خلافت

پر اطلاع ہے۔

اِس سے پہلے جو وجہ دلالت بیان ہوئی اُس کا ذکر چوتھی فصل میں ہے جس میں حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے خصائص کا بیان ہے اور اُن کی افضلیت کی تمام حدیثیں تعیّنِ خلافت کے لئے ہمارے قول پر دلالت کرتی ہیں، کیونکہ افضل کی موجودگی میں مفضول کی ولایت منعقد نہیں ہوتی اور دوسرے قول پر دلیلِ اوّلیت ہے اِس میں نزاع نہیں، پیش ازیں اُن کے خصائص سے تیرہویں خصوصیت میں اس کا بیان ہوا، اور اِس سے پہلے خلفاء اربعہ۔ خلفاءِ ثلاثہ اور ابی بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ابواب میں بتایا گیا ہے کہ جب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بنی عوف کے درمیان صُلح کرانے کے لئے تشریف لے گئے تو مسلمانوں کو نماز پڑھانے کے لئے حضرت ابوبکر کا انتخاب کیا اِس کا بیان پینتالیسویں خصوصیت میں ہے،

اور اُن کی خلافت کی حدیث پینتالیسویں خصوصیت میں ہے جس میں حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی رحلت کا بیان ہُوا وہ واضح ترین دلیل ہے اور اُس پر صحابہ کرامؓ میں سے حضرت علی، حضرت عُمر وغیرھما رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا حضرت اَبوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی خلافت اور اِس خلافت کے زیادہ مُستحق ہونے کے استدلال پر اعتماد کیا گیا ہے، اِس بیان کے آخر پر اُسکی وجہ بیان ہوگی،

تعیینِ امامت

اور وُہ یہ ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنے پروردگار کی طرف انتقال فرمانے کی طرف راغب ہوئے تو اُنہیں امامت کے لئے متعیّن فرمایا پھر اِس امر کو دُوسروں کی طرف لوٹانے سے روک دیا اور ان کے علاوہ کسی کو امامت

کے لئے پسند نہ کیا پھر دُوسروں کے لئے امتناعِ امامت کی تکرار فرماتے ہُوئے فرمایا! نہیں، نہیں، نہیں پھر جس امر میں خلافت سے اعراض تھا اُس کے پیچھے کیا بلکہ آپؐ کے اِس ارشاد میں صراحت ہے کہ اللہ تعالےٰ نے اور مُسلمانوں نے حضرت ابُوبکرؓ کے علاوہ کی خلافت کا انکار کیا، پھر اِس تمام کے ساتھ تکرار سے تاکید فرمائی، باوجود اِس کے کہ حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو علم تھا کہ اس امر سے خلافت کا گمان ہوتا ہے۔ آپ نے اُنہیں نماز میں اُن کا امام بنایا اور اُن پر حاکم بنایا،

پس جب حضرت اَبُوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حال و قال کے اِن وافر قرائن کے ساتھ اِس مقام پر کھڑے ہُوئے تو اِس کی مُراد کو جانتے تھے، اور آپؐ کا ارشاد کہ اللہ تعالیٰ اور مسلمانوں نے سوائے اَبُوبکر کے کسی کو نہ مانا، بہت بڑا اشارہ بلکہ واضح عبارت ہے اگر یہ امر مُہمل ہوتا اور اِس سے مُراد خلافت نہ ہوتی تو آپؐ اِس صریح اشارے پر اعتماد نہ فرماتے، تو بیشک یہ دین کے بڑے واقعات سے ہے اور آپؐ کا امرِ خلافت کو لکھنے کا ارادہ کر کے ترک کر دینا اِس کی تائید کرتا ہے جس کا بیان آئے گا، اور آپؐ کا یہ فرمان کہ اللہ تعالےٰ نے اور مسلمانوں نے اَبُوبکر کے علاوہ کی خلافت کا انکار کر دیا ہے اور اپنی رحلت کے وقت، نصب امامت پر اکتفاء کیا، اور نص کے ساتھ اِس کی صراحت نہ کی کیونکہ آپؐ پر جو وحی آتی اُس کے ساتھ آپ سوائے اللہ تعالیٰ کے حُکم کے کسی چیز کو مربوط نہ فرماتے اور نہ اُس کی قضاءِ قدر کے نفاذ کے لئے نص کے ساتھ حکم دیتے، ابتداء میں لوگوں کی آنکھیں اندھی ہوتی ہیں جس کے ساتھ اُن کی آزمائش ہوتی ہے اور زیادہ بیان کے لیے زمامِ اشارہ کے ساتھ حق کی طرف انقاد سے ہے، اور اُس پر اُسکا نورِ بصیرت دلالت کرتا ہے،

چنانچہ اگر کوئی شخص اِن قرائنِ حالیہ اور قالیہ اور اِن احادیث کے پہنچنے

کے بعد بھی اِس کا اعتقاد نہیں رکھتا تو اُس کا عناد ظاہر ہے اور وُہ خود پر حق ظاہر ہونے کے بعد اُس کی تردید کرتا ہے،

خلافت کا مزید استدلال

اِن میں سے اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث ہے آپ نے فرمایا لوگوں کو حق نہیں پہنچتا کہ ابُوبکرؓ کے ہوتے ہُوئے کسی کو امام بنائیں اور یہ عموم امامت کے باب میں صریح ہے جو پیش ازیں چوالیسویں خصوصیت میں بیان ہُوئی، اور اِس پر حوالے کی حدیث۔ ستالیسویں خصوصیت جو اَدُلّ الادلہ اور واضح ترین ہے، اور صحیح تر حدیثوں سے مسلم کی روایت زیادہ صحت پر مبنی ہے اور وُہ یہ ہے کہ آپؐ نے فرمایا، میں ڈرتا ہُوں کہ تمنا کرنے والا تمنا کرے اور کہنے والا کہے میں بہتر ہُوں،

ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا! طمع کرنے والا امرِ خلافت میں طمع کرے اور تمنا کرنے والا تمنا کرے، پھر فرمایا! اللہ تبارک وتعالےٰ نے اور مسلمانوں نے ابُوبکر کے علاوہ کا انکار کر دیا ہے اور یہ کہ اللہ تعالےٰ نے انکار کر دیا ہے اور مومنوں نے روک دیا ہے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اور مومنوں نے انکار کر دیا ہے اختلافِ لفظی کے ساتھ اور یہ اس بارے میں صراحت ہے،

ہم یہ نہیں کہتے کہ یہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرف سے اُن کی تولیت کے ساتھ اُن کی امامت کی نص ہے۔ یقیناً یہ امر تحریر نہیں کیا گیا بلکہ جان لیا گیا کہ حضرت ابُوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد خلیفہ ہوں گے پس اللہ سبحانہٗ تعالےٰ نے یہ کیا اور مسلمانوں کا اِس پر اجماع ہے،

تقدیمِ علی کیلئے حضور کا سوال

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا اے علی! میں نے اللہ تعالیٰ سے تیری تقدیم کا تین مرتبہ سوال کیا تو اُس نے انکار کیا مگر ابُوبکر مقدم ہے،

اِس روایت کی تخریج حافظ سلفی نے مشائخ بغداد میں کی اور صاحب فضائل نے یہ الفاظ زیادہ بیان کئے اے علی اللہ تعالےٰ نے تیرے حق میں تین بار تقدیم کا انکار نازل فرمایا مگر ابوبکرؓ مقدم ہے،

یہ حدیث غریب ہونے کے باوجود پہلے بیان کردہ احادیثِ صحیحہ کو مدد دیتی ہے اور اِس کی صحت پر بالمعنیٰ صحیح حدیث دلالت کرتی ہے،

حضرت عمر فاروق کی دلیل

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ انصار نے سقیفہ بنی ساعدہ کے دن اِس کلام کے ساتھ رجوع کیا کہ اُنہیں حضرت عمر بن خطابؓ نے کہا! میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں کیا تم جانتے ہو کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت ابُوبکر کو نماز پڑھانے کا حکم دیا تھا؟ اُنہوں نے کہا! اَللّٰھُمّ! ہاں کیوں نہیں،

حضرت عمرؓ نے فرمایا تم اپنی خوشی کے لئے اُنہیں اُس مقام سے گرا رہے ہو جہاں اللہ کے رسُول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اُنہیں کھڑا کیا تھا؛

اُنہوں نے کہا! ہم اپنی خوشی نہیں کریں گے اللہ تعالیٰ ہمیں معاف فرمائے،

اِس روایت کی تخریج ابُوعمر نے کی اور احمد بن حنبل نے بالمعنیٰ حدیث کی،

اور دُوسری حدیث میں ہے کہ حضرت عمرؓ نے کہا تمہارے نفسوں کو حضرت ابُوبکر پر مُقدم ہو کر خوشی ہوتی ہے ؛ انصار نے کہا ہم ابُوبکر پر مُقدم ہونے سے اللہ کے ساتھ پناہ مانگتے ہیں ۔

اور یہ وُہ چیز ہے جو اُن کی امامت کے ساتھ اُن کی خلافت پر دلالت کرتی ہے جیسا کہ ہم نے مقرر کیا واللہ اعلم

حضرت علیؓ تقدیم ابُوبکر کے قائل تھے

۱۔ حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا : جب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال مبارک ہُوا تو ہم نے اپنے امر کو دیکھا تو حضرت ابُوبکر کو حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نماز میں مقدم کرنا پایا پس ہم اپنی دُنیا کے لئے اُس سے راضی ہیں جس سے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے دین کے لئے راضی ہیں ۔

۲۔ حضرت حسنؓ بصری ہی سے روایت ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا : جب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابُوبکر کو لوگوں کو نماز پڑھانے کے لئے آگے کیا تو مجھے اپنی جگہ پر دیکھا تھا ، نہ میں بیمار تھا ، اور نہ ہی وہاں سے غائب تھا اگر آپ میری تقدیم چاہتے تو مجھے آگے کر دیتے پس ہم اُس سے اپنی دنیا کیلئے راضی ہیں جس سے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے دین کے لئے راضی ہیں ۔

۳۔ حضرت قیس بن عبادہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم نے مجھے فرمایا : جب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روز و شب بیمار رہنے لگے تو آپ کو نماز کے لئے بلایا گیا ، آپؐ نے فرمایا : ابُوبکر کے پاس جاؤ تاکہ وُہ لوگوں کو نماز پڑھائے ، چنانچہ جب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم کا وصال مبارک ہُوا تو ہم نے دیکھا نماز علم اسلام اور قوام دین ہے پس ہم دُنیا کے لئے اُس سے راضی ہیں جس سے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے دین کیلئے راضی ہیں ۔ تو ہم نے حضرت ابوبکر کی بیعت کر لی ۔

اِس روایت کو ابُوعمرو نے بیان کیا اور ابن سمان نے اس مفہوم کی تین روایات الموافق میں نقل کیں اور ابن خیرون کی طویل حدیث خلفاء ثلاثہ کے باب میں حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے پیش ازیں بیان ہو چکی ہے ۔

یہ روایات ہمارے اُس بیان کی تائید کرتی ہیں جس میں ہم نے امامت نماز سے حضرت ابُوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے مقدم ہونے سے اُن کی خلافت کی طرف استدلال کیا ہے اور وُہ اُن کی امامت پر راضی تھے تو یقیناً اُن کی خلافت پر بھی خوش ہونگے ۔

ہم بھلائی پر جمع تھے

پیش ازیں حضرت ابُوبکر صدیق کے خصائص میں اُن کی فضیلت کے بارے حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی روایت بیان ہو چکی ہے کہ اُنہوں نے لوگوں کو فرمایا : میں تمہیں چھوڑتا ہوں اگر اللہ کو تمہاری بھلائی مقصود ہُوئی تو وُہ تمہیں تمہاری بھلائی پر جمع فرما دے گا جس طرح اللہ تعالےٰ نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ہمیں اپنی بھلائی پر جمع فرما دیا تھا ۔

اور اِس سے قبل یہ بھی بیان ہُوا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم حضرت ابُوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو یا خلیفۂ رسُول کہہ کر بلاتے تھے ۔

ابُوسفیان کو جواب

حضرت سوید بن غفلہؓ سے روایت ہے کہ ابُوسفیانؓ حضرت علی اور حضرت

عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس آیا تو دونوں سے کہا یہ کیسا امر ہے جو قریش
کے تھوڑے قبیلے والے کو سونپ دیا؟ خدا کی قسم اگر آپ چاہیں تو میں ان پر گھوڑوں
اور سواروں کا لشکر بھر دوں۔
حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا! لشکر چڑھالانے سے تیری کیا مراد ہے
اگر ہم خود کو اس امر کا اہل پاتے تو اس سے الگ نہ ہوتے اے ابوسفیان مومن لوگ
ایک دوسرے کو محبت کی نصیحت کرتے ہیں، اگرچہ ان کے دیار دور ہوں اور منافق
ایک دوسرے کو دھوکا دیتے ہیں اگرچہ ان کے دیار قریب ہوں،
ابن سمان نے یہ روایت اس سیاق کے ساتھ الموافق میں نقل کی اور دوسروں
کے نزدیک اس پر گھوڑے اور لوگ چڑھالانے کے قول تک ہے۔

حضرت ابو عبیدہؓ حضرت ابوبکرؓ کے حق میں

۱. حضرت ابی البختریؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمر نے حضرت ابو عبیدہ بن
جراح سے کہا اپنا ہاتھ کھولیں تاکہ میں آپ کی بیعت کروں کیونکہ میں نے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ آپ اس امت کے امین ہیں۔
حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! مجھے اس شخص پر تقدیم
کیسے حاصل ہو سکتی ہے جسے میرے سامنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قوم
کا امام بنایا اور وہ آپ کے وصال تک لوگوں کا امام رہا۔ مسند احمد۔ صفوت
۲. حضرت ابراہیم نے کہا! جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال مبارک
ہوا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت ابو عبیدہؓ کے پاس آئے اور کہا اپنا ہاتھ
کھولیں تاکہ میں آپ کی بیعت کروں اس لئے کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ
وسلم کی زبان سے اس امت کے امین ہیں،

حضرت ابو عبیدہ نے فرمایا! جب سے تم اسلام لائے ہو میں نے تمہیں اس
سے پہلے اتنا گرتے نہیں دیکھا
میری بیعت کرتے ہو حالانکہ تم میں ثانی اثنین صدیقؓ موجود ہیں۔

حضرت ابن مسعود کا فتویٰ

ذر بن حبیش نے حضرت ابن مسعود سے روایت بیان کی کہ اللہ تبارک و تعالیٰ
نے اپنے بندوں کے دلوں پر نظر ڈالی تو بندوں کے دلوں سے قلب محمد صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کو بہتر پایا تو انہیں اپنی ذات کے لئے پسند فرمالیا اور انہیں اپنی رسالت
کے ساتھ مبعوث فرمایا! پھر قلوب عباد پر نظر ڈالی تو آپ کے صحابہؓ کے دلوں کو
لوگوں کے دلوں سے بہتر پایا تو ان سے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وزراء کو
مقرر فرمایا۔ اس کے دین سے لڑتے ہیں تو جو مسلمانوں کی رائے میں اچھا ہے وہ
اللہ تعالیٰ کے نزدیک اچھا ہے اور جو ان کی رائے میں برا ہے اللہ تعالیٰ کے
نزدیک برا ہے، اور بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام صحابہؓ کی رائے
ہے کہ وہ حضرت ابوبکرؓ کو خلیفہ بنائیں۔
اس روایت کی تخریج ابن سری نے کی اور یہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کی صحت پر قطعی اجماع کے ساتھ مضبوط ترین دلیل ہے۔

ابوبکر امت کے باپ ہیں

حضرت ابی سعیدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا اگر میں کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکر کو خلیل بناتا لیکن یہ میرا دین میں بھائی اور
غار کا ساتھی ہے، اور بیشک ابوبکر آپ کی منزلت کے مطابق بمنزلہ باپ کے ہیں

اور رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ہم اُن کی اقتدار کے زیادہ حق دار ہیں،

ایسی ہی روایت حضرت ابن زبیر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے آئی ہے اور یہ دونوں ابراہیم تیمی نے نقل کی ہیں،

خلافت ابُوبکر پر نصاریٰ کی گواہی

حضرت جبیر بن مُطعم رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث فرمایا اور اُن کے امر کو مکہ معظمہ میں ظاہر کیا تو میں شام کی طرف نکلا جب بصریٰ میں پہنچا تو وہاں عیسائیوں کی ایک جماعت میرے پاس آئی، اُنہوں نے مجھے کہا تو حرم سے آیا ہے؛

میں نے کہا: ہاں

اُنہوں نے کہا: تم میں جو نبی آئے ہیں تو اُنہیں جانتا ہے؛

میں نے کہا: ہاں، کہا کہ پھر اُنہوں نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے کلیسا کے اندر لے گئے تو اُس میں تماثیل اور صُورتیں تھیں،

اُنھوں نے مجھے کہا کیا تو یہاں اُن کی صُورت دیکھتا ہے جو تم میں مبعوث ہُوئے ہیں۔

میں نے اُن تصویروں کو دیکھا تو اُن میں رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صُورت نہ تھی، پھر وُہ مجھے بڑے کلیسا میں لے گئے تو اُس میں بھی تماثیل اور صُورتیں تھیں جو پہلے گرجا کے مقابلہ میں زیادہ تھیں، مجھے اُنہوں نے کہا دیکھ کیا ان میں اُن کی صُورت ہے؛

میں نے دیکھا تو رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حُلئے کی صورت تھی

اور اُس کے پیچھے حضرت ابُوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی صُورت تھی

اُنہوں نے کہا کیا تو نے اُن کا حُلیہ دیکھا؛ میں نے کہا ہاں پس میں نے کہا انہیں خبر نہیں یہ جو کہتے ہیں تعارف کے لئے کہتے ہیں؛

اُنہوں نے کہا: وُہ یہ ہیں؛ میں نے کہا: ہاں میں گواہی دیتا ہُوں کہ یہ وہی ہیں، اُنہوں نے کہا تو اسے جانتا ہے جو اُن کے پیچھے ہے؛ میں نے کہا ہاں

اُنہوں نے کہا: ہم گواہی دیتے ہیں کہ یہ تمہارے نبی ہیں، اور یہ اُن کے بعد اُن کے خلیفہ ہیں،

اس روایت کی تخریج ابن صاعد نے کی ہے

عارضہ پیدا ہو جائے گا

اگر کہیں تم نے اُس کا ذکر نہیں کیا جو حضرت ابُوبکرؓ کے حق میں لائے ہو اور تم اس کے ساتھ حضرت ابُوبکر کے لئے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خلیفہ ہونے پر استدلال کرتے ہو تو یہ اُس کے معارض ہے جو حضرت علی ابن ابی طالب کے حق میں آیا ہے اور بیشک احادیث وارد ہُوئی ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد خلیفہ ہیں؟

حضرت علی کی خلافت کے دلائل۔

ان میں سے حضرت سعد بن ابی وقاص اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہم کی احادیث ہیں حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو فرمایا: کیا تو اس پر خوش نہیں کہ تو مجھے بمنزلہ موسیٰ سے ہارون کے ہے مگر میرے بعد نبی نہیں؛ (بخاری مسلم وغیرہما)

تو اس کا یہ مفہوم نہیں کہ اگر میں دُنیا سے جاؤں تو تُو میرا خلیفہ ہے بلکہ یہ امر آپؐ نے اُنہیں غزوہ تبوک کو جاتے ہُوئے فرمایا تھا؛

اِس روایت کو امام احمد نے مُسند میں اور حافظ دمشقی نے الموافقات میں نقل کیا،

اِس کا شافی بیان حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے خصائص ہیں اُن کے مناقب کے باب میں آئے گا اور حضرت ہارون علیہ السلام کی خلافت موسیٰ علیہ السلام پر دلالت کی وجہ یہ ہے کہ وُہ اپنے رب کی طرف گئے تھے تو یہ دونوں کے درمیان مثال کی مقتضی ہے اگر وُہ اپنے رب کی طرف جانے کے وقت خلیفہ ہوں جیسا کہ حضرت ہارون علیہ السلام کے خلیفہ تھے،

اور اگر مراد یہ ہو کہ بقول اُن کے کہ وُہ اپنے رب کی طرف نہیں گئے اور یہ امر ظاہر و باہر ہے۔

دُوسری حدیث کی دلیل

ان میں سے ایک حدیث یہ ہے کہ جس کا میں مولا ہُوں پس اُس کا علی مولا ہے الہٰی اِس کے دوست سے دوستی اور اِس کے دشمن سے دشمنی رکھ اور اس کی مدد کر جو اس کی مدد کرے،

اور بعض طُرق میں یہ بھی آیا ہے کہ آپ نے فرمایا! کیا تم جانتے ہو کہ میں مومنوں کی جانوں سے زیادہ اُن کے قریب ہُوں یا اُن کی جانوں کا اُن سے زیادہ مالک ہوں؟

لوگوں نے کہا! ہاں یا رسُول اللہ! کیوں نہیں،

آپ نے فرمایا! جس کا میں مولا ہُوں اُس کا یہ علی مولا ہے،

احمد ابوحاتم، ترمذی، بغوی،

جواب اس دلیل کا

انشاء اللہ تعالےٰ! حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے مناقب کے باب میں آپ کے خصائص میں یہ حدیث پاک طُرق کثیرہ سے آئے گی، لغت میں مولیٰ مُعتق، عتیق، ابن عم اور عصبہ کے معنوں پر دلالت کرتا ہے اور اِس سے یہ اور یہ ہیں نے اپنے پیچھے سے موالی کو چھوڑا ہے، اِس سے موسوم ہونگے وُہ اُس سے نسب میں ولایت و قرب سے ملتے ہیں اور اِس میں شاعر کا یہ قول ہے،

هم المـوالى وان جنفوا علينا

وان مـن لقائهم لزور

یعنی چچوں کے بیٹے اور حلیف اور وُہ عقید، جار اور ناصر کے معنوں میں ہے اور اِس سے اللہ تعالےٰ کا یہ ارشاد ہے

ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ مَوْلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاَنَّ الْكٰفِرِيْنَ لَا مَوْلٰى لَهُمْ[1]

یہ اِس لئے کہ مُسلمانوں کا مولیٰ اللہ اور کافروں کا کوئی مولیٰ نہیں

ابن عرفہ کا قول ہے کہ اِس آیت میں مولیٰ بمعنی ولی ہے اُن میں سے بعض نے کہا یعنی اُن کا ولی اور اُن کے امر میں قائم ہے اور کافروں کو وُہ رسوا کرتا ہے۔ اور اُن کا دشمن ہے،

اور اِس میں سے یہ بھی ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جو عورت اپنے مولا کی اجازت کے بغیر نکاح کرے تو اُس کا نکاح باطل ہے، یعنی

---

[1] محمد آیت ۱۱

مولیٰ اُس کا ولی ہے، تو اس کی آٹھ وجہیں ہیں اور کسی چیز پر پہلی چار وجہوں کو محمول کرنا درست نہیں جب کہ اُس کا معنیٰ حدیث میں نہیں،

ایسے ہی پانچویں ہے تا۔ وہ بعید وجہ ہے تو حلیف سے مُراد ناصر اور ذہن کی طرف اس کا خلاف جلد آتا ہے جب کہ اُس سے مخالفت کی حقیقی مجازی صورت خلاف ظاہر ہے۔

ایسے ہی چھٹی وجہ ہے کہ مولا کا معنیٰ جار یعنی پڑوسی ہے مگر اس سے مجیر یعنی ناصر مُراد ہے، اور اس سے یہ ہے کہ میں تمہارا جار یعنی مجیر ہوں تو یہ ناصر کے معنی کی طرف راجع ہے، پس دو معنوں کے لئے ایک کا تعین ہو گا، رہا ناصر یا ولی یعنی متوّلی تو یہ مقصود کے لئے فائدہ نہیں دیتا، چونکہ اُس کا معنی ... مَن کُنتُ مَتولیاً، اُس کا امر ہے اور اُس کی مصلحت میں ناصر ہے اور اُس پر حاکم ہے تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم آپ کے حق میں ایسے ہی ہیں، اور یہ معنیٰ مؤکد ہے،

بقولہ۔ اَلستم تعلمون انی اولیٰ بالمومنین من انفسھم[1]

یعنی کیا تم نہیں جانتے میں مومنوں کی جانوں کا اُن سے زیادہ مالک ہوں! اور یہ وہ نہیں مگر اس میں ہم نے نظر سے ذکر کیا ہے جس میں وہ اصلاح کرتے ہیں اور حکم میں اُس پر ہیں یا اُس کا معنیٰ یہ ہو گا کہ

مَن کُنتُ ناصرہ ومنصفہ من ظالمہ

یعنی جس کا میں ناصر ہوں اور اُسے ظالم سے چھڑانے والا ہوں،

---

[1] الاحزاب آیت ۶

اور اُس کے نئے حق ادا کرنے کے ساتھ لیا جائے گا تو ایسے ہی حضرت علی اُن کے حق سے ہیں اور اس کے ساتھ حضرت محمدؐ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حالِ حیات میں اُن کا وصف اس کے ساتھ دشوار ہو جائے گا تو آپکے وصال کے بعد مُراد متعین ہو گی

زیادہ زوردار روایتیں

ان روایات میں سے جو سنداً اور متناً قوی تر روایت ہے وہ حضرت عمران بن حصین کی حدیث ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا!

اَن عَلیاً مِنّی وَاَنَا مِنہُ وَھُوَ وَالی کُلِّ مُومِنٍ بَعدِی

یعنی علی مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں اور علی میرے بعد ہر مومن کا والی ہے،

اس حدیث کی تخریج امام بن حنبل اور ابو حاتم نے کی اور ترمذی نے نقل کیا اور کہا یہ حسن غریب ہے۔

اور حضرت بریدہؓ کی حدیث ہے کہ آپ نے فرمایا!

لا تقع فی علی فانہ منی وانا منہ وھو ولیکم بعدی

یعنی علی کے حق میں باتیں نہ کر وہ بیشک وہ مجھ سے ہے اور میں اُس سے ہوں اور وہ میرے بعد تمہارا ولی ہے

اور دوسری حدیث میں ہے کہ آپ نے فرمایا!

مَن کُنتُ وَلیہ فعلی ولیہ   یعنی جس کا میں ولی

ہوں اُس کا علی ولی ہے۔ خرجہ ابوحاتم

یہ پُوری حدیث انشاءاللہ العزیز حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے خصائص میں آئندہ بیان ہو گی۔ وجہ دلالت یہ ہے کہ ولی لغت میں مولیٰ ہے اور فراء نے کہا ولی بعنی متولی ہے اور اِن میں سے یہ حدیث کہ:

اَنتَ وَلِی فِی الدُّنیَا وَالآخِرَۃ

یعنی تو میرے امر میں متولی ہے پس دونوں حدیثوں میں ولی دشمن کی ضد ہے اور محب۔ متوالی اور ناصر کے معنوں میں ہے۔

ایک اور دلیل اور اُس کا جواب

ان میں سے یہ ہے کہ،

اِنَّمَا ذٰلِكُمُ الشَّيْطٰنُ يُخَوِّفُ اَوْلِيَآءَ[1]

یعنی وُہ شیطان ہی ہے کہ اپنے دوستوں کو دھمکاتا ہے۔
یعنی یخوفکم انعارہ تو مفعول اول حذف ہے جیسا کہ کہتے ہیں۔

کسوت ثوبا اعطیت درہما

بعض نے کہا تخوفکم کا معنیٰ اُس کے ولیوں کے ساتھ ہے پس جار حذف اور فعل اعمل ہے اور اِس کا محب و متوالی پر محمول نہیں کیونکہ دونوں پہلی حدیثوں کے معنیٰ میں بعدیت کی قید نہیں ہوگی۔

---

[1] آل عمران آیت ۱۷۵

حضرت علی محب اور متوالی کے معنوں میں مولا تھے

بیشک حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیاتِ ظاہری اور وصال پاک کے بعد مومنوں کے محبّ اور متوالی تھے اور تیسری حدیث جو بعدیت کی مُراد میں پہلی دونوں حدیثوں پر محمود ہے۔ مقید پر مُطلق کے لئے حمل ہوگی، پس تینوں کا ایک معنےٰ متعین ہو کر مقصود کو فائدہ دیتا ہے رہا! مولیٰ بعنی ناصر تو، اس کی توجیہہ اِس سے قبل پہلی حدیث میں بیان ہوئی، رہا! بعنی مولیٰ تاس حدیث کے معنوں پر محمول ہوگا جیسا کہ پہلی تقریر میں بیان ہوا اور اگر اِس پر محمول نہیں ہوگا تو اِسکی مُراد درست نہیں۔

رہا! مولیٰ بعنی متولی تو یہ مقصود میں ظاہر ہے بلکہ بالصراحت ہے۔

ہم اس کا جواب دو وجہوں سے دیتے ہیں۔

اول یہ کہ حضرت ابُوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی خلافت کے بارے میں معتمد احادیث ہیں اور اُن کی صحت پر اتفاق ہے اور ان احادیث کی غایت اگر اچھی ہو اور اگر اِن میں سے بعض کے نزدیک کوئی چیز درُست ہو تو عارضہ درست نہیں اِس لئے اِس پر اتفاق ہے،

اگر درُست تسلیم کرلیں تو بھی ؟

پہلی حدیث میں اُس کا قول ہے کہ بیشک حضرت مُوسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب کی طرف جاتے وقت حضرت ہارُون علیہ السلام کو خلیفہ بنایا تھا۔ آخر تک جو اُس نے مقرر کیا۔

ہم اِس کا جواب دو وجہوں سے دیں گے،

اوّل ! ہم کہتے ہیں یہ ظاہر سے عدول ہے جو حال و قال کی زبان کے ساتھ متعلق ہے تو بیشک آپؐ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے لئے یہ ارشاد اُس وقت فرمایا جب آپ نے غزوہ تبوک کی طرف جاتے ہوئے اُنہیں اپنے پیچھے چھوڑا تھا اس کی وضاحت انشاء اللہ اِس کلام کے آخر پر کریں گے۔ تاہم یہ خلافت حالتِ حیات میں ہے چنانچہ جب آپؐ نے اُن کے پیچھے رہ جانے کا غم اور جہاد پر نہ جا سکنے کا تاسف دیکھا یا اُس تکلیف کا باعث دیکھا جو اُنہیں منافقین نے پہنچائی تھی، اس کا بیان انشاء اللہ تعالےٰ آگے آئے گا۔

بہرکیف! آپؐ نے اُن کے لئے یہ گفتگو اُن کے اس سے اعلیٰ مقام اور اُن کے اُس مرتبے کے شرف کے لئے فرمائی جس میں اُن کی ذات کا مقام تھا۔ چنانچہ اُن کے اور حضرت ہارُون علیہ السلام کے درمیان نظیر قائم فرمائی، اور بیشک حضرت مُوسیٰ علیہ السلام کی خلافت میں اُن کے لئے انضمام اخوت قوت بازو اور زبردست معاونت تھی اور یہ سب کچھ حضرت مُوسیٰ علیہ السلام کی حالتِ حیات میں اُس وقت تک کے لئے تھا جو حضرت مُوسیٰ علیہ السلام کے قیام کے ساتھ متعیّن تھا۔ اُس میں وُہ خلیفہ تھے، اِس صُورتِ حال کے ساتھ شہادت ہے۔ پس حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے حق میں یہی حُکم ہوگا جیسا کہ اس کی طرف انضمام جو اُن کے لئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بھائی زورِ بازُو اور زبردست مددگار ہونے کی صُورت میں ثابت ہے، سوائے اِس کے کہ آپ امرِ نبوُّت میں شریک نہیں تھے جیسا کہ حضرت ہارون علیہ السلام حضرت مُوسیٰ علیہ السلام کے امرِ نبوت میں شریک تھے پس اس لئے فرمایا! الا انہ لا نبی بعدی۔

یہ سبیل نظیر ہے اور اس میں نشانی نہیں اور اِس کے ساتھ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے وصالِ پاک کے بعد نہ خلافت کی نفی ہوتی ہے اور نہ اثبات

ہوتا ہے، بلکہ ہم کہتے ہیں اگر آپ کے بعد پر محمول کیا جائے تو حضرت مُوسیٰ علیہ السلام سے حضرت ہارون علیہ السلام کی مثل اِس نفی کے لئے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے تنزیلِ علیؑ درست نہیں کیونکہ حضرت ہارونؑ حضرت مُوسیٰ علیہ السلام کے انتقال کے بعد خلیفہ نہیں بنے تھے اور بیشک حضرت یُوشع بن نُون علیہ السلام کے بعد خلیفہ ہوئے تو قطعی طور پر پتہ چل گیا کہ حینِ حیات کی خلافت سے مُراد مکان کی تشبیہ ہے اور سوائے حالتِ حیات کے نہیں پائی جاتی۔"

حضرت مُوسیٰ علیہ السلام کے انتقال کے بعد حضرت ہارُون علیہ السلام کا خلیفہ نہ ہونا نہیں کہا جائے گا، بیشک اُس وقت حضرت ہارون علیہ السلام کے فقدان کیلئے ہوگا اور اگر وُہ زندہ ہوتے تو دُوسرا خلیفہ نہ ہوتا، واللہ اعلم۔

مزید بحث

اِس کے برعکس حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ تھے چُنانچہ تمہاری دلیل ہے کہ اگر حضرت ہارُون علیہ السلام حضرت مُوسیٰ علیہ السلام کی رحلت کے وقت زندہ تھے اور خلافت دُوسرے کے پاس تھی؟

اِس میں ہم تمہارے ساتھ دو باتوں میں کلام کرتے ہیں،

اگر اِس سے حالتِ حیات کی خلافت مُراد ہو اور تنزیل منزلت ہارون من مُوسیٰ ہے اور منزلت، ہارون من مُوسیٰ سے خلافت متحقق نہیں مگر حالتِ حیات میں، پس ثابت ہوا ہے کہ جو مراد مُتحقق ہوتی ہے اس کے پیچھے دُوسرا امر نہیں ہوتا چنانچہ تمہاری دلیل اِس سے جب پوری ہوتی اگر حضرت ہارُون علیہ الاسلام کی خلافت حضرت مُوسیٰ علیہ السلام کی رحلت کے بعد ہوتی ہم پھر کہتے ہیں کہ مرادِ خلافت اُن کے اپنے رب کی طرف جانے کے وقت ہے تو تم اسے موت کے ساتھ نہیں کہتے تو بیشک

ایسے ہی ہوگا اگر اِس کے ساتھ نہیں ہوگا تو وُہ ممنوع ہے اور رب سبحانہٗ کی طرف
حیات میں بھی جانا ہوگا، اور کیا حضرت مُوسیٰ علیہ السلام کا اپنے رب کی طرف جانا
اپنی حالتِ حیات کے علاوہ بھی ہے؟ اور نماز، مناجات، حج اور عمرہ کرنے والوں
کا اللہ کی طرف جانا ہے؟ اگر نہیں تو کیا اِن میں سے کسی چیز کی طرف جانا رب کی طرف
جانے کے سوا ہے، اور کیا اِسکی حقیقت و مطابقت موت کے ساتھ جانے سے
مطابقت رکھتی ہے؟

پس اپنے پروردگار کی اطاعت کی طرف جانے والا ہر شخص اپنے رب کی
طرف جاتا ہے نہ کہ اُس کی توجہ اُس کے ساتھ ہے اور اگر کچھ توجہ سے پر اُسکے
غیر میں واقع ہو تو اِس میں نزاع نہیں، پس نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے
حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو خلیفہ بنایا تو آپ اپنے پروردگار کی طرف جہاد
کرنے گئے تھے جو جہاد کی صُورت میں اُس کی اطاعت کی طرف جانا تھا جیسا کہ حضرت
مُوسیٰ علیہ السلام حضرت ہارون علیہ السلام کو خلیفہ بنا کر اپنے حالِ حیات میں اپنے
پروردگار جل مجدہ الکریم کی طرف گئے تھے، واللہ اعلم۔

دُوسری وجہ اِس قول کے سیاق کی خبر ہے اگر اس کے ساتھ آپ کی
رحلت کے بعد واقع ہونا مُراد ہوتا تو لامحالہ واقع ہوتی جیسا کہ اس کے وقوع کی
خبر ہے،

وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ [1]

یعنی آپ اپنی خواہش سے گفتگو نہیں فرماتے مگر جو اُن پر وحی کی جاتی ہے،

---

[1] النجم آیت ۳

اِس آیت کے مصداق رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خبر حق سچ ہے اور
یہ امر واقع نہیں ہُوا تو یقیناً اِس سے قطعاً یہ مُراد نہیں۔

حضرت علی خاندانِ رسُول پر خلیفہ تھے

اور آپ کا قول!

انہ ینبغی ان اذھب الّا وانت خلیفتی

اِس کی مُراد یہ ہے کہ تو میرے اہل و عیال پر میرا خلیفہ ہے تو بے شک
رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان کے علاوہ حضرت علیؓ کو کسی پر
خلیفہ نہیں بنایا اور اس کیلئے قرابت نسبی ہے، جب کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ
وسلم نے محمد بن مسلم انصاریؓ کو مدینہ منورہ پر خلیفہ بنایا اور بعض نے کہا سباع بن عرفطہ
کو خلیفہ بنایا اس کا ذکر ابن اسحٰق نے کیا اور کہا کہ غزوہ تبوک میں رسُول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو اپنے اہل و عیال پر پیچھے چھوڑا
اور اس پر اُن میں قائم رہنے کا حکم فرمایا، پس منافقوں نے حضرت علی پر طعن
کیا اور کہا کہ اُنہیں آپ نے بوجھ سمجھتے ہُوئے پیچھے چھوڑ دیا ہے، چنانچہ حضرت
علی نے اپنا اسلحہ لیا اور رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو
گئے اور آپ نے اُس وقت مقام جرف پر نزول اجلال فرمایا تھا چنانچہ حضرت
علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے عرض کی اے اللہ کے نبی منافقوں کا خیال ہے کہ
آپ نے مجھے بوجھ سمجھتے ہُوئے چھوڑا ہے اور آپ مجھ سے ناراض ہیں؟

آپ نے فرمایا وُہ جھوٹ بولتے ہیں ولیکن میں نے تمہیں اپنا خلیفہ بنایا
ہے، واپس جاؤ تم میرے اور اپنے گھر والوں میں خلیفہ ہو کیا تم راضی نہیں کہ تم

مجھے ایسے ہو جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حضرت ہارون علیہ السلام ہیں، مگر میرے بعد نبی نہیں،

یا اگر یہ معنیٰ ہوں کہ تو اِس غزوہ کے دوران میرے اہل و عیال پر مدینہ منورہ میں عام خلافت کی تقدیم پر میرا خلیفہ ہے ؛ اگر یہ معنیٰ دُرست ہو تو اقتضاء معنیٰ کے لئے ایک مرتبہ رسُول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علم ہے اور دُوسری بار یہ دلالت ہوتی ہے کہ آپ کو علم نہیں کیونکہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بہت سے واقعات میں متعدد بار حضرت علی کے علاوہ دوسروں کو خلیفہ بنایا ۔

یا معنیٰ ہوگا جو تیرے حال اور امر کا مقتضی ہو کہ تُو میرا خلیفہ ہے کیونکہ تُو مجھے بمنزلہ مُوسیٰ سے ہارون کے ہے مجھ سے اپنی قرابت اور مجھ سے اخذ کرنے کے لحاظ سے ۔ اور اِس وقت تیرا میرے پیچھے رہنا میرے ساتھ جانے سے میرے لئے زیادہ فائدہ مند ہے،

یا تیرے علاوہ کسی کا پیچھے رہنے کا حال مصلحت کا مُقتضی ہو تو حکم استخلاف کے خلاف اِس حکم کے اِقتضاء سے زبردست معارض ہوگا اور اس تمام امر میں وہ چیز نہیں جو رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد اُن کے خلیفہ ہونے پر دلالت کرتی ہو،

ایک ہی معنیٰ متعیّن ہوگا

رہی دوسری حدیث تو اُس میں آپ کے ارشاد کا ایک معنیٰ مُتعیّن ہوگا ۔ رہا ناصر اور ولی بمعنی متولی تو یہ اُس کے سبب سے کہا نہ کہ تقدیر کے ساتھ جو اُس کی قدر ہے، اور الذی کا معنیٰ اُس پر اتاریں گے، بلکہ تقدیر ناصر کے معنیٰ پر ہوگی " مَن کُنتُ ناصرہ فعلی ناصرہ ۔ یعنی جس کا میں ناصر ہوں اُس کا علی ناصر

ہے کیونکہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم جنگوں میں آپ کی تکلیفوں کو دُور کرتے رہے جو اُن کے سوا سے نہیں اور اللہ تبارک وتعالےٰ نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں اُن کے ہاتھ پر وہ فتح عطا فرمائی جو دُوسروں کے ہاتھ پر نہیں ہُوئی ، اور یہ شُہرت اِس پر استدلال قائم کرنے اور اِس میں طوالت اختیار کرنے سے مُستغنی ہے ۔ جب کہ اِس کے ساتھ مشابہت ہے کہ جس کے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ناصر ہیں اُس کے حضرت علی ناصر ہیں ؟

ناصر کے معنیٰ

یا یہ معنی ہونگے جس کا میں ناصر ہوں تو علی مجھ پر اُس کا ناصر ہے اگرچہ یہ ہر صحابی بلکہ ہر اُمتی پر واجب ہے لیکن حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے لئے اس کا اِثبات خاص نوع سے ہے ، کیونکہ وُہ آپ کی طرف اُن سے قریب تر ہیں اور انصار میں آپ کی نُصرت کے لئے اُن سے اوّل ہیں اور جس معنیٰ کا وُہ ذکر کرتے ہیں اُس پر ناصر کو محمول کرنے سے بہتر ہے ۔

اِس لئے کہ پہلا معنیٰ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جلیل القدر مہاجرین و انصار صحابہ میں فساد عظیم ڈالنے اور رخنہ اندازی کرنے کو مستلزم ہوگا ، چنانچہ تیسری حدیث کے جواب میں جو مقرر کیا گیا ہے وہ اس پر دلالت کرتا ہے کہ اِسس کو رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد خلیفہ کے معنیٰ پر محمول کرنا جائز نہیں "

متولی کے معنوں میں

رہا مولا یا ولی کا متولی کے معنیٰ میں ہونا تو یہ ، فعلی ولیہ و متولی امرہ بعدہ

کی تقدیر پر ہوگا، کہ حضرت علیؑ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ولی ہیں اور اُن کے بعد اُن کے امر کے متولی ہیں، تو یہ درست نہیں کیونکہ اِس پر اِنعقادِ اجماع ہو چکا ہے جس کی حالتِ راہنہ میں تردید نہیں ہو سکتی، جیسا کہ تیسری حدیث میں ہے، اور انشاءاللہ العزیز اِس بارے میں اُن سے پُورا کلام آگے بیان ہوگا،

مولا کی یہ معنیٰ

ہم کہتے ہیں اگر آزاد کردہ غلام سے ولی منعَم کے استعارہ کے ساتھ مُراد ہو گی تو ناجائز نہیں، پیش ازیں ابھی ابھی ناصر کے معنیٰ کی طرف توجہ کا بیان ہوا اور اِس پر انعم اللہ علیہ سے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ہاتھ پر اسلام وایمان لانے سے ہدایت کی تقدیر ہوگی، یہاں تک کہ نبیؐ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اُنہیں مولا کے ساتھ متّصف کیا، پس اللہ تبارک وتعالےٰ نے دینی امر، دین کے دشمنوں سے دین کی حفاظت میں استقامت رکھنے اور کافروں کو ذلیل کرنے اور اسلام کو قوت دینے کے باعث حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم پر بھی انعام فرمایا اور حضرت علی کے ہاتھ سے دین کا ستون مضبوط ہوا تو یہ امر دُوسروں کے علاوہ اُن کے لئے مخصوص اور جو چیز اُس نے پہلے بیان کی اُس کا بیان درست نہیں کہ جو اِس امر سے متّصف ہو وُہ مولیٰ بھی ہے،

مولیٰ کا ایک اور مفہوم

ہردی نے حکایت بیان کی ہے کہ حضرت ابن عبّاس رضی اللہ تعالےٰ عنہما نے فرمایا اِس حدیث کا یہ معنیٰ ہے۔

من احبنی وتولانی فلیحب علیا ولیتولہ۔ یعنی جو مجھ سے مُحبّت اور تولا رکھتا ہے وُہ علی سے مُحبّت اور تولاّ رکھے،

اور میرے نزدیک اِس میں بُعد ہے کیونکہ اُن کا قیاس اِس تقدیر پر ہو گا اگر فرماتے!

مَنْ کان مولای فھو مَولیٰ علی

اور مولا بمعنی دوست ہوگا جو دُشمن کی ضد ہے، پس جب اس سے بالعکس معنیٰ پر اور اس معنیٰ کے بعد کی اسناد ہیں اور اگر معنیٰ یہ ہے کہ!

مَن کُنتَ اتولاہ واحبہ فعلی یتولاہ ویحبہ

تو یہ حدیث کے لفظ کے لئے مناسب ہے اور وُہ ظاہر ہے جس کے لئے اُسے تامّل ہے، ہاں! اُس نے جو دُوسری وجہ پر اختصار کے باعث حذفِ کلام کی تقدیر سے بیان کیا ہے اُس کی تقدیر ہے،

من کُنتَ مولاہ فسبیل المولیٰ وحقہ

چنانچہ حضرت علیؑ بھی تائیدِ اسلام سے میری قربت اور اپنی منزلت کی بنا پر اُس کے مولا ہیں پس اُن سے ایسے ہی محبت اور دوستی رکھو۔

سوال! رہی تیسری حدیث تو اس کا قول ہے کہ ولی کو ناصر، متولی وغیرہ پر محمول نہیں کیا جائے گا،

جواب! ہم اِس کا دو وجہوں سے جواب دیں گے، پہلی بات یہ ہے کہ یہ ظاہر سے دو معنوں پر موجب کے ساتھ ہے اُس کے ساتھ اُس میں تمہارے لئے دلیل نہیں، رہا مولا ناصر کے معنیٰ پر تو ہم نے اِس سے پہلی حدیث میں اسے

بیان کیا ہے، رہا مولا کا لفظ متولی کے معنوں پر تو یہ ہے، اگرچہ جو اُس کے بعد ہے اُس کے بعد ہے، کیونکہ اِس پر حقیقت اور اِس کی مثل وارد ہونے والا اِس کے بعد مُصدق ہے،

میرے بعد عثمانؓ خلیفہ ہیں؟

اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے مناقب کے بیان میں آئے گا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! میں نے خواب میں ایک حوُر کو دیکھا تو اُس سے پُوچھا تو کِس کے لئے ہے؟ اُس نے کہا! آپ کے بعد کے خلیفہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے لئے،

فائدہ اِس بیان میں حضرت عثمان غنیؓ کی فضیلت کی اطلاع دی گئی ہے اور اُنکی محبت کا حُکم دے کر آپ نے فرمایا یہ تم پر میرا جانشین اور تمہارے امر کا متولی ہے اور جو اُنکے امرِ خلافت کا متوقع ہے تو بطریقِ اولیٰ اُسکا دل اُنکی محبت و مودت پر نرم ہوگا اور اُنکے بُغض سے آلودہ نہ ہوگا کیونکہ اُنکی اتباع کی طرف دعوے کا اقتضاء اطاعت میں زیادہ سُرعت اور اختلاف میں زیادہ دُوری ہے اِس کیلئے وُہ قول شاہد ہے جو اِس واقع سے واقع میں صادر ہُوا اور اُنکا بغض اس ضمن میں تنے والی حدیث سے ظاہر جو اُنکے خصائص میں بھی بیان ہُوئی تو اُن سے یہ نفی اُنکی خلافت پر اُنکی اُن سے اور اُنکی اُن کی طرف ضرورت مُراد ہے اور اسے آپؐ کے وصال کے بعد کی خلافت پر محمول نہیں کیا جائے گا اِس کی تمام وجوُہ احادیث میں مذکور ہیں۔

اس دلیل پر غور کریں

اول، حدیث کے الفاظ

لا ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحیٰ۔ کی خبر سے عبارت

ہے چنانچہ اگر آپؐ کی یہ مراد ہوتی تو لا محالہ یہ امر واقع ہو جاتا جیسا کہ آپ کی ہر خبر واقع ہو کر رہی اور جب امر واقع نہیں ہُوا تو اِس کا مفہوم اِس کے علاوہ مُراد پر دلالت کرے گا۔ لفظِ خبر کے ساتھ مُراد کو ناجائز نہیں کہا جائے گا کیونکہ ہم اِس پر دو وجہوں سے جواب دیتے ہیں،

اول عبارت کو اُس کے ظاہر سے لوٹانا ہوگا، اور یہ مرجوح ہوگی اور ظاہر راجح ہوگا تو اُس کے ساتھ عمل واجب ہوگا،

دوم خلافت، دین میں اہم ترین امرِ عظیم ہے اور مُسلمانوں کے داعیہ کا اِس پر اور اِس کی مثل پر وافر حکم ہے اِس پر محمول کئے جانے والے الفاظ پر ہی اکتفاء نہیں کیا جائے گا بلکہ اِس میں نص یا ظاہر وجہ کے ساتھ صراحت ضروری ہے

علاوہ ازیں اسے اِس پر حمل کرنے سے فسادِ عظیم کی بُو آتی ہے اور وُہ اُمت کو گمراہی کی طرف جمع کرنے سے منسُوب ہوگا اور حضرت ابُوبکر صدیق کی تولیت پر تمام تر صحابہ رضی اللہ تعالےٰ عنہم کی غلطی کا اعتقاد رکھنا پڑے گا، اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے اِس غلطی پر توقف کیا تو اُن کے بیعت کر لینے سے اِس پر اجماع ہو گیا جس کا اقرار اُن کی خلافت کی فصل میں آئے گا علاوہ ازیں یہ امر آپ کے اِس قول کی نفی کرتا ہے،

لا تجمع اُمتی علیٰ ضلالۃ

یعنی میری اُمت گمراہی پر جمع نہیں ہوگی، اور ہم نے اِس کا ذکر اِس محذور کے اندفاع کے لئے اور ظُلم و زیادتی یا جمِ غفیر کی خطا کی نفی کرتے ہُوئے کیا ہے۔

جو اُن کے ساتھ اُن کے لئے مشہود ہے جس طرح ستارے اور اگر میں۔

اُن کی اِقتداء کروں گا تو ہدایت پاؤں گا، خصوصاً جس امر میں رسُول اللہ صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے بعد اقتداء کا حکم دیا ہے اور اُن کی اطاعت کرنے والے
کیلئے ہدایت کی گواہی ہے اور بیشک دین اُس کے ساتھ پورا ہے جو کچھ حضرت
ابُوبکر وعمر رضی اللہ تعالےٰ عنہما کے باب میں پہلے بیان ہُوا۔

رافضیوں کا دعویٰ باطل ہے

رافضیوں کا یہ دعویٰ کہ حضرت علی اور بنی ہاشم رضی اللہ تعالےٰ عنہم سے
اُن کے متبعین نے حضرت ابُوبکرؓ کی بیعت میں جلدی نہیں کی اور بے شک
اُنہوں نے نفس الامر میں بلا اجماع تقیہ کیا ہے تو یہ خیال انتہائی فساد انیت
پر مبنی ہے اِس کا جواب انشاء اللہ العزیز اِسی تیسری فصل میں حضرت علی کرم
اللہ وجہہ الکریم کی بیعت کے بیان میں تقدیم ابُوبکرؓ کی حدیثوں سے دیا جائے
گا جو اِس امر پر دلالت کرتی ہیں کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال
پاک کے بعد ابوبکر ہی خلیفہ ہیں اور ان کی وجہ دلالت پہلے بیان ہوئی۔

اور احادیثِ علی کو دو احتمالوں کے مابین ایک پر حمل کرنے میں تردّد پایا جاتا
ہے، چنانچہ تمام حدیثوں کے درمیان موافقت اور صحابہ کے حق میں بچنے والے
کے لئے ان کی نفی لازم ہے جیسا کہ ہم نے اسے مقرر کیا،

جبکہ دُوسرے احتمال پر حمل کرنے کے لئے بعض کیلئے اِلغاء اور اِس
محذور کیلئے تقریر ہے، پس جو موافقت کیساتھ حاصل ہوگا اُس پر محمُول کیا جائے
اور تمام احادیث پر عمل کرنے سے نفیِ محذور افضل ہے اِس کے برعکس وہم
کی طرف کیسے راستہ ہے؟

چنانچہ حضرت علی اور دیگر صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی اِس امر کی
شاہد روایات پہلے بیان ہوئیں اُن کے سماع کے وقت افہام اُنکی طرف

جلدی کہتے ہیں اور بیشک وُہ ان اوہام کے راستوں سے مانع ہیں۔
یا یہ کہ اِس کے خلاف اعتقاد کیسے؟ تو اِس کے خلاف قطعی اجماع ہے۔

واللہ اعلم

دُوسری وجہ کا جواب

دونوں وجہوں سے دُوسری کا جواب یہ ہے کہ یہاں ولی، دشمن کی ضد کے
معنوں میں محب ومتوالی ہو۔ اِس کی تقدیر میرے بعد تمہارے متوالی اور محب
ہوگی، اور بعد سے مرتبہ مُراد ہے نہ کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال
کے بعد، یعنی تقدیم کے اعتبار سے میں مُسلمانوں کا متوالی اور اُن کا مُحب ہوں
پھر میرے بعد مُجھ سے اپنی قُربت ونسبت اور اپنے مقام کے لحاظ سے دُوسرے
درجہ میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم ہیں، تو یہ مجھ سے محبت کرنے والے کی
محبت، نصرت کرنے والے کی نُصرت اور امداد دینے والی کی امداد کے زیادہ مُستحق
ہیں، واللہ اعلم۔

کیا خلافت کی وصیّت ہے؟

پیش ازیں شیخینؓ کے باب اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی احادیث
میں بھی حضرت حذیفہؓ کی حدیث اِس سلسلہ میں بیان ہُوئی اور طلحہ بن مصرف
سے روایت ہے، میں نے عبداللہ بن ابی اوفی سے پوچھا حضور رسالتمآب صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے خلافت کے بارے میں وصیت فرمائی ہے؛

اُنہوں نے فرمایا! نہیں۔

میں نے کہا! مسلمانوں کے امر کے لئے وصیّت کیسے ہے؟ اُنہوں نے

اللہ کی کتاب کے ساتھ وصیت ہے،

طلحہ کہتے ہیں ہزیل بن شرجیل نے کہا! حضرت ابُوبکر ہمارے خلیفہ ہیں اُن کیلئے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وصیت ہے کہ ابُوبکر سے دوستی رکھو۔ بیشک اِس میں وعدہ پایا جاتا ہے۔

۲، حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا قول ہے، اگر میں تمہیں چھوڑ دوں تو بیشک تمہارے چھوڑنے سے مجھے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہتر ہیں اس میں عدمِ وعدۂ خلافت پر بھی دلیل ہے،

۳، فطر نے بنی ہاشم کے ایک بزرگ سے روایت کی رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحلت مبارک کے بعد ایک شخص نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی خدمتِ اقدس میں عرض کی تشریف لائیں اور لوگوں کو بتائیں کہ آپؑ نے خلافت ہمارے لئے مقرر فرمائی ہے اور ہم سے کبھی نہیں نکلے گی"

حضرت علیؓ نے فرمایا! نہیں خدا کی قسم میں نے نہ کبھی آپؐ کی زندگی میں آپ پر جھُوٹ بولا ہے اور نہ آپ کے وصال کے بعد آپ پر جھُوٹ بولوں گا۔

۴، حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عباسؓ نے حضرت علیؓ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کیا آپ نے دیکھا کہ تُو! تین روز کے بعد حرص کا بندہ ہوگا یا یہ کہ عبدِ حریص ہوگا۔

خدا کی قسم! میں نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرۂ اقدس کو دیکھا اور میں نے بنی عبدالمطلب کے چہروں سے اُن کے وقتِ احتضار کو پہچانتا ہُوں، آپ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے امرِ خلافت کے بارے میں پوچھ لیں۔ اگر ہم میں ہے تو ہم جان لیں اور اگر ہمارے علاوہ کے لئے ہے تو ہمیں اُسکا حکم دیں اور ہمیں وصیت فرمائیں"۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں خدا کی قسم! میں نے آپکی خدمت میں خلافت کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے ہمیں اِس سے روک دیا پس لوگ ہمیں یہ کبھی نہیں دیں گے۔

۵، حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے۔ اُنہوں نے فرمایا! رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمارے لئے وعدہ نہیں فرمایا کہ ہم امارت میں اُس کے ساتھ دلیل پکڑیں۔ ولیکن ایک چیز ہے جیسے ہم اپنی جانوں سے پہلے دیکھتے ہیں اگر وُہ درست ہے تو اللہ تبارک وتعالےٰ کی طرف سے ہے اور اگر نادرست ہے تو ہمارے نفوس کے قبول کرنے سے ہے۔ پھر ابُوبکر خلیفہ ہُوئے تو اُسے استقامت سے قائم رکھا پھر حضرت عمرؓ خلیفہ ہُوئے تو قائم واستقام رہا یہاں تک کہ دین نے اپنے پاؤں مضبوطی سے جما لئے، اِس سے قبل شیخین کے باب میں بیان ہُوا اور مقتلِ علی میں آئندہ بیان ہوگا۔

۶، لوگوں نے حضرت علی سے پُوچھا آپ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد خلیفہ ہیں؟ فرمایا! نہیں ولیکن تمہاری سپرد کرتا ہُوں جس طرف رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمہاری سُپرد کیا ہے اور جب یہ ثابت ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد خلیفہ کی وضاحت نہیں اور جو ہم نے حضرت ابُوبکر کے حق میں بیان کیا تو! اُن کی تقدیم کی وجہ نماز پڑھانا ہے علاوہ ازیں اُس میں کوئی اطلاع نہیں اور نہ وعدہ کا معنیٰ پایا جاتا ہے،

بیعتِ خلافت کب ہُوئی

علامہ واقدی نے حضرت ابُوبکرؓ کی بیعتِ خلافت کے بارے میں حکایت بیان کی کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصالِ پاک ۱۱ھ کو ربیع الاول

شریف کی دس تاریخ سے قبل پیر کے دن ہوا اور اُسی روز اُن سے لوگوں نے بیعت کی۔

ابن قتیبہ اور ابو عمر نے کہا: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی بیعتِ خلافت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصالِ پاک کے دن ہی سقیفہ بنی ساعدہ میں ہوئی اور عام بیعت اُس روز کے تیسرے دن منبر پر ہوئی۔

ابو عمر نے کہا کہ حضرت سعد بن عبادہ بنو خزرج کے ایک گروہ اور قریش کی ایک جماعت رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے حضرت ابوبکر صدیق کی بیعت سے اختلاف کیا۔

پھر اس کے بعد حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے علاوہ لوگوں نے بیعت کرلی۔ بعض نے کہا کہ قریش میں سے کسی ایک نے بھی اُس روز بیعت سے اختلاف نہیں کیا۔ بعض نے کہا کہ حضرت علی، حضرت زبیر، حضرت طلحہ، حضرت خالد بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اس بیعت کی مخالفت کی پھر اس کے بعد اُنہوں نے بیعت کرلی۔

بعد ازاں حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم ہمیشہ اُن کا حکم مانتے اور اطاعت کرتے تھے اور اُن کی فضیلت و ستائش بیان کیا کرتے تھے۔

حضرت ابوبکر کا حقِ خلافت ادا کرنا

ابن قتیبہ نے کہا: پھر تھوڑے سے عرب مرتد ہوگئے اور اُنہوں نے زکواۃ روک لی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اُن کے ساتھ جہاد کیا یہاں تک کہ وہ سیدھے ہوگئے، اور لوگوں پر حضرت عمر کو امیر بنا کر حج کیلئے بھیجا تو لوگوں نے ۱۱ھ کو حج کیا اور یمامہ کو فتح کیا اور مسیلمہ

کذاب اور اسود عنسی کو صنعاء میں قتل کیا۔ اور تمام مرتدین سے لڑائی کی یہاں تک کہ وہ اللہ تعالےٰ کے دین کی طرف واپس آگئے اور ہم نے مرتدین کی لڑائی کے بارے میں ایک مختصر کتاب تالیف کی ہے، اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے لوگوں کے ساتھ ۱۲ھ کو حج کیا پھر مدینہ طیبہ کی طرف تشریف لے آئے اور شام و عراق کی طرف لشکروں کو بھیجا۔

خلافت کے دوران مکہ معظّمہ میں حاضری

صاحب صفوت نے بیان کیا کہ حضرت ابوبکر صدیق نے ۱۲ھ میں عمرہ کیا اور مکہ معظمہ میں داخل ہوکر اپنے باپ حضرت ابو قحافہ کے گھر تشریف لے گئے حضرت ابو قحافہ اپنے گھر کے دروازہ پر بیٹھے ہوئے نوجوانوں کے ساتھ باتیں کررہے تھے کہ لوگوں نے کہا یہ آپ کا بیٹا آیا ہے؛ پس وہ کھڑے ہوگئے اور حضرت ابوبکر نے جلدی سے اپنی سواری کو بٹھایا اور اُس سے اُتر آئے اور ابو قحافہ ابھی کھڑے تھے، حضرت ابوبکر نے کہا: ابا جان کھڑے نہ ہوں پھر اُنہیں بٹھادیا اور اُن کی پیشانی کو بوسہ دیا تو ابو قحافہ اُن کے آنے کی خوشی میں رونے لگے۔

مکہ معظمہ سے اُن کے پاس عتاب بن اُسید، سہیل بن عمرو، عقبہ بن عکرمہ بن ابوجہل اور حارث بن ہشام آئے اور اُنہیں سلام کرتے ہوئے کہا اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلیفہ آپ پر سلام ہو اور سب لوگوں نے آپ کے ساتھ مصافحہ کیا پس جب اُنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر کیا تو حضرت ابوبکر صدیق رض رونے لگے۔

پھر لوگوں نے حضرت ابو قحافہ کو سلام کیا تو اُنہوں نے کہا: اے عتیق:

یہ سردار لوگ ہیں اور ان کی صحبت بہت اچھی ہے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالٰے عنہ نے فرمایا لاحول ولا قوۃ الا باللہ اس امرِ خلافت کو سنبھالنے کی نہ مجھے اس کے ساتھ طاقت ہے اور نہ ہاتھوں سے مگر اللہ کے ساتھ، اور کہا کیا کسی کو ظلم و زیادتی کی شکایت ہے؟ جب کوئی نہ آیا تو لوگوں نے اُن کی ستائش بیان کی۔

مہر کا نقش

کہا کہ اُن کا دربان اُن کا غلام سدیف تھا اور اُن کے کاتب حضرت عثمان بن عفان اور حضرت عبداللہ بن ارقم رضی اللہ تعالٰے عنہما تھے، جب کہ اُن کی مُہر کا نقش، عبد ذلیل لرب جلیل تھا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور دیگر مؤرخین نے کہا کہ اُن کی مُہر کا نقش، نعم القادر اللہ تھا اور متقدمین سے حضرت زبیر بن بکار وغیرہ اس پر بھروسہ کرتے ہیں، اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالٰے عنہ معاہدہ کی تحریر پر یہ مُہر نہ لگاتے تھے بلکہ معاہدہ کی تحریر پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مُہر لگایا کرتے تھے۔

خاتم الانبیاء کی خاتم

۱، حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالٰے عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چاندی کی انگوٹھی بنوا کر پہنی پھر وہ حضرت ابوبکر صدیق کے ہاتھ میں رہی پھر حضرت عمرؓ کے ہاتھ میں اور پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالٰے عنہ کے ہاتھ میں آئی یہاں تک کہ بئرِ اریس میں گر پڑی، اُس انگوٹھی

پر، محمد رسول اللہ، نقش تھا۔

۲، ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا! میری انگوٹھی کا نقش اور کوئی نہ کھدوائے۔ بخاری، مسلم۔

۳، انصاری کی حدیث سے بعض طُرق میں آیا ہے کہ آپ کی انگوٹھی پر ایک سطر میں محمدؐ، دوسری میں رسول اور تیسری میں اللہ نقش تھا۔

۴، حضرت انس رضی اللہ تعالٰے عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انگوٹھی آپ کے ہاتھ مبارک میں رہی، پھر حضرت ابوبکرؓ کے ہاتھ میں اور پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں رہی پس جب حضرت عثمان رضی اللہ تعالٰے عنہ کے ہاتھ میں آئی تو انہوں نے بئرِ اریس پر بیٹھ کر اُسے اُتارا تو وہ آپ کے ہاتھ سے اُس کنوئیں میں گر گئی، کہا کہ ہم حضرت عثمان کے ساتھ تین روز کنوئیں میں اُترتے رہے مگر اُسے نہ پایا۔

" بخاری، مسلم،

بیعتِ خلافت کی مزید روایات

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالٰے عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ نے منبر پر کھڑے ہوتے فرمایا! اگر کہا جائے کہ بغیر غور و فکر کے حضرت ابوبکر صدیقؓ کی بیعت میں عُجلت کیوں کی گئی ہے تو یہ اس وجہ سے ہے کہ کوئی فتنہ نہ کھڑا ہو جائے۔

اور تم میں اس روز ایسا کوئی نہیں جو اس کی طرف حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالٰے عنہ کی طرح گردنیں کاٹ دے اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رحلت فرمائی تو یہ ہم میں بہتر تھے۔

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ حضرت علی اور حضرت زبیر رضی اللہ تعالٰے عنہما اور

جو اختلاف کرنے والے اُن کے ساتھ تھے سیدہ فاطمۃ الزہرا بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیہا وسلم کے بیت الشرف میں تھے اور سقیفہ بنی ساعدہ میں جمیع انصار نے ہم سے اختلاف کیا تو مہاجرین جمع ہو کر حضرت ابُوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے اور اُنہیں کہا! ہمارے ساتھ اپنے انصار بھائیوں کی طرف نکلیں پس ہم اُن کے سونے کے وقت نکلے تو دو صالح افراد سے مُلاقات ہُوئی اُنہوں نے کہا اے گروہ مہاجرین کہاں کا ارادہ ہے؟

میں نے کہا ہم اپنے انصار بھائیوں سے ملاقات کے ارادہ سے نکلے ہیں۔

اُن دونوں نے کہا! اے گروہِ مہاجرین! تم پر نہیں مگر اُن کا تقرب اور وہ تمہارے فیصلے کریں،

میں نے کہا! خدا کی قسم ہم اُن کے پاس آئے ہیں، پس ہم نکلے اور اُنہیں سقیفہ بنی ساعدہ میں جمع دیکھا، اُن کے پیچھے ایک کمبل پوش شخص تھا میں نے اُس سے پُوچھا یہ کون ہیں؟

لوگوں نے کہا! سعد بن عبادہؓ میں نے کہا! اُنہیں کیا ہے؟ لوگوں نے کہا! وہ بیمار ہیں جب ہم بیٹھ گئے تو اُن کے خطیب نے کھڑے ہو کر اللہ تعالیٰ کی شان کے لائق تعریف کی، اور کہا امابعد! ہم اللہ تعالےٰ کے اِنصار اور اسلام کے لشکر کا ایک حصہ ہیں اور اَے گروہِ مہاجرین تم ہم سے ایک گروہ ہو۔

آپ چاہتے ہیں کہ ہم اپنی اصل کی مدد چھوڑ دیں اور اپنے امر سے الگ ہو جائیں، حضرت عمرؓ فرماتے ہیں جب وہ شخص خاموش ہُوا تو میں نے چاہا کہ حضرت ابُوبکر تک وہ بات پہنچا دُوں جس نے مُجھے حیران کر دیا ہے اور وہ مجھ سے زیادہ بُردبار اور موقر تھے۔ پس حضرتِ ابُوبکر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا! صبر سے کام لیں تو مجھے اُن کی ناراضگی پسند نہ آئی اور وہ مجھ سے

زیادہ جاننے والے اور بُردبار تھے خدا کی قسم میں جو خود کو حیران کرنے والی بات کرنا چاہتا تھا وُہی اور اُس سے بڑی بات اُنہوں نے فی البدیہہ کہدی اور میں خاموش ہو گیا،

حضرت ابُوبکرؓ نے فرمایا امابعد! آپ نے جو بہتر ہونے کا ذکر فرمایا تو آپ اِس کے اہل ہیں اور عرب قطعی طور پر جانتے ہیں کہ یہ قبیلہ قریش کے لوگ ہیں اور! نسباً اور داراً ہمیں مرکزی حیثیت حاصل ہے اگر آپ رضامند ہوں تو ان دو اشخاص میں سے جس ایک کی چاہیں بیعت کریں اور اس کے ساتھ ہی اُنہوں نے میرا اور حضرت ابُوعبیدہ بن الجراحؓ کا ہاتھ پکڑ لیا، میں نے اُن کی کسی بات کو ناپسند نہیں کیا مگر یہ بات مجھے ناگوار گذری اور خُدا کی قسم اگر میری گردن اُڑا دی جاتی تو جب بھی میں اس امر کے قریب نہ جاتا اور میں حضرت اَبُوبکر صدیق کی موجودگی میں قوم پر اپنے لئے اَمرِ خلافت کو کیسے پسند کر سکتا تھا۔ یہاں تک کہ موت کے وقت میری ذات میں تغیر آجائے۔

پس انصار کے ایک شخص نے کہا ہمارا مشورہ شافی اور ہماری کھجوریں پھل سے لدی ہُوئی ہیں ایک امیر ہم سے ہوگا اور ایک امیر آپ لوگوں سے ہوگا اِس پر شور و غُل شروع ہو گیا اور آوازیں بلند ہونے لگیں یہاں تک کہ ہمیں مخالفت کا خدشہ پیدا ہو گیا پس میں نے کہا اَے ابُوبکرؓ ہاتھ کھولیں اُنہوں نے ہاتھ کھولا تو میں نے اُنکی بیعت کر لی پھر مہاجرین اور پھر انصار نے اُن کی بیعت کر لی، اور ہم سعد بن عبادہؓ سے دُور ہٹ آئے تو انصار کے کسی شخص نے کہا آپنے سعد بن عبادہ کو قتل کر دیا، مَیں نے کہا سعد بن عبادہ کو اللہ تعالےٰ نے قتل کیا ہے،

مالک نے مجھے کہا ابن شہاب نے عروہ بن زبیر سے خبر دی کہ میں نے:

عویم بن ساعدہ اور معن بن عدی دو شخصوں سے ملاقات کی اور ابن شہاب نے کہا مجھے سعید بن مسیب نے خبر دی ہے کہ جس شخص نے ہمارا مشورہ شافی کہا تھا، وُہ حضرت حباب بن منذر رضی اللہ تعالٰے عنہ تھے۔

۲۰۔ ایک روایت میں ہے کہ میں جمعۃ المبارک کے دن غرُوب آفتاب کے وقت پہنچا تو میں نے سعید بن زید بن عمرو بن نفیل کو مسجد میں منبر کے پائے کے ساتھ بیٹھا ہُوا پایا تو میں اُن کے ساتھ مل کر بیٹھ گیا اور میرا کندھا اُنکے کندھے سے مل گیا اسی اثناء میں حضرت عمرؓ رضی اللہ تعالٰے عنہ تشریف لائے اور منبر پر بیٹھ گئے، مؤذن خاموش ہُوا تو انہوں نے اُٹھ کر اللہ تعالٰے کی شان کے مطابق حمد وثناء کی پھر کہا، اما بعد! میں آپ کے سامنے اپنی طاقت کے مطابق کہتا ہُوں اور میں نہیں جانتا کہ شاید وُہ میرے سامنے ظاہر ہو پس جو عقلمند اور یاد رکھنے والا ہے، پھر اُنہوں نے گفتگو کرتے ہُوئے اس بات پر بات ختم کی کہ میں اُس سے ڈرتا ہُوں جو اس کا شعوُر نہیں رکھتا پس کسی کو جائز نہیں کہ وُہ مجھ پر جھوٹ کہے پھر اس کے بعد الفاظ کی تقدیم وتاخیر سے یہ روایت بیان کی۔

ثانی اثنین کون ہے

ایک روایت میں ہے کہ جب انصار رضی اللہ تعالٰے عنہم نے کہا کہ ایک امیر ہم سے ہوگا۔ اور ایک امیر آپ سے ہوگا تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالٰے عنہ نے کہا کون ہے جو اس کی مثل تیسرا ہے

ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْ هُمَا فِی الْغَارِ اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا[۱]

دو کا دُوسرا جب دونوں غار میں تھے کہ اُس نے اپنے ساتھی سے کہا غم نہ کریں اللہ ہم دونوں کے ساتھ ہے۔

کہا کہ پھر اُنہوں نے حضرت ابُوبکر رضی اللہ تعالٰے عنہ کا ہاتھ کھولا اور بیعت کی اور لوگوں نے حسین وجمیل بیعت کی، یہ روایت ترمذی نے شمائل میں حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے وصال پاک کے تذکرہ میں بیان کی ہے،

آپ ہمارے سردار ہیں

ابوحاتم نے اسی مفہوم کی متفق علیہ روایت بیان کرتے ہُوئے "ایک امیر ہم سے اور ایک امیر آپ سے" کے قول کے بعد کہا! پس حضرت ابُوبکر رضی اللہ تعالٰے عنہ نے فرمایا! لیکن ہم امیر ہیں اور آپ وزیر ہیں، قریش اپنے گھر کی بنا پر عرب کے مرکز اور اشراف ہیں اور حسب کے اعتبار سے اُن سے معزز ہیں پس حضرت عمرؓ اور حضرت ابُوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالٰی عنہما نے بیعت کر لی حضرت عمرؓ نے حضرت ابُوبکر رضی اللہ تعالٰے عنہ کی خدمت میں عرض کی بلکہ میں آپ کی بیعت کرتا ہُوں کہ آپ ہمارے سردار، ہم سے بہتر اور رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ہم سے زیادہ محبوب ہیں،

حضرت عمرؓ رضی اللہ تعالٰے عنہ نے اُن کی بیعت کی تو اور لوگوں نے بھی بیعت کر لی،

---

۱ التوبہ آیت ۴۰

کون کہاں تھا؟

ابن اسحٰق نے کہا کہ حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال پاک ہوا تو قبیلہ انصار کے لوگ سقیفہ بنی ساعدہ میں حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس چلے گئے جب کہ حضرت علی بن ابی طالب، حضرت زبیر بن العوام حضرت طلحہ، اور حضرت عبید اللہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہم حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادی والاشان سیدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کے بیت الشرف میں چلے آئے، ان کے علاوہ باقی مہاجرین کرامؓ حضرت ابوبکرؓ کے پاس آ گئے اور اُن کے ساتھ حضرت اسید بن حضیر بنی عبدالاشہل کے پاس گئے تو ایک شخص نے آکر اطلاع دی انصار کا قبیلہ سقیفہ بنی ساعدہ میں حضرت سعد بن عبادہ کے پاس آیا ہے تو یہ لوگ اُن کی طرف چلے گئے،

کہا! اگر تمہیں لوگوں پر امارت کی ضرورت ہے تو لوگوں کو دیکھیں آپ اپنے امر میں اتفاق کریں اور ابھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تدفین بھی نہیں ہوئی اور اُن کے امر سے فارغ بھی نہیں ہوئے کہ دوسرے اُس کے اہل پر دروازہ بند کر دیں:

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں عرض کی ہمارے ساتھ اپنے انصار بھائیوں کی طرف چلیں جو اُن میں سے خلافت چاہتے ہیں، اُنہیں دیکھ لیں،

پھر اِس مفہوم کی حدیث ابن عباس نے بیان کی،

فتنے کا دروازہ نہ کھل جائے

موسیٰ بن عقبیٰ نے کہا کہ ابن شہاب نے کہا! وہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر مبارک تیار کر رہے تھے کہ ایک شخص نے دروازے پر دستک دے کر حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آواز دی، حضرت عمرؓ نے کہا میں مصروف ہوں تجھے کیا کام ہے؟

اُس شخص نے کہا آپ لازماً گھر سے ہونگے اور انشاءاللہ تعالیٰ واپس آئیں گے حضرت عمر اُٹھ کر اُسکے پاس آئے تو اُس نے کہا قبیلۂ انصار کے لوگ سقیفہ بنی ساعدہ میں جمع ہیں اور حضرت سعد بن عبادہؓ اور اُنکے اشراف اُن کے ساتھ ہیں اور وہ کہتے ہیں! ایک امیر ہم سے اور ایک امیر مہاجرین سے ہوگا مجھے ڈر ہے کہ اس طرح ایک فتنہ اُٹھ کھڑا ہوگا اے عمرؓ آپ دیکھیں اور اپنے بھائیوں سے اِس کا تذکرہ کریں تم کوشش کروگے تو مجھے امید ہے اللہ عزوجل فتنے کا دروازہ نہیں کھلنے دے گا، حضرت عمر اِس صورتحال سے خوفزدہ ہو گئے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ساتھ لے کر تیزی سے بنی ساعدہ کی طرف چل دیئے اور مہاجرین میں سے کچھ لوگوں کو پیچھے چھوڑ گئے جن میں حضرت علی ابن ابی طالب اور حضرت فضل بن عباسؓ بھی تھے، اور یہ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریبی تھے اور آپ کی تغسیل و تکفین میں مصروف تھے،

حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نکلے تو اُنکی ملاقات حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوئی، اور یہ لوگ اکٹھے ہی سقیفہ بنی ساعدہ میں داخل ہو گئے۔

سقیفہ میں انصار کے سردار تشریف فرما تھے اور حضرت سعد بن عبادہؓ بخار کی وجہ سے اُن لوگوں کے درمیان لیٹے ہوئے تھے۔ پھر حضرت ابن عباسؓ کے مفہوم کی حدیث بیان کی۔

حضرت ابوبکر کا سقیفہ میں خُطبہ

موسیٰ بن عقبہ نے ابن شہاب سے روایت بیان کی کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ سقیفہ میں موجود تھے اور لوگ خاموش تھے۔ آپ نے فرمایا! اللہ تبارک تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ مُبعوث فرمایا! چنانچہ حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُسلام کی دعوت دی تو اللہ تبارک وتعالےٰ نے ہمارے دلوں کو پکڑ لیا۔ اور ہم اُس کی طرف وصی ہیں جس کی طرف بلایا گیا، پس ہم گروہ مہاجرین لوگوں میں پہلے اسلام لانے والے ہیں، ہم رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریبی اور ذُو رحم ہیں، ہم خلافت کے حقدار ہیں اور عرب میں نسب کے اعتبار سے لوگوں کا مرکز ہیں۔ ہم سب کو عرب نے جنم دیا پس اُن میں قریش کے سوا کوئی قبیلہ نہیں جس میں رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت ہوئی، اور کسی نے اصلاح نہیں کی مگر وُہ قریش سے ہیں اور قریش لوگوں میں اپنے چہروں سے زیادہ صباحت والے ہیں وُہ اپنی زبان کے پکے ہیں، اُن کی بات افضل ہے اور لوگ قریش کی پیروی کرتے ہیں،

پس ہم امیر ہیں اور آپ لوگ وزیر ہیں، اور اے معشر انصار اللہ کی کتاب میں آپ ہمارے بھائی ہیں اور اللہ تبارک وتعالےٰ کے دین میں ہمارے شریک ہیں اور آپ ہمیں لوگوں سے زیادہ محبوب ہیں۔ آپ

ہمیں پناہ دینے والے اور ہمارے مددگار ہیں اور آپ اپنے مہاجرین بھائیوں کی نفضیلت میں اللہ تبارک وتعالےٰ کے فیصلے کو خوشی کے ساتھ تسلیم کرنے میں دُوسرے لوگوں سے زیادہ حقدار ہیں اور لوگوں سے زیادہ مُستحق ہیں کہ اللہ تبارک وتعالےٰ نے اُنہیں جو یہ بھلائی عطا فرمائی ہے اُس پر حسد نہ کریں۔ اور میں آپ کو اِن دو شخصوں میں سے کسی ایک کے ہاتھ پر بیعت کی دعوت دیتا ہُوں، پھر حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث کا مفہوم بیان کیا۔

انصار نے کہا! خُدا کی قسم ہم اُس خیر پر آپ سے حسد نہیں کرتے جو اللہ تبارک وتعالےٰ نے آپ کو عطا فرمائی ہے اور اللہ تبارک وتعالیٰ کی مخلوق میں ہمارے نزدیک آپ سے زیادہ محبُوب ومعزز کوئی نہیں اور نہ ہی ہمیں آپ لوگوں سے زیادہ کوئی شخص پسندیدہ ہے،

اگر آپ آج خود میں سے کسی کو خلیفہ مقرر کرتے ہیں تو ہم اُس کے فوت ہونے کے بعد انصار میں سے خلیفہ بنالیں گے اور ایسے ہی ہمیشہ ہوتا رہے گا۔ اگر قریشی خلیفہ ہوگا اور زیادتی کرے گا تو انصاری اُس کی اصلاح کرے گا اور اگر انصاری خلیفہ زیادتی کرے گا تو قریش اُسکی اصلاح کرے گا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! یہ بات کبھی نہیں ہوگی اور سوائے قریش کے کوئی اصلاح نہیں کر سکے گا اور نہ ہی عرب قریش کے سوا کسی پر راضی ہونگے اور نہ ہی سوائے اِس کے امارت پہچانی جاتی ہے، خدا کی قسم جس نے ہماری مخالفت کی ہم اُسے قتل کر دیں گے۔

جنگ کا خطرہ ٹل گیا

حضرت حباب بن منذر سلمی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اُٹھ کر کہا!

ایک امیر ہم سے ہوگا اور ایک امیر آپ سے ہوگا ہم اس کے جزیل محکک اور اس کے عذیق مرجب ہیں، اور جو ہم پر اس امر میں سختی کرتا ہے وہ ہمیں اپنی اصل کی معاونت کرنے سے روکتا ہے اور امر خلافت سے روکنا چاہتا ہے اور اگر آپ چاہتے ہیں تو ہم اسے دوبارہ شروع کر دیتے ہیں

کہا کہ یہ بات اس قدر بڑھ گئی کہ سقیفہ میں ان کے درمیان جنگ کا خطرہ پیدا ہوگیا اور لوگ ایک دوسرے سے وعدے کرنے لگے، پھر مسلمان لوٹ آئے اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے اُنکے دین کے لئے اُن کی حفاظت فرمائی پس وہ اچھی بات کی طرف لوٹ آئے اور امرِ خلافت کو تسلیم کرلیا اور شیطان پر غضبناک ہوئے۔

حضرت عمرؓ نے اُٹھ کر حضرت ابوبکرؓ کا ہاتھ پکڑ لیا اور بنی عبدالاشہل کے حضرت اسید بن حضیر اور بشیر بن سعد رضی اللہ تعالےٰ عنہما بیعت میں سبقت کرنے لگے تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُن دونوں پر سبقت کرتے ہوئے حضرت ابوبکر صدیقؓ کی بیعت کرلی اور اُن دونوں نے اُنکے ساتھ ہی بیعت کی، پھر اہل سقیفہ حضرت سعد بن عبادہ کو لیئے ہوئے چھوڑ کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی بیعت پر جمع ہوئے تو ایک انصاری نے کہا سعد بن عبادہ سے بچو اور اس کی اطاعت نہ کرو پس حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غضبناک ہو کر کہا سعد بن عبادہ کو اللہ تعالیٰ نے قتل کر دیا ہے۔

جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیعت سے فارغ ہو کر مسجد نبوی شریف میں واپس آئے اور منبر پر جلوہ افروز ہوئے تو لوگوں نے آپ کی بیعت شروع کر دی اور یہ سلسلہ رات تک جاری رہا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تدفین نہ ہوسکی یہاں تک کہ آپکو تیسرے دن قبر شریف میں اُتارا گیا، پھر آپکی تدفین اور آپ پر صلواۃ کی حدیث بیان کی

تشریح

اس کی صراحت حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے خُطبہ میں ہوگی جو انشاءاللہ اسکے بعد مذکور ہوگا۔

اور اس کیلئے آپ کے علاوہ کسی دوسرے کی بیعت میں دلالت ہے اور قریش سے اس امر کے نکل جانے کا خدشہ ہے،

چُونکہ یہ امر قریش کے علاوہ دوسروں کے ساتھ قائم ہونے کیلئے عرب کا دین نہیں تو یہ اُمت کے امر کی طرف فساد کا راستہ تھا جب کہ سقیفہ میں حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ سوائے حضرت عمر اور حضرت ابوعبیدہؓ کے کوئی مہاجر نہ تھا، تو اس کے لئے دونوں کی دلیل ہے اور ان دونوں کے علاوہ کا ذکر ممکن نہیں، جس سے غائب ہے ڈر یہ تھا کہ اگر اس مجلس سے بغیر اٹل فیصلے کے یہ لوگ منتشر ہو گئے اور اسکے احکام نہ ہوں تو مقصد فوت ہو جائے گا۔ اور اگر اطاعت کا وعدہ کرتے جس چیز کے لئے اس وقت اُن سے غائب تھے اس سے رجوع کی طرف اپنے نفوس کی برابری کیلئے اُن سے قبول نہیں کریں گے تو نظر سدید اور امرِ رشید سے اس امر میں جلدی کریں اور انعقادِ بیعت ہو جائے اور ان سے اس کی توثیق اس میں اُس کی حالتِ راہنہ میں ہو جائے۔

اور اسے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضا اور اُس کے اہم مطالب اور جلدی کو صواب پر دیکھتے ہوئے آپ کی تجہیز وتکفین پر مقدم کیا تو بے شک رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی اُمت پر ہمیشہ شفقت فرمانے والے اور اُن پر رحم کرنے والے ہیں۔

کیونکہ جو امر حین حیات میں آپ کی ذات پر اُن کے لئے مُؤثر تھا آپ کے وصال پاک کے بعد بھی ویسا ہی تھا باوجود اس کے وُہ اِس کی طرف جلدی نہ کرتے یہاں تک کہ وُہ جان لیتے کہ اس کا چھوڑنا آپ کے نزدیک اِس میں اس کے اہل سے کافی ہے چنانچہ وُہ جمع ہو کر دو امروں کے درمیان مشورہ کرتے اور جس میں یہ دونوں امر جمع دیکھتے اُسے خوشخبری دے دیتے کیونکہ رسُول اللہ کی شان کے لائق نہ تھا کہ اظہار دوستی کیلئے مراعات و ایثار کا تکلفاً اہتمام فرماتے جبکہ آپ مؤثر تھے۔

حضرت ابُو سعید خدری رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا وصال ہُوا تو انصار کے خطیبوں نے کھڑے ہو کر ایک شخص کو مقرر کیا، اُس نے کہا اے معشرِ مہاجرین: رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جب تم میں سے کسی شخص کو عامل بناتے تو اُس کے ساتھ ایک آدمی ہمارا ہوتا تھا لہٰذا یہ امر بھی دو آدمیوں کے ملنے سے چل سکے گا ایک آدمی تمہارا ہوگا اور ایک آدمی ہمارا ہوگا، چنانچہ انصار کے خطیبوں نے اس مقام پر اُس کی اتباع کی۔

بعد ازاں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے کھڑے ہو کر فرمایا! رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مہاجرین سے تھے اور یقیناً امام مہاجرین سے ہوگا اور ہم اُس کے انصار ہونگے جس طرح رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے انصار تھے، پس حضرت ابُوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُٹھ کر فرمایا! اے معشرِ انصار اللہ تبارک وتعالیٰ تمہیں جزائے خیر عطا فرمائے اور اللہ تعالیٰ تمہیں اپنی بات پر ثابت رکھے ولیکن خدا کی قسم اگر اِس کے علاوہ جانتے تو ہم تمہاری اِصلاح کرتے۔

اِس روایت کو فضائل ابُوبکر میں نقل کر کے کہا کہ یہ حسن حدیث ہے

عام بیعت

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے جب پیر کا

دن آیا تو رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے حُجرے مبارک کا پردہ سرکا کر دیکھا تو حضرت ابُوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز پڑھا رہے تھے، میں نے آپ کے چہرۂ اقدس کو دیکھا گویا کہ وُہ قُرآن کا ورق تھا اور آپ تبسّم فرما رہے تھے، اگر ہمیں انتشارِ نماز کا ڈر نہ ہوتا تو ہم آپ کے رُخِ اقدس پر آثارِ فرحت دیکھتے پھر آپ نے پردہ کھینچ لیا اور اُسی روز آپ کا وصال با کمال ہو گیا، جس روز آپ کا وصال ہُوا اُس کے اگلے روز حضرت عمرِ فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ منبر پر کھڑے ہوئے جبکہ حضرت ابُوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خاموش رہے۔

پھر حضرت عمرؓ نے آغازِ کلام کرتے ہُوئے فرمایا! حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم رحلت فرما چکے ہیں اور اللہ تبارک وتعالےٰ نے تمہارے درمیان نُورِ ہدایت ظاہر فرما دیا ہے اُس کی یعنی قرآن مجید کی حفاظت کرو اور اُس سے ہدایت حاصل کرو جس کے ساتھ اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضور رسالتمآب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ہدایت فرمائی،

پھر یہ کہ حضرت ابُوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھی اور ثانی اثنین ہیں اور یہ آپ کے اُمور کے لوگوں سے زیادہ حقدار ہیں چنانچہ اُٹھو اور ان کی بیعت کرو، اِن لوگوں میں وُہ لوگ بھی تھے جو اِس سے پیشتر سقیفہ بنی ساعدہ میں بیعت کر چکے تھے جب کہ یہ منبر پر عام بیعت تھی۔

خرجہ ابو حاتم۔

خلافت غیر موعودہ ہے

ابن اسحٰق نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اِن لفظوں کے ساتھ

روایت بیان کی ہے کہ جب اہلِ سقیفہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کی بیعت کر لی۔ اُسی کے اگلے دِن حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ منبر پر بیٹھ
گئے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُٹھ کر آغازِ گفتگو کیا اور اللہ تعالیٰ کی
حمد وستائش اُس کی شان کے لائق بیان کرتے ہُوئے کہا: میں نے رات کو آپ
سے بات کی تھی کہ میں نے امرِ خلافت کے بارے میں قرآن مجید میں کوئی چیز
نہیں پائی اور نہ ہی رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اِس کے بارے میں
کوئی وعدہ فرمایا ہے۔ ولیکن میں دیکھتا ہُوں کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
ہمارے پیچھے ہیں یعنی ہمارے آخر ہونگے اور بیشک اللہ تبارک وتعالیٰ نے
تم میں اپنی کتاب کو باقی رکھا جس کے ساتھ آپ کو رہنمائی دی، اگر تم اِس کی
حفاظت کرو گے تو یہ تمہاری راہنمائی کرے گی جس طرح آپ کی رہنما تھی اور
اللہ تبارک وتعالیٰ نے تمہارے امر کو تمہارے بہتر پر جمع کیا ہے جو رسُول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھی اور "ثانی اثنین اذھما فی الغار" ہیں اور یہ تمہارے
امر میں لوگوں سے بہتر ہیں لہٰذا ان کی بیعت کرو، پس لوگوں نے حضرت ابوبکرؓ
سے سقیفہ کے بعد عام بیعت کی،

حضرت ابوبکر صدیقؓ کا انکسار

بعد ازاں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اللہ تبارک وتعالیٰ
کی حمد وثناء کے بعد فرمایا! اما بعد اے لوگو! مجھے آپ پر والی بنایا گیا ہے اور
میں آپ لوگوں سے بہتر نہیں ہوں، اگر میں اچھی بات کروں تو میری مدد کریں
اور اگر میں بُری بات کروں تو میرا محاسبہ کریں سچائی امانت ہے اور جھوٹ خیانت
ہے اور جو آپ میں کمزور ہے میرے نزدیک طاقتور ہے یہاں تک کہ انشاءاللہ تعالیٰ

اُس کا حق اُسے دِلا دُوں گا اور آپ میں سے طاقتور میرے نزدیک کمزور ہے یہاں
تک کہ انشاءاللہ تعالیٰ اُس سے حق وصول کر لوں گا۔

لوگ جہاد فی سبیل اللہ چھوڑ دیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اُنہیں ذلیل کر
دیتا ہے، لوگ فحاشی میں مُبتلا ہو جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اُن پر مُصیبتیں نازل
کر دیتا ہے۔ اگر میں اللہ تبارک وتعالیٰ اور اُس کے رسُول صلی اللہ علیہ وآلہٖ
وسلم کی اطاعت کروں تو میری اطاعت کرو اور اگر میں اللہ اور اُس کے رسُول کی
نافرمانی کروں تو آپ پر میری اطاعت باقی نہیں رہے گی، اللہ آپ پر رحم فرمائے
اپنی نماز کے لئے اُٹھیں،

تشریح: یہ روایت اِس سیاق کے ساتھ ابن اسحٰق نے بیان کی ہے اور
بخاری کے نزدیک یہ منقطع ہے اور اس کا معنیٰ پُورا ہے اور بیعتِ مسجد کے
سلسلہ میں پہلے بیان کی گئی موسیٰ بن عقبہ کی روایت میں اِس سے مغائرت ہے
کہ یہ بیعت آپ کی تدفین سے قبل یوم وصال کو ہُوئی تھی شائد مسجد میں
منبر پر دوبارہ بیعت ہُوئی ہو، یا وصال کے روز جو لوگ بیعت نہ کر سکے تھے
اُنہوں نے بیعت کی ہو جن کے لئے دُوسرے دِن کی صُبح کو بیٹھے تو اُنہوں نے
دوسروں کے علاوہ بیعت کی۔ اگرچہ دونوں کے درمیان تضاد موجود ہے۔

حضرت ابوبکرؓ کی بیعت نہ کرنے والے

ابن شہاب نے کہا مہاجرین کرام میں سے جو حضرات اِس بیعت پر رضامند
نہ تھے اُن میں سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم اور حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
تھے یہ دونوں حضرات مُسلح ہو کر جناب سیدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کے
بیت الشرف میں تشریف لائے، تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسلمان

کی ایک جماعت کے ساتھ اُن کے پاس آئے جس میں عبدالاشہل قبیلہ کے حضرت اسید بن حضیر اور سلمہ بن سلامہ بن دقش بھی تھے، اور کہتے ہیں اِن لوگوں میں بنی خزرج کے حضرت ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے پس اِن میں سے ایک شخص نے حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تلوار کو پکڑ لیا اور اُسے پتھر پر مار کر توڑ دیا۔

تلوار کیوں توڑی

کہتے ہیں ان لوگوں میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اور حضرت محمد بن مسلمہؓ بھی تھے اور یہ محمد بن مسلمہ وہی ہیں جنہوں حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تلوار کو توڑا تھا۔ واللہ اعلم۔

اس روایت کی تخریج موسیٰ بن عقبہ نے کی اور یہ روایت درست ہونے کی صورت میں فتنے کی آگ کو ٹھنڈا کرنے پر محمول ہوگی اور حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تلوار کو توڑنے کا مقصد اُن کی توہین کرنا نہ تھا۔

مخالفینِ بیعت نے بیعت کر لی

اُس روز گروہِ خزرج سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت سے مخالفت کرنے والے حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے اور اُس روز مہاجرین میں سے جن دیگر حضرات نے اختلافِ بیعت کیا وہ یہ ہیں۔

بنی ہاشم حضرت علی ابن ابی طالب اور اُن کے بیٹے، رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے چچا حضرت عباس اور اُن

کے بیٹے رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

دیگر مہاجرین حضرت زبیر، حضرت طلحہ، حضرت سلمانؓ، حضرت عمار، حضرت ابوذر، حضرت مقداد، حضرت خالد بن سعید بن عاص وغیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم

پھر اِن سب لوگوں نے بھی بعض نے جلد اور بعض نے تاخیر سے حضرت ابوبکرؓ کی بیعت کر لی سوائے حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے۔

کہتے ہیں کہ بیعت سے قبل اُنہیں خلافت کا متمنی دیکھا تھا اور اہلِ تاریخ کے نزدیک مشہور واقعہ ہے کہ اُنہیں جن نے قتل کر دیا تھا اور من جملہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وقت ارتحال تک مسلمانوں کے درمیان کوئی اختلافی امر واقع نہیں ہوا اور طوعاً یا کرہاً کوئی مسلمان آپ کا مخالف نہ تھا جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے یوم وصال کو کوئی مسلمان آپ کا مخالف نہ تھا۔

انصار سے پہلے بیعت کرنے والے صحابی

ابوعبیدہ نے کتاب حدیث میں کہا کہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علاوہ جمیع انصار صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت کر لی تھی، جب انصارؓ نے بیعت کرنا چاہی تو حضرت عمر فاروق نے فرمایا بشیر بن سعد ابونعمان بن بشیر سے پہلے کسی کو بیعت کے لئے نہ بلایا جائے چنانچہ اُنہوں نے سب سے پہلے حضرت ابوبکر صدیقؓ کی بیعت کی۔ شائد اس کی مُراد حضرت ابن عباسؓ کی حدیث اور اِس حدیث کے درمیان موافقت پیدا کرنا ہے کہ پہلے حضرت عمرؓ نے بیعت کی تو پھر مہاجرین نے بیعت کی اور پہلے بشیرؓ نے بیعت کی تو پھر باقی انصار نے بیعت کر لی۔

سعد بن عبادہؓ کبھی بیعت نہیں کریں گے

بشیر بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا، سعد بن عبادہ کبھی آپ کی بیعت نہیں کریں گے یہاں تک کہ اُنہیں قتل کر دیا جائے اور وُہ قتل نہیں کئے جائیں گے یہاں تک کہ اُن کے ساتھ اُن کے بیٹے اُن کے گھر والے اور اُن کے اقرباء کی جماعت کو قتل نہ کر دیا جائے اگر آپ اُنہیں چھوڑ دیں گے تو وُہ آپکے بغائر کو نہیں چھوڑیں گے بیشک وُہ اکیلے ہیں"

حضرت ابُوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے حضرت بشیر بن سعد کی نصیحت اور مشورے کو قبول کرتے ہُوئے حضرت سعد بن عبادہ سے درگذر کر لی، کہا کہ حضرت سعد نہ اُن کے ساتھ نمازیں پڑھتے اور نہ اُن کے ساتھ روزے رکھتے اور نہ اُن کے افاضات سے حج کا فائدہ حاصل کرتے پس یہ ہمیشہ سا یہاں تک کہ حضرت ابُوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال ہو گیا اور حضرت عمرؓ خلیفہ ہُوئے تو وُہ بہت کم ملتے تھے یہاں تک کہ شام کی طرف جہاد کو جاتے ہُوئے حوران کے مقام پر انتقال فرما گئے،

اور یہ واقعہ حضرت عمرؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آغازِ خلافت کا ہے اور اُس وقت کسی نے اُن کی بیعت نہ کی تھی۔

تشریح اس روایت میں اور اس سے پہلے بیان کی گئی روایت میں کوئی نزاع نہیں جس میں حضرت ابُوبکر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی خلافت کے بارے میں اجماع کا دعویٰ ہے بلکہ میں کہتا ہُوں۔ ظہورِ عناد اور حمیت جاہلیت کے طور پر ایک شخص کا اختلاف اجماع کو توڑنے والا اختلاف نہیں،

مجھے امارت کا لالچ نہیں

ابن شہاب نے کہا جب لوگوں نے حضرت ابُوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت کی تو اُنہوں نے کھڑے ہو کر لوگوں کو خطاب فرمایا اور اُن کی طرف معذرت کرتے ہُوئے کہا میں دن کو یا رات کو کبھی بھی امارت کا حریص نہیں رہا اور نہ مجھے اِس میں رغبت ہے اور نہ ہی میں نے ظاہر و خفاء میں اللہ تعالےٰ سے کبھی اِس کا سوال کیا ہے ولیکن میں فتنے کو روکنا چاہتا ہُوں، میرے لئے اِس امارت میں راحت نہیں بلکہ میری گردن میں اِس امرِ عظیم کا قلادہ ڈال دیا گیا ہے جس کی مجھ میں طاقت ہے نہ میرے ہاتھوں کو سوائے اللہ تبارک و تعالےٰ کی قوت اور طاقت کے۔"

اگر اِس امر پر لوگوں میں زیادہ مضبوط آدمی ہوتا تو مہاجرین اُس سے میری جگہ قبول کرتے جو وُہ کہتا اسکے ساتھ عُذر نہ کرتے۔"

حضرت علی کیوں ناراض تھے؟

حضرت علی اور حضرت زبیر رضی اللہ تعالےٰ عنہما نے فرمایا ہماری ناراضگی کی وجہ یہ ہے کہ ہمارے بھائیوں نے ہم سے مشورہ نہیں لیا اور بے شک حضرت ابُوبکر رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد لوگوں سے زیادہ حق دار ہیں اور یہ غار کے ساتھی اور ثانی اثنین اذ ہما فی الغار ہیں اور ہم اِن کی بزرگی کو جانتے ہیں اور حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی حیاتِ مبارکہ میں انہیں لوگوں کو نماز پڑھانے کا حکم فرمایا ہے۔"

• خرجہ، مُوسیٰ بن عقبہ فی المغازی،

حضرت علی نے بیعت میں کیوں تاخیر کی تھی

۱، محمد بن سیرین نے کہا! جب حضرت ابُوبکر صدیق نے بیعت لی تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم اس بیعت میں شامل نہ ہُوئے اور اپنے گھر میں بیٹھ رہے حضرت ابُوبکر صدیق نے آپ کو پیغام بھیجا آپ کو مجھ سے کس چیز نے پیچھے کیا کیا آپ میری امارت کو ناپسند کرتے ہیں؟

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا مجھے آپ کی امارت ناپسند نہیں مگر میں سوائے نماز کے اپنی چادر نہیں اوڑھوں گا جب تک قرآن پاک کو جمع نہ کر لوں،

ابن سیرین کہتے ہیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے قرآن مجید کو اُس کی تنزیل کے مطابق جمع فرمایا تھا اگر ہمیں یہ کتاب پہنچتی تو اس میں علم کثیر پاتے،

۲، ایک روایت میں ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی ملاقات حضرت عمرؓ سے ہُوئی تو اُنہوں نے کہا آپ بیعتِ ابُوبکرؓ سے پیچھے کیوں رہے پھر یہ حدیث بیان کی گئی اور اُس میں یہ بات مزید کہی گئی کہ یہاں تک کہ میں قُرآن پاک کو جمع کر لوں اور میں جھگڑے سے ڈرتا ہُوں پھر آپ نکلے اور اُن کی بیعت کر لی،

" خرجہ ابو عمر وغیرہ،

حضرت علی نے چھ ماہ بعد کیسے بیعت کی

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم چھ ماہ بیعت سے رُکے رہے یہاں تک کہ

جناب سیدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا رحلت فرما گئیں اِس عرصہ میں حضرت علیؓ نے حضرت ابُوبکر کی بیعت نہیں کی تھی، اور نہ ہی بنی ہاشم میں سے کسی نے بیعت کی تھی یہاں تک کہ حضرت علیؓ نے بیعت کر لی. پس جناب سیدہ کے رحلت فرما جانے کے بعد آپ نے حضرت ابُوبکر کو پیغام بھیجا کہ ہمارے پاس تشریف لائیں اور کسی دوسرے شخص کو اپنے ساتھ نہ لائیں اور وُہ حضرت عمر کے ساتھ آنے کو ناپسند کرتے تھے کیونکہ وُہ اُنکی شدتِ طبع کو جانتے تھے،

حضرت عمر نے حضرت ابُوبکر کو کہا ہم آپ کو اکیلے نہیں جانے دیں گے، حضرت ابُوبکر صدیق نے فرمایا! خدا کی قسم میں اکیلا اُن کے پاس جاؤنگا. وُہ میرے ساتھ زیادتی نہیں کریں گے.

چُنانچہ حضرت ابُوبکر نکلے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ، الکریم کے پاس تشریف لے آئے جب کہ اُنکے پاس بنو ہاشم جمع تھے، حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے اُٹھ کر اللہ تعالیٰ کی شان کے لائق اُس کی حمد وثناء بیان کی اور فرمایا اَما بعد! اَے ابُوبکر ہمیں آپ کی فضیلت و نفاست اور اللہ تعالےٰ کی آپ کو دی ہُوئی بھلائی نے آپ کی بیعت سے نہیں روکا مگر ہم نے دیکھا کہ ہمارا اِس امرِ خلافت پر حق ہے اور آپ نے اِسکے ساتھ ہم پر انفرادیت کی ہے پھر آپ نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اپنی قرابت اور اپنے حق کا ذکر کیا پھر حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم مسلسل اپنی قُربتِ رسُول کا ذکر فرماتے رہے یہاں تک کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ رونے لگے،

جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے اپنی گفتگو ختم فرمائی تو حضرت ابُوبکر صدیق نے آپ کی باتوں کی گواہی اور اللہ تعالےٰ کی شان کے لائق اُس کی حمد وثناء کے بعد فرمایا! خُدا کی قسم رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قرابت

مجھے اپنی اصل کی قرابت سے زیادہ محبوب ہے اور خدا کی قسم! میں آپ کے ساتھ ان اموال میں ناصح نہیں ہوں جو میرے اور آپ کے درمیان خیر پر ہے مگر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے سنا ہے کہ ہم جو چھوڑیں صدقہ ہے وراثت نہیں، یقیناً آلِ محمد نے صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اس مال میں سے کھایا اور خدا کی قسم میں نے اس میں اُسکے بدلنے کا ذکر نہیں کیا مگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو وہ بنے گا، حضرت علی نے فرمایا ہم آپ سے رات کو بیعت کرنے کا وعدہ کرتے ہیں، پس جب حضرت ابوبکرؓ نے ظہر کی نماز پڑھائی اور لوگوں کے پاس آکر حضرت علیؓ کا عذر بیان کیا، پھر حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے اُٹھ کر حضرت ابوبکر کی عظمت بیان کی اور اُنکی فضیلت اور سبقت کا ذکر کیا پھر حضرت ابوبکر کے پاس جاکر اُن کی بیعت کر لی، پھر لوگوں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی خدمت میں حاضر ہوکر آپکو مبارکباد پیش کی،،

یہ حدیث متفق علیہ صحیح ہے اِسے ابوالحسن علی بن محمد القرشی نے کتاب ،، الردۃ والفتوح ،، میں نقل کیا اور کہا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے جناب سیّدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کے وصال پاک کے ڈھائی ماہ بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالٰے عنہ کی بیعت کی تھی،

اختلافِ خلافت کی تشریح

اور یہ چیز اِس امر پر دلالت کرتی ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ کی بیعت کے لئے پیغام بھیجا اور پہلے اختلاف میں اُن کا عذر بیان ہوا کہ ہمیں نہ تو آپ پر نفاست نے اور نہ ایسے اور ایسے کسی امر نے آپ کی بیعت سے روکا ہے، بلکہ ہم دیکھتے تھے کہ ہم اِس امر کے

آپ سے زیادہ حقدار ہیں،،

پس ضرور نا اِس امر کا جاننا ،العہد، کے لام کیساتھ اِس کی طرف معروف اشارہ ہے وُہ جو اُن کے پہلے کلام میں ہے مگر اُس سے جو اختلاف واقع ہوا وُہ بیعت امامت ہے، رہا ،الحق، تو اِس سے مُراد حق خلافت ہے.

رہا زیادہ مُستحق ہونے کا یہ معنیٰ کہ ہمارا خیال تھا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے قرابت دار ہونے کی وجہ سے اِس امر کے زیادہ حقدار ہیں تو یہ اِس طرف مضاف ہے کہ ہم میں جو چیز اہلیتِ امامت سے جمع ہے وُہ بایں صورت ہم میں اور ہمارے غیر میں برابر ہے،،

رہا ازیادہ مستحق کے معنیٰ کے ساتھ یہ امر تو اس کی طرف انضمام قرابت کی صورت پر آپ کے برابر استحقاق ہے، چنانچہ اُن کی طرف راجحیت کا جو سب سے بڑا معنیٰ حاصل ہوتا ہے، وُہ قرابت ہے، تو جب ہم اُن کے علاوہ کو برابر کی صورت پر لائیں گے تو اُس کی رجحت ہے.

رہا استحقاق کے معنیٰ کے ساتھ تو اگر اُس کے فرضِ انعقاد کے وقت وُہ مرجوح ہوگی اور آپؐ کے ساتھ قرابت کا ہونا تو دو دُوسرے احتمالوں پر اس کی تنبیہ ہے جو اِس کے ساتھ عامل کو پہنچا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی قرابت سے اِس میں داعی ہے اور پہلا مختار ہے جب کہ اس کے علاوہ ہے تو اُن کے برابر ہے یا اُن کی طرف راجح ہیں۔ اور جب اُن کے لئے بیعت مُنعقد ہوگئی تو اُس کے اختلاف کو وُسعت نہیں اس لئے اِس میں یہ امر جماعت سے علیحدگی اور تفریقِ کلمہ سے ہے اگر اُن کا اختلاف دُرست ہے تو اُن کے عدمِ اعتقاد پر دلالت کرتا ہے مگر حق کے متمکن ہو جانے سے اختلاف لازم ہوگا جب کہ اُن کا منصب اور دین میں اُن کا مرتبہ عظیم ظاہر ہے اور

اس میں اُن کی منہاج قائم ہے۔

ہم یہ نہیں کہتے کہ یہ اختلاف حق کے ساتھ اختلاف ہوگا جب کہ اہل حل و
عقد کے اجماع کے ساتھ امامت کا انعقاد ہوگیا۔ اور جنہوں نے بیعت سے
اختلاف کیا وُہ بہت بڑے اہل دعقد میں سے تھے، اس لئے ہم کہتے ہیں
جمہور اہل حل و عقد نے حضرت ابُوبکر صدیق کی بیعت کر لی تھی اور جب جمہور
نے اُن کی کاملیت اور اہلیت کی خصلتوں پر اس میں اجماع کر لیا تو وُہ مفضول
نہیں ہونگے اور ولایت کا انعقاد مشورے سے ہے تو باقی متعین پر بیعت
لازم ہے، جب کہ وُہ خلافت کے لئے اُن کی اہلیت کا اعتراف کرتے ہیں مگر
تمام بیعت کے لئے عدم انعقاد کی طرف یہ راستہ مقرر کرنا، خلل انداز ہونے اور
فساد پھیلانے کا راستہ ہے اور اس سے دین کا نظام کبھی قائم نہیں ہوسکتا۔

اس لئے تعین اوّل کے معنے باطل ہیں اور وُہ انہیں خلافت کے زیادہ
حقدار دیکھنا ہے اور اگر وُہ مفضول ہیں تو اُن کی ولایت منعقد نہ ہوگی اس
عذر کو رد کر دیا جائے گا اور بیعت نہ کرنے کی مدت تک اختلاف رکھنے
سے یہ لازم نہیں آتا کہ تقریرِ باطل پر انکار نہیں، کیونکہ ہم کہتے ہیں آپ کا خود
کو خلافت کا زیادہ مستحق دیکھنا پہلے تھا اور اُن سے وُہ امر پوشیدہ تھا جب
اُنہیں معلوم ہُوا کہ حضرت ابُوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ اس امر کے زیادہ
حقدار ہیں اور اس میں وُہ ہے جو رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان
ت ہے اور جب حضرت ابُوبکر کی ولایت پر جم غفیر کا اجماع ہُوا تو حضرت علیؑ
نے اُس وقت اپنی ذات کے حق میں اپنی نظر کو اہم قرار نہ دیا اور اُس کے اظہار
کی طرف جلدی سے نہ دیکھا اور نہ ہی اُس کے مقتضیٰ کا مطالبہ کیا یہاں تک کہ
اس سلسلہ میں سیر و نظر اور غور و فکر میں پُوری پوری کوشش فرمائی اور دیکھا

کہ یقیناً یہ امر دین کے عظیم واقعات سے ہے اور اس میں مُسلمانوں کے اجماعی کلمے کی
تفریق ہوگی، اور اس میں مبادیٔ نظر کیساتھ ریاست سے طبعی محبت اور خواہشات
اور حیلہ کے مال کے ساتھ قناعت نہیں اور نہ ہی اس میں موافقت دیکھی چنانچہ
آپ کے ذہن میں اپنا زیادہ مستحق ہونا مُرتسم ہُوا تھا اُس میں استحقاقِ امامت
اور اس پر امرِ خلافت کے ساتھ وجوبِ قیام کے تعین کے لئے زیادہ حقدار
ہونا ہوگا اور یہ غور و فکر کرنے سے پہلے بادیٔ نظر میں ہُوا ہوگا۔

کیونکہ اس میں سالک کا دو امروں سے اختلاف ورع اور احتیاط کی
سبیل پر ہے لہٰذا اُنکے نزدیک دونوں امروں میں اختلاف کی مدت کے دوران
پُوری کوشش کے ساتھ اجتہاد اور نظر کرنا تھا، پس اس میں اُن کیلئے مجتہد
کا اجر ہے پھر جب آپ پر حضرت ابُوبکر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا زیادہ حق دار
اور افضل ہونا اقتضاءِ افضیلت کے ذکر کیساتھ ظاہر ہوگیا اور اُن کی تقدیم کا
رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہونا واضح ہوگیا جس کا ہم نے دونوں
کی فضیلت میں ذکر کیا ہے تو نتیجۂ نظرِ قیّم اور حبرِ علیم سے یہ وافی اجتہاد ہے چنانچہ
اُنہوں نے جنابِ سیدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کی رحلت کے بعد حضرت
ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو بلا بھیجا اور اُن کی طرف عُذر پیش کیا، اسکے
ساتھ وُہ اُنہیں خلافت کے زیادہ حقدار دیکھ چکے تھے اور اس عبارت کا
سیاق واضح ہے چنانچہ اسکے ساتھ وُہ خیال زائل ہوگیا اور اُنہوں نے
حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیساتھ اپنی قرابت کے ذکر سے حضرت
ابُوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ پر حجت قائم نہ فرمائی۔

اِجتہاد سے

تو بیشک آپ عذر خواہ ہیں اور عذر خواہ لائق حجت نہیں، یقیناً اُن کا تخلف مُستند اظہار اور مُعتمد بیان کے لئے ہے مگر اُن کے تخلف کے ساتھ روافض کا تمسک کرنا اِس لئے ہے تاکہ گمان پیدا ہو کہ یہ بغیر اللہ تعالےٰ کی ہدایت اور اجتہاد و نظر کے خواہشات کی اِتباع کے لئے تھا حالانکہ اگر اجتہاد صحیح نہ ہو تو مجتہد معذور ہے اور اگر غلطی کرے تو جب بھی اجر پاتا ہے۔ واللہ اعلم

اور یہ تاویل اُسکے اعتقاد کو مزدری ہے اور اس کی طرف متعین کا لوٹنا ہے کیونکہ رضی اللہ عنہ، یعنی اُن سے اللہ راضی ہے؛ اور جب وُہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ حضرت ابُوبکر صدیق کی خلافت مع اُنکے زیادہ مُستحق ہونے کے ہے، تو بیعت سے اُن کا پیچھے رہنا اور جماعت سے الگ ہونا اور اطاعت میں داخل نہ ہونا حق سے اعراض قرار پائے گا اور حق کے بعد جو کچھ ہے وُہ گمراہی ہے مگر حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم اِس سے مُنزہ اور مبرا ہیں یا اِس کی صحت کا عقیدہ نہیں تو باطل پر اقرار ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ کا اُن سے راضی ہونا ہے،

اور آپ نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالےٰ عنہم کے فعل کا انکار نہیں کیا نہ اپنے قول کے ساتھ اور نہ اپنے فعل کے ساتھ باوجودیکہ آپ کے ساتھ قوت ایمانی شجاعت و بہادری اور مددگاروں کی کثرت تھی۔

علاوہ ازیں آپ کی کفایت کو رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی صاحبزادی سیدّہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ کے عم محترم حضرت عباسؓ اور بنی ہاشمؓ آپکی پُشت پر اُن کے مددگار تھے اور اِسکے ساتھ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے اُن کے لئے قواعد میں جن عقائد کی بنیاد رکھی تھی اور رسُول اللہ

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی موالات کے ساتھ اُنکی موالات آپؐ کی محبت کے ساتھ اُن کی محبت اور اُن کے ساتھ دوستی رکھنے والے اور دُشمنی رکھنے والے کے لئے آپؐ کی دُعا۔

یہ سب کچھ ہونے کے باوجود اُن سے اِس حال کا اقتضاء ظاہر نہیں جیسا کہ اپنی طاقت کے مطابق باطل کا انکار کرنا، پس اگر یہ خلافت باطل تھی تو اُس کی تقریر کے لئے باطل لازم ہے اور لازمی ہے کہ اِجماع باطل ہو تو ملزوم بھی ایسے ہی ہے۔

اور اُن کے سکوت کو تقیہ کا نام دینا جیسا کہ روافض کا باطل گمان عریق فی البطلان ہے پس یقیناً یہ اُن کی کمزوری کا اقتضاء کرتا ہے، بہرکیف! دین میں یا حال میں پہلا اجماع بھی باطل ہے اور دُوسرا بھی باطل ہے جیسا کہ ہم نے اِس وقت اُسے مقرر کیا۔

اس امر کی تائید حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی روایت سے ہوتی ہے جو اُن سے اِس ضمن حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی طرف اُنکی خلافت کے لئے عدم وعدہ کو متضمن ہے چنانچہ اِس فصل میں پیش ازیں اِس کا ذکر ہُوا جس میں ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا اگر میرے نزدیک رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا وعدۂ خلافت ہوتا تو بنی تیم بن مُرہ والوں اور عُمر بن خطاب رضی اللہ تعالےٰ عنہما کے حق میں دست بردار نہ ہوتا، اور وُہ دونوں منبر پر کھڑے ہوتے تو میں اُنہیں اپنے ہاتھ سے قتل کر دیتا خواہ میں اپنی اِس چادر کے سوا کچھ نہ پاتا۔ الحدیث۔

اور یہ اِس پر زبردست دلیل ہے کہ آپ کی خاموشی تقیہ نہ تھی کیونکہ آپ قیام خلافت کے لئے دُوسروں کے سوا خود کو مُستحق جاننے اور اِس کی طرف وعدے

کا بطلان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اگر میرے لئے حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تعین و عدہ ہوتا تو میں خلافت کے دوسرے مدعی کو قتل کر دیتا۔

ایسے ہی جب اُن پر تعین بغیر وعدے کے ہے اور اس کے تعین پر دونوں کے اشتراک میں الحاق اور جامع ہے، چنانچہ حضرت حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالے عنہم نے بعض رافضیوں کو کیا خوب فرمایا ہے۔

جیسا کہ تم کہتے ہو اگر امرِ خلافت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے لئے پسند فرمایا اور اپنے بعد لوگوں پر انہیں خلافت کے لئے کھڑا کیا ہے تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم لوگوں سے بڑے خطا وار ہیں کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس امر پر انہیں کھڑا کیا تھا انہوں نے اُسے چھوڑ دیا اور لوگوں سے معذرت طلب کر لی،

رافضی نے انہیں کہا! کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا جس کا میں مولا ہوں اُس کے علی مولا ہیں؟

مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاہُ

آپ نے فرمایا! خدا کی قسم اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امر خلافت و سلطنت کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے لئے مقرر فرمایا ہوتا تو کھول کر بیان فرماتے جیسا کہ! نماز، زکواۃ، حج اور روزوں کے لئے کھول کر بیان فرمایا ہے ایسے ہی آپ فرماتے اے لوگو! یہ میرے بعد تمہارے والی ہیں۔ ان کی بات سُننا اور ان کی اطاعت کرنا۔

اس روایت کو ابن السمان نے الموافق میں نقل کیا۔

سوال، اگر آپ کہیں کہ، انہوں نے فرمایا! تم نے سم ر استداد کیا ہے

اور اس کے ساتھ ہم پر یہ علامتی مُراد پیش کی ہے کہ یہ رائے میں اشتراک اور مشاورت و مراجعت کا حق ہے اور بیشک اُنکے علاوہ اُن کے انفراد کو ناپسند کرتے ہیں یا بدلہ لیتے ہیں اور اگر وُہ اُن کے ساتھ رائے میں اس پر اُن کی اِتباع کے لئے شریک ہوتے تو اس سیاق کو ذہن فوراً قبول کرتا ہے اور تم نے اِس میں لفظ کے ظاہر سے پھر جانے کا ذکر کیا ہے اور اس ذکر میں استبداد کا معنیٰ باقی نہیں؟

جواب! ہم کہتے ہیں لفظ کا متعین معنیٰ سے پھرنا ضروری ہے کیونکہ اگر ہم حق کو رائے میں اشتراک پر حمل کریں گے تو اُن کے حق میں لازم کے لئے ہے جو ہم نے محذور سے ذکر کیا، کیونکہ عدم مشاورت کے باوجود خلافت کی صحت کا اعتقاد رکھنا حق سے تخلف کو مُستلزم ہے، اور اگر یہ اعتقاد نہیں تو اُن کی وُہ تقریر باطل پر لازم آئے گا جو پہلے بیان ہوئی، پھر جم غفیر کے اجماع کے بعد کسی کا بیعت سے پیچھے رہنا سوائے مُقتضی کے جائز نہیں اور مفضول کے لئے صحتِ خلافت نہ دیکھنے کے وقت اپنے علاوہ کو زیادہ حقدار دیکھنا ہے یا متعلق میں امامت کی شرائط نامکمل ہونا ہے، جب کہ یہ دونوں امر باطل ہیں، پہلے کے بارے میں پیش ازیں بیان ہو چُکا ہے اور دوسرے کو شرطِ اجماع کا فوت ہونا باطل قرار دیتا ہے اور وُہ یہاں اجماع کی نفی کرتا ہے۔

رہا رائے پر افضل کا وُجود؟ تو یہ ہمارے کلام کا مطلوب ہے اور یہ اُس کیلئے نہیں جو کہتا ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا سکوت اُنکے ساتھ وعدے کے خلاف نہیں، جب جماعت سے نہیں نکلے تو یہ وعدہ اُس چیز سے ہے جس کے ساتھ اجماع ہے۔

خلافت کا حق نہیں مشاورت کا حق تھا

درست بات یہ ہے کہ حق کو مشاورت پر حمل کیا جائے اور اس کی تائید

حضرت موسیٰ بن عقبیٰ کی حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے بیان کردہ اِس روایت سے ہوتی ہے کہ انہیں اُن پر مشورہ کے امر کی ناراضگی تھی جیساکہ عام بیعت کے آخر میں بیان ہُوا، اِس لئے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کبار اہلِ حل و عقد سے تھے اور آپ جیسا شخص اِس سے خاموشی پر قناعت نہیں کرتا، اور یہ امر آپ کے حال سے ظاہر ہے کہ انہوں نے شروع میں بیعت سے تخلف کیا تھا جس کا ہم نے ذکر کیا ہے۔

رہا آپ کا یہ سوال کہ یہاں ایسی کوئی چیز نہیں جس سے عدم مشاورت سے ناپسندیدگی ثابت ہو اور نہ ہی یہ درست ہے کہ استبداد عُرف میں مشورے کی شراکت کے معنوں میں مستعمل ہے؟ تو اِس کے لئے پہلے بیان کی طرف توجہ دیں جس کا ہم نے اعتراضات کے سلسلہ میں ذکر کیا اور جو امر اِس پر درست نہیں تو وہ دوسرے سے زبردستی کسی چیز سے چھین لینے کے معنیٰ میں ہوگا، اور ناقم علیہ یعنی اِس امر کو ناپسند کرنا یا اُس کا بدلہ لینا تو اِس کی اصل عذرِ اشتراک کیلئے حیاز یعنی جمع ہونا ہے۔

حضرت علی کا کلام یہ ہوتا

خلافت کے ساتھ تعین امامت کی مُراد پر ہماری دلیل اشتراک کو قبول نہیں کرے گی تو اُن پر نقم کی اصل "حیازۃ" ہوگی اور حق سے مُراد حقِ خلافت ہوگا جس کے ہم مقرّ ہیں؟ اگر کہا جائے کہ خلافت سے میراث مُراد لینا ناجائز نہیں اور حق وارث کا حق ہے تو صُورتِ کلام یہ ہوتی کہ ہم خیال کرتے ہیں کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ترکہ کے حقدار ہم ہیں اور آپ ہم سے روکتے ہیں اور اِس پر اصرار کرتے ہیں لہٰذا آپ کی خلافت درست نہیں اِس لئے ہم نے

آپ کی بیعت سے تخلف کیا ہے۔

حق وراثت کی نفی

اس پر میراث کی نفی اور اُن کی محبت صلہ کے ساتھ حضرت ابُوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جواب دلالت کرتا ہے مگر جب جواب درست ہے تو ضروری ہے کہ اس کا معنیٰ اِس فصیح کلام کو سُننے سے بچانے کی طرف لوٹے، جبکہ وہ افصح العرب تھے اور جو آپ فرماتے تھے لوگ جانتے تھے۔

اور جو کسی چیز کے سوال سے دُوسری چیز کا جواب دیتا ہے اس کے کلام میں تنظیم نہ ہوگی سوائے اسکے کہ دونوں باتوں کے درمیان ربط ہو۔

جیساکہ کسی نے کہا زید کا کیا حال ہے؟ تو جواب یہ دیا عمرو کا حال اچھا ہے تو کیا عمرو کے حال کو زید کے حال پر محمُول کرنا جائز ہوگا؟ جبکہ جائز نہیں ہوگا جیسا کہ صُورت میں جائز نہیں۔

ہم کہتے ہیں صُورتِ حال اور سیاقِ مقال دونوں ہی اِس کے خلاف ہیں، کیونکہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے بیعت سے پیچھے رہنے کا عُذر پیش کرتے ہُوئے فرمایا ہے۔

اُے ابابکر ہمیں آپ کی فضیلت کے انکار اور اللہ تعالیٰ کے ہاں آپ کی خیر کی نفاست نے آپ کی بیعت سے نہیں روکا مگر ہمارا خیال تھا کہ امرِ خلافت ہمارے لئے ہے۔ الحدیث

وراثت کا جھگڑا نہیں

اِس حدیث میں میراث کا تذکرہ نہیں اور اِس لفظ کو سنتے ہی فوراً

ذہن میں آتا ہے کہ اس سے مُراد خلافت کے سوا کوئی چیز نہیں، اور حضرت ابُوبکرؓ کا جواب دُوسرے کلام پر محمُول ہوگا جسے راوی نے چھوڑ دیا ہے چنانچہ جب اُنہوں نے اپنی بات ختم کی تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا! ہم دیکھتے تھے کہ یہ امر ہمارا حق ہے اور میراث کے ذِکر سے اعراض کیا پھر مبایعت سے مُعذرخواہی کی تو حضرت ابُوبکرؓ جواب سے مُستغنی ہو گئے، کیونکہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا یہ ارشاد کہ، ہم دیکھتے تھے، پہلے دیکھنے کا مُقتضی ہے پھر آپ نے اِس خیال کو منقطع کر دیا اور اُس وقت آپ دُوسری چیز دیکھ رہے تھے، اُن کے لفظ کے سیاق سے یہی مفہوم ہوتا ہے اور حضرت ابُوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا ،، فما عسی ،، کہنا اُن کی تبدیلئ نگاہ اور بیعت قبول کرنے اور اِس میں حق کو دیکھنے پر دلالت کرتا ہے۔

پس حضرت ابُوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ فصلِ بیعت اور فصلِ میراث کے جواب کی طرف عدل سے مُستغنی ہیں کیونکہ اِس مجلس میں میراث کا ذِکر نہیں چلا سوائے اِس کے کہ یہ ذکر پہلے کا ہے جس پر بہُت سی احادیث دلالت کرتی ہیں کہ، حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا نے اپنی میراث طلب کی تھی۔

اب جب کہ اس مجلس کا انعقاد ہی ظاہری صُورتِ وحشت کا ازالہ تھا، اور اُس امر میں داخل ہونا تھا جس میں مُسلمانوں کی جماعت داخل ہوچکی تھی اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے خود اِس میں عُذر پیش کیا جسے حضرت ابُوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے قبول فرمالیا تو پھر مُعتذر کا ذِکرِ میراث چھیڑنا وہم ہے اور انصاف پر قسم کھانے والے کی نفی کرتا ہے اِس کے برعکس میراث کا وُہ جھگڑا اِس پر حُجت ہے جو حدیث میں مذکور ہے، اور اِس بیعت

کا مقصد باقی وحشت کو دُور کرنا تھا چنانچہ اُس کا کوئی اثر باقی نہ رہا۔

ہم کہتے ہیں کہ حدیث کے معنی اِس پر محمول ہونگے تو اِس کا حاصل وُہ مرجع ہوگا جس کی طرف حضرت علی کا رجُوع ہے کہ اُن کا گمان تھا! خلافت اُن کا حق ہے یا بمعنی مطلق حق یا زیادہ حقدار کے معنوں میں ہے۔

رہا! میراث اور مشاورت میں تو بیعت سے اُن کا یہ تخلف اُس کے عدمِ اِنفصال پر مُرتب ہوگا، پھر اُن کے لئے یہ اس کے خلاف کے لئے ہے، اور اُنہوں نے اعتذار فرما کر حق کے لئے مراجعت فرمائی اور اُس بیعت میں داخل ہو گئے جس میں جماعت داخل تھی اور جس کے ہم مُعترِف ہیں۔

اور یہ سب مُطلوب کو فاسد کرنے والی طویل بحث ہے جس سے تمہید میں جو بیان ہُوا وُہ زیادہ بہتر اور اُن کی شان کے لائق ہے اور اِس وجہ پر حدیث کو محمُول کرنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے حق میں خلل نہیں ڈالتا اور نہ ہی دُوسروں کے حق میں مُخل ہوتا ہے، اور تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے اِسکی توفیق دی اور ہم اُن لوگوں میں نعوذ وغوص کرنے والے بدبخت نہیں جو اُن میں سے کسی ایک کے ساتھ بُغض و نفرت اور وحشت کے مستوجب ہوں اور ہم اُنکی محبت و حمایت کیساتھ سعادت مند ہیں اور اللہ تبارک و تعالےٰ سے اُنکے ساتھ قیامت کے دن اِن تمام نعمتوں اور اُن کے زُمرہ میں ہونے کا سوال کرتے جیسا کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا! اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ ،، یعنی تو اُسکے ساتھ ہوگا جس سے تو محبت کرتا ہے۔ آمین آمین۔

حضرت علی کا پیغام کیا ہوگا

اگر کہیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے حضرت ابُوبکر صدیقؓ کی طرف

کس مفہوم کا پیغام بھیجا تھا ہمارے اس وہم کو دُور کرنے کی کوشش کریں اور حق کی وضاحت کریں؟

ہم کہتے ہیں! اُنہوں نے اُن کی طرف اپنی بلندی اور عظمت کا پیغام نہیں بھیجا تھا خدا کی قسم نہیں اور نہ ہی یہ اعتقاد جائز ہے، اور یہ اعتقاد کیسے ہو جب کہ وُہ اُن کی بیعت اور اُن کی اتباع کرتے ہیں، اور یقیناً یہ اُن کے اقتضاءِ حال کے معنیٰ کے ساتھ ہے اور وُہ عوام کے درمیان ظاہری صورت پر عتاب واقع ہونے کے ڈر سے اسکے ساتھ ان کی دوستی کی طلب ہے. بسا اوقات باطل کو مٹانے سے اعتراض واقع ہونا یا غرضمند سے تعرض کرنا تو یہ کثر اللغط ہے اور آواز کی بلندی ابتداءِ عُذر پر وافر نہیں اس لئے کہا کہ ہم نے حتی الامکان مُتوقع نزاع کو تیرے لئے دُور کر دیا ہے، اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کسی دُوسرے مکان کے برعکس اپنے گھر کے خلوت کدہ میں بہتر تھے.

اس لئے اُنہوں نے پیغام بھیج کر حضرت ابُوبکر کو اپنے پاس بلا لیا. چنانچہ جو اسکے خلاف اعتقاد رکھتا وُہ حق سے اعراض کرنے والا اور باطل کی طرف مائل بلکہ بغیر سوچے سمجھے باطل میں داخل ہے.

اگر کہا جائے کہ پہلی حدیث میں اس امر پر دلالت ہوتی ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا بیعت سے تخلف اُس حلف کی بنا پر تھا کہ میں جب تک قرآن مجید کو جمع نہ کر لوں سوائے نماز کے چادر نہیں اوڑھوں گا، اور اس میں اُس حدیث کے ساتھ تضاد ظاہر ہے جس میں ہے کہ میں نے اس لئے بیعت میں تاخیر کی کہ میں خود کو خلافت کا حق دار دیکھتا تھا تو ان دونوں حدیثوں کو کیسے جمع کیا جائے؟ یا واجب مُتعیّن سے تخلّف کرنے کے عذر میں یہ حلف کیسا ہے؟ اور اس حلف کا توڑنا واجب ہے جسکی نظیر صلوات واجبہ پر حلف سے ہے؟

ہم کہتے ہیں اس حدیث کی صحت پر اتفاق ہے اور یہ حدیث اول کی معارض نہیں اگر تمام احادیث صحیح ہوں تو جمع ممکن ہے. اس لئے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا بیعت سے امتناع و تخلف پہلے ہے جس کا ہم نے ذکر کیا پھر اُنہیں قرآن جمع کرنے کی سُوجھ گئی اور یہ مُہلتِ نظر ہے جس کا پہلے بیان ہُوا.

چنانچہ آپ نے پہلے قسم کھائی پھر حضرت ابُوبکرؓ کو پیغام بھیجا پھر اُنکی مُلاقات حضرت عمرؓ یا اُن کے فرستادہ سے ہُوئی پھر آپ پر حضرت ابُوبکر کا زیادہ حقدار ہونا ظاہر ہو گیا تو اُنہیں اپنے تخلف کی معذرت کا پیغام بھیجا اور اُن کی خلافت کو تسلیم کرتے ہُوئے اُن کی اطاعت و اتباع کی، اُن کا اقتضاءِ نظر اور حضرت ابُوبکر کی خلافت سے عدم ناپسندیدگی اور معذرت دلالت کرتے ہیں کہ اس قدر اطاعت و انقیاد اور مُسلمانوں کی جماعت میں داخل ہونا کافی ہے. اور آپ نے وُسعتِ خشیت کے باوجود نقضِ حلف کو نہ دیکھا اور لوگوں سے التباس و اختلاط کے وقت اپنے عزم کو نیفک اور اپنی نظر کو منقسم رکھا چنانچہ حضرت ابُوبکرؓ کے سامنے اظہارِ معذرت کے لئے کھڑے ہو گئے.

چُونکہ آپ نے قسم کے عُذر کو دیکھ لیا تھا جو زیادہ مُستحق کو دیکھنے پر باقی نہ رہتی چنانچہ اپنے امر سے فارغ ہوتے ہی قسم کا عقدہ حل کیا اور اُس کے ڈر سے مامُون ہو گئے جو اُن کے سامنے گُذر گیا تھا تو حضرت ابُوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پیغام بھیج دیا.

ہم یہ امر حال و قال کی قیدوں کے درمیان جمع اور ظاہری صُورت سے پیدا ہونے والے گمان کی نفی کے لئے اور اہلِ ہوا کی گفتگو قطع کرنے کے لئے لائے ہیں حالانکہ پہلا بیان اُس کے لئے کافی تھا.

پس جب حضرت ابُوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُن کے پاس تشریف لائے تو امتناع

اول کے باطل ہونے پر اُس کے لئے عُذر کی ابتداء کی کیونکہ اِس سے قبل اُن کا اِس امر سے اعتذار نہ تھا اور آپ اپنے ساتھیوں میں اِس عذر سے خاموش تھے، کیونکہ اُن کا اِس سے عُذر قسم کے ساتھ تھا تو اس کے اعادہ کی ضرورت نہیں اور اول کی طرف سے اُن کا عُذر گفتگو میں آپ کی تقریر سے پہلے نہیں، جیسا کہ آپ نے فرمایا ہم دیکھتے تھے کہ خلافت ہمارا حق ہے، اور اِس معنیٰ کا مفہوم پھر ہم پر اپنے علاوہ آپ کا زیادہ مُستحق ہونا واضح ہوگیا اور یہ دیکھنا زائل ہوگیا، جب وہ مقرر ہے تو ہم کہتے ہیں کہ جب دار الامر کے درمیان ہے تو پہلی رویت پیغام بھیجنے کے وقت تک باقی تھی یا منقطع ہوگئی؟

بہرکیف! عُذرِ تخلف میں جو پہلی حدیث بیان ہوئی وہ دوسری پر محمول ہوگئی چنانچہ دونوں حدیثوں کے درمیان حسب امکان اجتماع ہوگیا اور اگر جمع ممکن نہ ہو تو دونوں میں سے ایک کو ساقط کرنا بہتر ہوگا،

حضرت زبیرؓ کی بیعت

حضرت ابی سعید خُدری رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضؓ نے حضرت علی ابن ابی طالبؓ کو فرمایا! کیا آپ جانتے ہیں کہ میں اس امر میں آپ سے پہلے ہوں؟

آپ نے فرمایا! اے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے خلیفہ آپ نے سچ فرمایا ہے اپنا ہاتھ بڑھائیں تاکہ میں آپ کی بیعت کروں، پھر حضرت زبیرؓ تشریف لائے تو حضرت ابُوبکرؓ نے فرمایا! کیا آپ جانتے ہیں کہ میں آپ سے پہلے ہوں؟

حضرت زبیرؓ نے کہا! اپنا ہاتھ بڑھائیں تاکہ میں بیعت کروں،

اِس روایت کی تخریج صاحب فضائل نے کی اور کہا یہ حدیث حسن ہے

ہم بیعت نہیں توڑیں گے

۱ حضرت زید بن اسلم سے روایت ہے کہ حضرت عمر فاروقؓ حضرت ابُوبکر صدیقؓ کی خدمت میں حاضر ہُوئے تو اُنہوں نے اپنی زبان کا کنارا پکڑ کر فرمایا یہ مجھ پر موارد کو وارد کرتی ہے، پھر فرمایا! اے عمرؓ مجھے آپ لوگوں کی امارت کی ضرورت نہیں،

حضرت عُمر فاروق نے عرض کی خدا کی قسم ہم آپ کی بیعت نہیں توڑیں گے

"خرجہ، حمزہ بن حارث۔

۲ ابی حجاف سے روایت ہے کہ حضرت ابُوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے بیعت لی تو اپنے ساتھیوں کو تین مرتبہ کھڑے ہو کر فرمایا! اے لوگو! کیا تم بیعت توڑ دو گے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم لوگوں کی پہلی صف میں تھے اُنہوں نے کھڑے ہو کر فرمایا! خُدا کی قسم! ہم آپ کی بیعت نہیں توڑیں گے آپ کو رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مقدم کیا ہے تو آپ کو مُؤخر کون کرسکتا ہے،

اِس روایت کی تخریج ابن سمان نے الموافق میں کی ہے،

۳ انہی سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ تین روز لوگوں کے پاس تشریف لاتے رہے اور ہر روز فرماتے تھے تم میری بیعت سے نکل کر جس کی چاہو بیعت کرلو،

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے کھڑے ہو کر فرمایا! نہیں خدا کی قسم! آپ کی بیعت فسخ نہیں ہوگی آپ کو رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مقدم کیا ہے تو آپ کو مُؤخر کون کرسکتا ہے۔

اس روایت کو حافظ سلفی نے مشائخ بغدادیہ میں اور ابن سمان نے الموافق میں نقل کیا ہے اور یہ ابن مجاف یا داؤد بن عوف برجمی تیمی ہیں جن کے سوا لا کوفی ہیں اور ایک سے زیادہ تابعین سے ثقہ راوی ہے اور یہ دو طریقوں سے مرسل حدیث ہے۔

۴ حضرت امام جعفر صادق اپنے باپ حضرت امام محمد باقر سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ ہوئے تو لوگوں کو سات روز تک اختیار کیا یعنی ان کے پاس سات دن آتے رہے، جب ساتویں روز آئے تو حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم نے ان کے پاس آکر فرمایا آپ کی بیعت فسخ نہیں کی جائے گی، اگر ہم آپ کو اس کا اہل نہ دیکھتے تو ہم آپ کی بیعت نہ کرتے۔

اس روایت کی تخریج ابن السمان نے الموافق میں کی۔

۵ حضرت سوید بن غفلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے لوگوں سے بیعت لی تو کھڑے ہو کر لوگوں کو خطاب کیا اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کے بعد فرمایا! اے لوگو اللہ تعالےٰ کے ڈر سے میری بیعت پر کون شخص نادم ہے؟ اس پر دو اشخاص کھڑے ہوئے تو حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالےٰ عنہ تلوار لے کر ان کے قریب ہوئے اور ایک کو منبر کی دہلیز پر گرا دیا۔ اور دوسرے کو سنگریزوں پر گرا کر فرمایا، خدا کی قسم آپ کی بیعت نہیں توڑی جائے گی، آپؓ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مقدم کیا ہے، تو وہ کون ہے جو آپ کو مؤخر کرے۔

اس روایت کی تخریج فضائل ابوبکر میں کی، اور کہا اس مفہوم میں مستند حدیث روایت کی گئی ہے۔ اور سوید بن غفلہؓ نے دور جاہلیت کو دیکھا ہے اور

حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات پاک میں اسلام قبول کیا۔

۶ حضرت حسن بصریؒ سے روایت ہے کہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں سے بیعت لی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقام قیام سے دوسری جگہ پر کھڑے ہو کر فرمایا اے لوگو! میں بوڑھا شخص ہوں لہٰذا آپ خود پر ایسے شخص کو عامل بنائیں جو اس امر پر مجھ سے زیادہ طاقتور ہو اور اس کی زیادہ حفاظت کرنے والا ہو۔

لوگوں نے ہنس کر کہا آپ مواطن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھی ہیں اور امر خلافت کے زیادہ حقدار ہیں۔

آپ نے فرمایا اگر تم انکار کرتے تو میری اطاعت کرنے اور مجھے بوجھ اٹھوانے سے اچھے تھے۔

اور آپ جانتے ہیں کہ میں ایک بشر ہوں اور میرے ساتھ شیطان ہے جب تم مجھے ناراض دیکھو تو مجھ سے الگ ہو جاؤ میں تمہارے اشعار و ابشار میں موثر نہیں ہیں سیدھا رہوں تو میری اطاعت کرو جب مجھے ٹیڑھا دیکھو تو میرا محاسبہ کرو۔

اس روایت کی تخریج حمزہ بن حارث نے کی اور ابن السمان نے اسے الموافق میں نقل کیا۔

مجھے سیدھا کردو

حضرت حسن بصریؒ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منبر شریف پر خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے تو ہچکیوں سے ان کے گلے میں پھندا لگا ہوا تھا چنانچہ آپ نے روتے ہوئے

اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کی اور فرمایا! اے لوگو! اگر تم میں بہتر شخص ہے تو میں اس جگہ کو چھوڑ رہا ہوں۔

حضرت حسنؒ کہتے ہیں خدا کی قسم بغیر مدافعت کے وہ اُن میں بہتر شخص تھے لیکن مسلمان ہمیشہ اپنے نفس کو توڑتا ہے۔

پھر اُنھوں نے فرمایا! اگر میں کچھ وقت دیکھوں گا تو تم میں سے کسی کو یہ امر سپرد کر دوں گا،

حضرت حسنؒ کہتے ہیں خدا کی قسم آپ سچے تھے۔

پھر آپ نے فرمایا! اگر آپ مجھ سے وہ چیز لینا چاہیں جسے اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے وحی سے قائم فرمایا تھا وہ میرے پاس نہیں ہیں آپ لوگوں میں سے ایک فرد کے سوا نہیں ہوں پس اگر مجھے راستی پر دیکھو تو میری اطاعت کرو اور جب ٹیڑھا دیکھو تو سیدھا کر دو۔

" خرجہ، ابو القاسم بن بشران ،

امیر نہ بننا

رافع طائی سے روایت ہے کہ میں غزوات میں حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ساتھی تھا، میں نے عرض کی مجھے وصیت فرمائیں جو مجھ پر طویل نہ ہو،

آپ نے فرمایا! اللہ تجھ پر رحم فرمائے، اللہ تجھ پر رحم فرمائے، اللہ تجھ پر برکت فرمائے، اللہ تجھ پر برکت فرمائے، نماز مکتوبہ قائم کرنا اور وقت پر ادا کرنا اپنے مال سے زکواۃ ادا کرنا وہ تیرے لئے پاک ہو جائے گا رمضان شریف کے روزے رکھنا اور بیت اللہ شریف کا حج کرنا اور امیر نہ ہونا۔

میں نے کہا! میرے خیال میں آپ کے اُمراء اس وقت آپکے بہتر لوگ ہیں؟

آپ نے فرمایا! ان دنوں یہ امارت کم ہے اور جلد ہی زیادہ ہو جائے گی یہاں تک کہ اُن لوگوں کے پاس پہنچ جائے گی جو اس کے اہل نہیں، اور امیر کے لئے طویل حساب اور شدید عذاب ہے جبکہ جو امیر نہیں اُس کا حساب آسان اور عذاب ہلکا ہے،

کیونکہ اُمراء مومنوں کے ظلم سے قریب ہیں اور جو مومنوں پر ظلم کرے تو بیشک وہ اللہ تعالیٰ کے عہد کو توڑتا ہے، مومن اللہ کے پڑوسی اور اللہ کی پناہ میں ہیں۔

خدا کی قسم اگر تم میں سے کسی کے گھر میں بکری یا اونٹ اُسکی پناہ میں رہتے ہوں تو اگر اُن پر کوئی مشکل آ جائے تو وہ کہتا ہے یہ بکری میری پناہ میں ہے اور یہ اونٹ میرا ہمسایہ ہے،

تو اللہ تبارک وتعالیٰ اس کا زیادہ حقدار ہے کہ اپنے پڑوسی کے لئے ناراض ہو، اور اسکے بعد اُن سے پوچھا اُن کی بیعت سے پہلے اس امر کا متولی نہیں؟ تو اُنھوں نے اُس امر سے بات کی جس کے ساتھ انصار سے گفتگو کی تھی۔ جو اُنہیں انصار نے کہا تھا اور جو انصار کو عمر بن خطاب نے کہا تھا اور وہ بیان کیا جو اُنکی امامت کے بارے میں حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ نے اپنے مرض کے دوران فرمایا تھا۔

پھر فرمایا! میں نے اس لئے اُنکی بیعت لی اور پہلے ہم اُن میں سے تھے اور اُس فتنے کے ہونے سے خوفزدہ تھے جو اسکے بعد مرتدین کا ہُوا،

اس روایت کی تخریج ابوذر ہروی نے اپنی مستدرک علی الصحیح میں کی اور حسن بصری سے روایت ہے کہ حضرت ابو بکرؓ نے خطبے میں ارشاد فرمایا!

اما بعد! میں اس امر کا ولی ہوں خدا کی قسم اگر تم میں سے کوئی اس کی مجھ سے کفایت کرتا تو یہ بوجھ نہ اٹھاتا، " خرجہ فی فضائلہ۔

خُطبہ خلافت

حضرت عروہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابُوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے خُطبے میں اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا۔ کے بعد فرمایا! امابعد! میں آپ لوگوں کے امر کا ولی ہُوں اور تم سے بہتر نہیں ہُوں ولیکن وُہ جو اللہ تبارک وتعالےٰ نے نازل فرمایا اور رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سُنت ہے اور جو مجھے سکھایا گیا اُسکا مجھے علم ہے اور اے لوگو! آپ جان لیں۔

دانائی کی دانائی تقویٰ یا ہدایت ہے اور عاجزی کی عاجزی فجور ہے اگر آپ طاقتور ہیں تو میرے نزدیک کمزور ہیں یہاں تک کہ میں اُسے اُس کا حق دلاؤں اور اگر آپ کمزور ہیں تو میرے نزدیک طاقتور ہیں یہاں تک کہ میں اُس سے حق لُوں، اے لوگو! بیشک ہم مُتبع ہیں اور مُبتدع نہیں پس میرا قول اچھا ہو تو میری مدد کرو اگر میں ٹیڑھا ہو جاؤں تو مجھے سیدھا کردیں اپنی یہ بات کہتا ہُوں اللہ تعالیٰ میری اور آپ کی مغفرت فرمائے۔

اِس روایت کی تخریج صاحب فضائل نے کی۔

حضرت قیس بن ابی حازمؓ سے روایت ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے وصال پاک کے بعد والے مہینہ میں آپکے خلیفہ حضرت ابُوبکرؓ کے پاس بیٹھا ہُوا تھا، پس اُن کے قصہ کا ذکر تھا کہ لوگوں کو نمازِ جامعہ کے لئے بلایا گیا اور یہ مُسلمانوں کی پہلی نماز تھی جس میں صلواۃ جامعہ کے لئے بلایا گیا۔ پس لوگ جمع ہو گئے تو وُہ کسی چیز کے منبر پر چڑھے جو اُن کے لئے بنایا گیا تھا جس پر وُہ خطبہ دیتے تھے پھر اُنہوں نے اللہ تعالےٰ کی حمد وثنا۔ بیان کرنے کے بعد فرمایا! اے لوگو! اگر میرے علاوہ کوئی اس امر میں کفایت کرتا اگر تم

مجھ سے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سُنت یعنی وحی کی مشورت میں لینا چاہو تو مجھ میں اِسکی طاقت نہیں کیونکہ وُہ شیطان سے معصُوم کے لئے ہے اور اُس کے لئے ہے جس پر آسمان سے وحی نازل ہو۔

اِس روایت کی تخریج امام احمد بن حنبل نے کی اور اِس مفہوم کی حدیث حمزہ بن حارث نے نقل کی جو استقامت کے ذکر میں پہلے بیان ہو چکی ہے۔

خلیفۂ رسول کی تنخواہ

۱ حمید بن ہلال سے روایت ہے کہ حضرت ابُوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسلمانوں کے امیر ہُوئے تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے کہا رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلیفہ کی کفالت کیلئے تنخواہ مقرر کریں۔

لوگوں نے کہا ہاں اُن کے گھر والوں کے وُہ اخراجات جو وُہ خلافت سے پہلے کرتے تھے پُورے کئے جائیں۔

اس روایت کی تخریج صاحب صفوت نے کی۔

۲ ابراہیم بن محمد بن سعید بن عباس سے روایت ہے کہ جب حضرت ابُوبکر صدیق خلیفہ ہوئے تو اُن کا سالانہ خرچ ایک سو پچاس دینار تھا اور ہر روز ایک بکری کے سری پائے اور کلیجی وغیرہ بیت المال سے لیتے جو اُن کے اہل وعیال کیلئے ناکافی ہوتے، کہتے ہیں کہ جب وُہ خلیفہ ہوئے تو اُنہوں نے اپنا ذاتی اثاثہ بیت المال میں داخل کر دیا اور بقیع کی طرف جاکر خرید و فروخت کرنے لگے۔

اسی اثناء میں حضرت عمر فاروق آئے تو عورتوں کو اُنکے انتظار میں بیٹھے دیکھا اُنھوں نے اُن کا مقصد پُوچھا تو اُنہوں نے کہا کہ ہم مسلمانوں کے امیر یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلیفہ کے پاس اپنا فیصلہ کرانے آئی تھیں، یہ سُن کر حضرت عمر آپکی تلاش میں نکلے تو اُنہیں بازار میں پایا، حضرت عمر نے اُنکا ہاتھ پکڑ کر کہا اِدھر تشریف لائیں۔

حضرت ابوبکر صدیق نے فرمایا مجھے تمہاری امارت کی ضرورت نہیں، تمہاری تنخواہ نہ میری کفایت کرتی ہے اور نہ میرے اہل وعیال کیلئے کافی ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے استفسار کیا آپ کیا چاہتے ہیں؟ حضرت

ابوبکر صدیق نے فرمایا! تین سو دینار سالانہ اور ہر روز ایک پُوری بکری، حضرت عمر نے کہا پھر آپ کاروبار نہیں کریں گے اِسی اثناء میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم تشریف لے آئے، جب اُنہوں نے یہ ماجرا سُنا تو فرمایا! یہ درست ہے اور ہم یہ کام کریں گے۔

حضرت ابُوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا آپ دونوں حضرات مہاجرین سے ہیں میں نہیں جانتا کہ باقی مہاجرین اسے پسند کریں گے یا نہیں؟ پھر حضرت ابُوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے اور منبر پر چڑھ کر لوگوں کے اجتماع سے فرمایا اے لوگو! میری سالانہ تنخواہ ایک سو پچاس دینار ہے اور ایک بکری کے سری پائے اور اُسکی کلیجی وغیرہ روزینہ اِس کے علاوہ ہے عمر فاروق اور علی مرتضیٰ نے کہا ہے کہ میں آپ لوگوں سے تین سو دینار سالانہ اور ایک بکری روزانہ گھریلو اخراجات کے لئے طلب کروں۔

مہاجرین کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے فرمایا خُدا کی قسم ہاں یہ دُرست ہے اور ہم اِس پر راضی ہیں، مسجد کے ایک گوشے سے ایک اعرابی نے کہا ہم اِس پر راضی نہیں خانہ بدوشوں کا حق کہاں ہے؟ حضرت ابُوبکرؓ نے فرمایا جب مہاجرین کسی چیز پر راضی ہو جائیں تو تم اُن کی اتباع کرو۔

اس روایت کی تخریج ابوحذیفہ اسحٰق بن بشر نے فتوح الشام میں کی

۳ آپ کے فضائل کی فصل میں آپ کی تواضع کے پہلو کا بیان ہوا اور کتاب اخبار المدینہ میں ابن نجار نے ذکر کیا کہ حضرت ابُوبکر صدیق کی سالانہ تنخواہ چھ ہزار درہم تھی۔

۴ اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ابُوبکر صدیقؓ خلیفہ ہوئے تو اُنہوں نے فرمایا! میری قوم جانتی ہے

کر لائیں اِدھر اُدھر سے کما کر لاؤں تو میرے اہل و عیال گذارے کی تنگی کا شکار نہیں ہونگے جب کہ میں مسلمانوں کے امر میں معروف رہتا ہوں اور آلِ ابی بکر اِس مال سے کھاتی ہے اور مسلمانوں کے لئے اِس میں میری کمائی ہے۔

" خرجہ، البخاری۔

تشریح اس سے ظاہر ہے کہ وُہ جس چیز سے کھاتے تھے اُس میں اُن کے اپنے مال کا بدلہ بھی تھا اور بیشک اُن کی بات میں ملامت نہیں، اور میں مسلمانوں کے امر میں معروف ہوں۔ برابر ہے کہ آپ کا اپنا مال ہو یا اُن کا اور یہ نہیں کہا کہ وُہ مسلمانوں کی امارت کا صلہ ہے کیونکہ مسلمانوں کے امر میں مشغولیت عموم کے تحت ہے۔ اور وُہ شغل جو اُن کے لئے کبھی دوسرے نے قائم کیا وُہ اِس سے اہم ہو شائد خود کما کر لانے کے شغل سے اُن کی مراد اِس میں اپنا تحفظ اور حقوق کی ادائیگی ہو لہٰذا اِس پر اُن کی وسیع کمائی کا اطلاق ہوگا اگرچہ کمائی کرنا اسکے علاوہ متعارف ہے۔

جسے خُدا عطا کرے

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال مبارک ہُوا تو ابُو قحافہ نے مکہ معظمہ میں یہ خبر سُن کر کہا آپؐ کے بعد حکومت کی عظیم ذمہ داری کون سنبھالے گا؟ لوگوں نے کہا آپ کا بیٹا، ابُو قحافہ نے کہا کیا اس پر بنی عبدِ مناف اور بنی مغیرہ رضامند ہو گئے؟ لوگوں نے کہا ہاں، حضرت ابو قحافہؓ نے کہا جسے اللہ تبارک وتعالیٰ عطا فرمائے اُسے کوئی روکنے والا نہیں اور جس سے اللہ تبارک وتعالےٰ روک لے اُسے کوئی دینے والا نہیں۔

حضرت ابُوبکر کا وصال کب ہُوا

سیرت نگاروں نے کہا ہے کہ حضرت ابُوبکر صدیق اللہ تعالےٰ عنہ ۲۲ ماہ جمادی الآخر ۱۳ھ پیر کے دن مغرب اور عشاء کے درمیان خالقِ حقیقی سے جا ملے۔

ابن اسحٰق نے کہا! آپ کا وصال ۲۱ جمادی الآخر جمعۃ المبارک کے روز ہُوا تھا یہ روایت ابو عمرو نے بیان کی اور پہلی روایت دُرست ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت ہے کہ جس روز حضرت ابُوبکر صدیقؓ کا انتقال ہُوا اُنہوں نے پُوچھا آج کونسا دِن ہے؟ ہم نے کہا، پیر کا دن ہے، اُنہوں نے فرمایا! رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال کس روز ہُوا تھا؟ ہم نے کہا پیر کے دِن، اُنہوں نے فرمایا! مجھے اُمید ہے کہ آج میرا آخری دن ہے کہا کہ اُن پر سُرخ کیچڑ سے رنگا ہُوا کپڑا تھا چنانچہ اُنہوں نے فرمایا میں فوت ہو جاؤں تو مجھے اِس چادر میں غُسل دے کر اِس کے ساتھ دو نئی چادریں اور ملا لینا اور تین کپڑوں میں میری تکفین کر دینا۔ ہم نے کہا کیا ہم تینوں ہی نئی چادریں آپ کے کفن میں استعمال کر لیں؟ اُنہوں نے فرمایا نہیں وُہ کپڑا میت کے جسم کا پانی وغیرہ سمیٹنے کے لئے ہے۔ پس آپ کا وصال پیر کو ہو گیا۔

" بخاری، مُسند احمد۔

کفن کی چادریں

یک روایت میں ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا! میرے باپ نے پُوچھا رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کفن کتنے کپڑوں

کا تھا؛ میں نے کہا تین سُوتی چادریں تھیں جن میں قمیص مبارک اور دستار
مبارک نہ تھی، یہ بات سُن کر میرے باپ نے اپنے بستر کی چادر کی طرف دیکھا جو
مرض کے دنوں میں اُن کے استعمال میں تھی اور اُس میں زعفران یا سُرخ مٹی
کا رنگ تھا اُنہوں نے چادر کو دیکھتے ہُوئے فرمایا مجھے اِس میں غسل دینا اور
دو چادریں مزید ملا لینا۔ بعد ازاں اُنہوں نے باقی حدیث بیان کی۔

ایک روایت میں ہے اُنہوں نے پُوچھا حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ
وآلہٖ وسلم کے کفن مبارک میں کتنے کپڑے تھے؛ ہم نے کہا تین، اُنہوں نے
فرمایا مجھے بھی تین کپڑوں کا کفن دینا اور اِس چادر کے ساتھ دو اور ملا لینا۔
پھر باقی حدیث بیان کرتے ہُوئے کہا کہ حضرت عائشہ صدیقہ نے فرمایا میں نے
پُوچھا اِس چادر میں؛ اُنہوں نے فرمایا؛ ہاں نیا کپڑا زندہ کے لئے ہے اور یہ
مہلت کیلئے ہے یعنی مُردے کے جسم کا پانی وغیرہ جذب کرنے کیلئے۔

حضرت قاسم بن محمد سے روایت ہے کہ حضرت اَبُوبکر صدیق کو سفید اور
گیروا رنگ کی چادروں کا کفن پہنایا گیا تھا۔

اِس روایت کی تخریج ابن ضحاک نے کی

غُسل کس نے دیا

جب حضرت اَبُوبکر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا وصالِ پاک ہوا تو اُنہیں اُنکی
زوجہ محترمہ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالےٰ عنہا نے غسل دیا اور
اُن کے بیٹے حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر نے اُن کے اُوپر پانی بہایا۔

اُنہیں کفن پہنانے کے بعد اُس چارپائی پر لٹا دیا گیا جس پر رسُول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم استراحت فرمایا کرتے تھے یہ چارپائی ساج کی لکڑی

کی تھی اور کھجور کے پتوں کے بان سے بنی ہُوئی تھی یہ چارپائی مبارک اُم المومنین
حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی میراث میں فروخت ہُوئی جسے معاویہ کے موالی
سے ایک شخص نے چار ہزار درہم میں خریدا اور لوگوں کیلئے تبرک مقرر کیا۔

نمازِ جنازہ کہاں پڑھی گئی

اَبُو محمد سے روایت ہے کہ وُہ مدینہ منورہ میں تھے کہ حضرت عمرؓ فاروق رضی
اللہ تعالےٰ عنہ نے حضرت اَبُوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نمازِ جنازہ منبر کے
پاس مسجد نبوی شریف میں پڑھائی اور اُن پر چار تکبیریں کہیں۔

تدفین کہاں ہُوئی

حضرت سعید بن مسیبؓ سے روایت ہے کہ جب پُوچھا گیا کہ حضرت ابوبکرؓ
کی نمازِ جنازہ کہاں پڑھائی گئی تو کہا؛ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی قبر اطہر
اور آپ کے منبر شریف کے درمیان، کہا آپ پر کتنی تکبیریں کہی گئیں؛ کہا چار اور
اُنہیں رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی قبر مبارک کے پہلو میں دفن کیا گیا اور
اُن کی لحد کو آپؐ کی لحد مبارک سے ملا دیا گیا جب کہ قبر مبارک میں اُنہیں حضرت
عمر حضرت عثمان حضرت طلحہ اور حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے
اُتارا، اور رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ حضرت عائشہ کے گھر میں
دفن کیا گیا۔

اِس روایت کو ابُوعمرو، صاحب صفوت اور ابن نجار وغیرہم نے بیان
کیا اور ابن نجار نے مزید کہا کہ حضرت اَبُوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے
آخری کلمات یہ تھے اے میرے پروردگار مجھے مسلمان فوت کرا اور نیکوکا

میں شامل فرما۔

انتقال کا سبب

۱ حضرت ابن عمر سے روایت ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی موت کا باعث اُن کے ہر وقت غمزدہ رہنے کا مرض تھا یہاں تک کہ اُن کا وصال ہو گیا۔

صفوت میں بیان کیا گیا ہے کہ آپ کا غم پوشیدہ تھا جو اندر ہی اندر آپ کو کھاتا رہا۔

۲ زبیر بن بکار سے روایت ہے کہ آپ غم واندوہ کی وجہ سے مسلسل کمزور اور لاغر ہوتے گئے اور یہی اُن کی موت کا باعث تھا۔

۳ اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا سے روایت ہے کہ مرض کے آغاز میں اُنہوں نے سردی کے دن میں غسل کر لیا تو اُنہیں پندرہ روز بخار آتا رہا اس صورت میں آپ نماز کیلئے نہ نکلتے اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ اُن کے حکم سے لوگوں کو نماز پڑھاتے لوگ اُن کے پاس آیا کرتے مگر اُن کی طبیعت دن بدن بوجھل ہوتی گئی اور آپ یہ آیت پڑھتے تھے۔

وَجَآءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ۖ ذٰلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيْدُ

اس روایت کی تخریج فضائلی اور صاحب فضائل نے اور صاحبِ الدرۃ الثمینہ فی اخبار المدینۃ ،، نے کی۔

لے قٓ آیت ۱

ایک سالہ زہر دیا گیا تھا

ابن شہاب نے کہا حضرت ابُو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس حلوے کا ہدیہ آیا تو اُسے آپ نے حضرت حارث بن کلدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ مل کر کھانا شروع کر دیا، حارث نے کہا اے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلیفہ کھانے سے ہاتھ اُٹھا لیں اس میں ایک سال کو اثر کرنے والا زہر ہے لہٰذا میں اور آپ ایک ہی دن فوت ہوں گے، آپ نے کھانے سے ہاتھ اُٹھا لیا تو وُہ دونوں مُسلسل بیمار رہنے لگے یہاں تک کہ ایک سال پُورا ہونے پر دونوں حضرات ایک ہی روز اللہ کو پیارے ہو گئے۔

الصفوت، فضائل ابُو بکر، در الثمینہ فی اخبار المدینہ،

جو چاہا سو کیا

صاحب در الثمینہ نے مزید بیان کیا کہ آپ پندرہ یوم بیمار رہے اور لوگوں کو فرمایا مجھے دیکھو۔ لوگوں نے کہا! آپ کو کیا ہے؟ آپ نے فرمایا! میں نے جو چاہا سو کیا، بعض نے کہا یہودیوں نے اُنہیں ارزہ میں زہر دیا تھا۔

ابی سفر سے روایت ہے کہ حضرت ابُو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیمار ہُوئے تو لوگوں نے آپ کے پاس آکر کہا کیا طبیب کو بلائیں جو آپ کو دیکھے؟ آپ نے فرمایا! میری طرف دیکھو! لوگوں نے کہا آپ کو کیا بات ہے؟ آپ نے فرمایا! میں نے جو چاہا سو کیا۔

واقدی، الاستعیاب ابو عمر، الصفوت، فوائد تمام رازی۔

عبد الرحمٰن بن عبد اللہ بن سابا ط سے روایت ہے کہ حضرت ابُو بکر نے

نے اپنے احتضار کے وقت حضرت عمر فاروق کو بلا کر فرمایا! اے عمر اللہ تعالیٰ سے
ڈر اور جان لے کہ اللہ تعالیٰ کے لئے دن کو کیا ہوا عمل رات کو قبول نہیں ہو گا
اور وہ نوافل کو بغیر فرائض کی ادائیگی کے قبول نہیں فرماتا اور انہیں قبول کرتا ہے
جن کے دونوں پلے بھاری ہوں قیامت کے دن انکا پلہ بھاری ہو گا جو دُنیا کے
گھر میں حق کی پیروی کرتے ہیں اور حق میزان کیلئے ہے اگر کسی کا پلا بھاری ہو گا
تو سوائے حق کے نہیں ہو گا۔ جن کے وزن ہلکے ہیں تو وزن سوائے باطل کی
اتباع کے ہلکے نہیں ہوتے اور حق میزان کے لئے ہے اور سوائے باطل کے
اس میں ہلکا وزن نہیں ہو گا،

اللہ تعالیٰ نے اہل جنت کا ذکر اُن کے نیک اعمال اور اُن کی برائیوں سے
تجاوز کرنے کے ساتھ کیا ہے جب اُن کا ذکر ہوتا ہے تو میں کہتا ہوں میں نہیں
ڈرتا اگر اُن کے ساتھ نہ ملا۔

اور اللہ تعالیٰ نے اہل جہنم کا ذکر بُرے اعمال کے ساتھ اُن پر نیکیاں لوٹانے
کے ساتھ فرمایا ہے تو جب اُن کا ذکر ہوتا ہے میں کہتا ہوں مجھے امید ہے کہ میں اُن
کے ساتھ نہیں ہوں گا بندے کیلئے ترغیب و ترہیب ہے نہ تو میں اللہ تعالیٰ
پر متمنی ہوں اور نہ اُس کی رحمت سے مایوس ہوں، تو میری وصیت کو یاد کرے
تجھے غائب اُمور سے موت سے زیادہ محبوب کوئی امر نہ ہو گا اور تو اس سے عاجز نہیں

الایمان بین الخوف والرجا

اِس روایت کی تخریج ابن ابی نجیح نے کی اور مزید کہا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ
تعالیٰ نے فرمایا! اگر میری وصیت کو یاد نہیں رکھے گا تو غائب اُمور سے تجھے
موت سے زیادہ کسی چیز سے نفرت نہیں ہو گی اور اِس قول کے بعد کہا اگر خفیف

ہے تو نرمی کی آیت کے ساتھ سختی کی آیت شامل کر کیونکہ مومن خوف و رجا کے
درمیان ہوتا ہے چنانچہ جب اہل جنت کا تذکرہ ہوتا ہے تو میں کہتا ہوں میں اُن
میں سے نہیں ہوں اور اُنکے نیک اعمال کا ذکر کرتا ہوں اور جب اہل جہنم کا
ذکر ہوتا ہے تو میں کہتا ہوں میں اُن میں سے نہیں اور اُنکے بُرے اعمال کا ذکر
کرتا ہوں کہ اگرچہ اُن کے پاس برائیاں ہیں مگر اللہ تعالیٰ اُن سے درگذر فرمائے
گا اور اگر اُن کے پاس نیکیاں ہیں تو اللہ عزوجل اُنہیں حبط کرے گا،

ٹھیک آدمی کو خلیفہ بنایا ہے

محمد بن سعد اپنی اسناد کے ساتھ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ
عنہ نے جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلیفہ بنانے کا عزم فرمایا تو صحابہ کرام
کی ایک جماعت اُنکی خدمت میں حاضر ہوئی اور ایک شخص نے کہا اللہ تبارک و
تعالیٰ آپ سے پُوچھے گا کہ آپ نے ہم پر حضرت عمر کو خلیفہ بنایا تھا اور آپ اُنکی
سختی کو دیکھ رہے ہیں۔

حضرت ابُوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میرے پاس بیٹھ جاؤ میں اللہ تعالیٰ
کے معاملہ میں تم سے نہیں ڈرتا اگر میں تمہارے امر میں زیادتی کروں تو خسارہ
اُٹھانے والا ہوں گا! الٰہی میں نے اُن پر ایسے شخص کو خلیفہ بنایا ہے جو مجھے تیرے
اہل سے بہتر معلوم ہوا میں تجھ سے تیرے پیچھے نہیں کہتا پھر آپ لیٹ گئے تو
حضرت عثمان بن عفان تشریف لائے تو آپ نے فرمایا لکھیں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
ابُوبکر کا دُنیا سے جاتے وقت اور قبر کے کنارے آخرت میں داخل ہوتے
وقت ایسے وقت میں آخری عہد ہے جب کافر ایمان لے آتا ہے فاجر یقین
کر لیتا اور کاذب تصدیق کرتا ہے میں اپنے بعد عمر بن خطاب کو خلیفہ بناتا

ہوں اِس کی بات سُنو اور اِس کی اطاعت کرو، بیشک میں اللہ تعالےٰ اور اُس کے رسول اور اُس کے دین کے اہل نہیں ہُوں اور میرا دین میرا نفس ہے اور تم مجھ سے بہتر ہو۔"

پس اگر عدل ہے تو یہ میرا گمان ہے اور مجھے اِس میں علم ہے اور اگر بدل ہے تو میرا ہر امر جو منع کیا اُس میں میرا ارادہ نیک ہے اور میں غیب کا علم نہیں جانتا ہُوں، اور جو ظلم کرتے ہیں عنقریب جان لیں گے یعنی پھرنے والے پھر جائیں گے والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

بہتر آدمی کو خلیفہ بنایا ہے

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ لوگوں نے حضرت ابُوبکر کے پاس آکر کہا آپ اپنے رب کے پاس جا رہے ہیں اور آپ نے ہم پر حضرت عمر کو حاکم بنایا ہے آپ اِس سلسلہ میں کیا فرماتے ہیں؟ آپ نے فرمایا میرے پاس بیٹھ جاؤ میں نے تم پر تمہارے بہتر آدمی کو خلیفہ بنایا ہے۔

۔ خرجہ، ابو معاویہ ۔

غُسل کی وصیت

۱ حضرت ابن ابی ملیکہ سے روایت ہے کہ حضرت ابُوبکر نے اپنے غسل کی وصیت حضرت اسماء بنت عمیس کے لئے کی تھی چنانچہ اُنہوں نے اُنہیں غسل دیا

۔ خرجہ، ابو عمر وصاحب الصفوۃ ۔

مائل نے اِس روایت کی تخریج کرتے ہُوئے مزید کہا کہ حضرت لے عنہا روزے سے تھیں مگر یہ درست نہیں کیونکہ روزہ دن

کے وقت ہوتا ہے جب کہ صحیح تر یہ امر ہے کہ حضرت ابُوبکر کا وصال رات کے وقت ہُوا اور رات ہی کو اُنہیں دفن کر دیا گیا اگرچہ بعض نے کہا ہے کہ آپ کا انتقال دن کے وقت ہُوا اور دن کے آخری وقت میں اُنہیں دفن کیا گیا مگر زیادہ مشہور پہلی روایت ہے۔

محبوب کی قربت محبوب ہے

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا سے روایت ہے کہ جب حضرت ابُوبکر کا وقت احتضار آیا تو اُنہوں نے فرمایا آج کون سا دن ہے؟ لوگوں نے کہا پیر کا دن ہے۔ آپ نے فرمایا اگر میں رات کو انتقال کر جاؤں تو کل صبح کا انتظار نہ کرنا اِس لئے کہ مجھے دِنوں اور راتوں سے زیادہ محبوب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی قُربت ہے۔

اس روایت کی تخریج امام احمد بن حنبل نے کی اور صاحب صفوت نے کہا اُنہوں نے وصیت فرمائی تھی کہ مجھے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پہلو میں آپ کی قبر انور اور منبر شریف کے درمیان دفن کرنا۔

حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ابُوبکر نے مجھ سے وعدہ لیا کہ فلاں شخص منافق ہے وُہ میری قبر میں نہ اُترے۔

۔ خرجہ، ابن الضحاک ۔

حضرت ابُوبکر کی عُمر کتنی تھی

حضرت ابُوبکرؓ کی عُمر شریف کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے زیادہ مشہور اور کثیر اقوال کے مطابق آپ کی عُمر مبارک تریسٹھ سال تھی اور اُنکی

خلافت کی مدت شامل کرنے سے اُنکی عمر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمرِ مبارک کے مطابق ہو جاتی ہے۔

پیش ازیں ہجرت کے آخر میں بیان کردہ روایت اِسکے خلاف پر دلالت کرتی ہے اور یہ روایت درست تر ہے۔ طائی نے اربعین میں بیان کیا کہ حضرت ابوبکرؓ عام الفیل سے دو سال کچھ دن کم چار ماہ بعد پیدا ہوئے اور اُنکی مدتِ خلافت دو سال دو ماہ پچیس دن اور بعض کے نزدیک دو سال تین ماہ سات دن ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ حضرت ابوبکرؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال مبارک کے دو سال تین ماہ بارہ روز بعد رحلت فرمائی، اُنکے علاوہ بعض نے دو سال تین ماہ دس روز بتائے اور ابُوعمر وغیرہ کے نزدیک دو سال تین ماہ بیس روز کی مدت ہے۔

ابُو قحافہ زندہ تھے

ابن بخار نے اخبار المدینہ میں حکایت بیان کی کہ جب حضرت ابوبکر صدیقؓ کا انتقال ہوا اُس وقت اُنکے والد حضرت ابو قحافہؓ مکہ معظمہ میں بقیدِ حیات تھے اور اُنکے چھ ماہ اور کچھ دن بعد زندہ رہے اُنہوں نے ستانوے سال کی عمر پائی اور چار محرم الحرام کو مکہ معظمہ میں خالقِ حقیقی سے جا ملے۔

حضرت علیؓ کا حضرت ابُوبکرؓ کو خراجِ عقیدت

اسید بن صفوان سے روایت ہے کہ حضرت ابُوبکر صدیقؓ کے انتقال کے دن مدینہ منورہ میں اُسی طرح آہ وزاری ہو رہی تھی جسطرح رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم کے وصال مبارک کے دن ہوئی تھی حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھتے ہوئے تشریف لائے اور فرمایا! آج خلافتِ نبوت منقطع ہو گئی۔

پھر آپ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے گھر کے دروازہ پر آکر فرمایا! اے ابا بکرؓ اللہ تعالےٰ آپ پر رحم فرمائے آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اُلفت واُنس رکھتے تھے، آپ حضورؐ کے رازدار اور مشیر تھے۔

آپ لوگوں میں سب سے پہلے اسلام قبول کرنے والے ہیں۔

آپکے ایمان میں لوگوں سے زیادہ اخلاص تھا۔

آپ کا یقین لوگوں سے زیادہ مضبوط تھا۔

آپ لوگوں میں اللہ تعالےٰ سے زیادہ ڈرنے والے تھے۔

آپ دین میں لوگوں سے بڑا نفع حاصل کرنے والے تھے۔

آپ لوگوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معاملہ میں زیادہ احتیاط کرنے والے اور اسلام پر اُنکے ساتھ زیادہ حد قائم کرنے والے تھے اور آپکے صحابہ پر لوگوں سے زیادہ مامون اور اُن سے اچھی صحبت والے تھے

آپ صحابہ میں زیادہ مناقب والے اور سوابق میں اُن سے افضل ہے۔

آپ کا مرتبہ اُن سے زیادہ بلند اور وسیلہ اُن سے زیادہ قریب ہے۔

آپ لوگوں میں ہدایت وراستی اور رحمت وفضل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ شباہت رکھنے والے تھے۔

آپ منزلت و مرتبے میں لوگوں سے زیادہ شرف وکرامت والے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک اُن سب سے زیادہ معتبر تھے۔ اللہ تبارک و تعالےٰ آپ کو اسلام اور حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے

جزائے خیر عطا فرمائے۔ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک بمنزلہ
آپ کی سمع اور بصر کے تھے"۔

آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُس وقت تصدیق کی جب
لوگوں نے آپکی تکذیب کی پس اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی نازل کردہ کتاب میں
آپ کا نام صدیقؓ رکھا اور فرمایا۔

وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِہٖ

الذی جاء بالصدق۔ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ وصدق بہ
حضرت ابوبکر صدیقؓ ہیں، جب لوگ رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم سے الگ ہوتے تو
آپ ساتھ ہوتے جب مشکل وقت میں لوگ بیٹھ جاتے تو آپ سرکار دو عالم کے
ساتھ کھڑے ہوتے اور سختیوں میں آپ کا ساتھ دینا زیادہ بزرگی والی صحبت ہے
آپ دو کے دُوسرے اور غار میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
ساتھی تھے، آپ پر سکینہ اُتارا گیا آپ ہجرت میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام
کے ساتھی تھے۔ آپ اللہ تعالےٰ کے دین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی اُمت میں آپکے بہت ہی اچھے خلیفہ تھے، جب لوگوں نے اِرتداد کیا تو
آپ اِس امر کے ساتھ کھڑے ہوئے جسکے ساتھ نبی کا خلیفہ کھڑا نہیں ہوا آپ
اُس وقت کھڑے ہوئے جب آپکے ساتھی سُست تھے، آپ اُس وقت میدان
میں آئے جب وُہ ساکن تھے اور آپ اُس وقت طاقت ور بن کر نکلے جب وُہ
کمزور تھے اور آپ نے مشکلات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی منہاج
کو لازم رکھا۔

آپ بغیر نزاع کے خلیفۂ برحق تھے۔

آپ نے باغیوں کی نفرت، حاسدوں کی ناپسندیدگی اور کافروں کے تلملانے
اور منافقوں کی بدگمانی کے باوجود اتحاد کو پارہ پارہ ہونے سے بچالیا۔
جب لوگوں نے بزدلی کا اظہار کیا آپ امرِ خلافت کے ساتھ کھڑے تھے
اُن کے ہکلانے کے وقت آپ کو ثبات تھا، لوگ ٹھہر گئے تو آپ نے اُنہیں اللہ
کے نور کے ساتھ روشنی عطا فرمائی اور اُنہوں نے آپ کی پیروی سے راہنمائی حاصل کی
آپ اُن میں پست آواز تھے مگر بلند آواز والوں کے اُوپر تھے۔
آپ کا کلام اُن میں زیادہ بہتر گفتگو زیادہ درست، خاموشی زیادہ طویل،
بات زیادہ بلیغ اور ذات زیادہ بہادر تھی۔
آپ اُن میں اُمور کو زیادہ جاننے والے اور عملاً زیادہ شرف والے تھے۔
خدا کی قسم! آپ اہل اسلام کے سردار تھے اور لوگوں میں اب دُوسرا
آدمی نہیں جسے آپ کی طرح قبول کریں۔
آپ مومنوں کے رحمدل باپ تھے جب آپ کا عیال آپ کی طرف آتا تو
جو کمزور ہوتا آپ اُس کا بوجھ اُٹھا لیتے تھے۔
جسے لوگ بُھلا دیتے اُسے آپ یاد رکھتے تھے، جسے لوگ ضائع کردیتے
اُس کی آپ حفاظت کرتے تھے جو لوگ نہیں جانتے تھے وُہ آپ جانتے تھے۔
جب لوگوں میں نرمی اور تساہل آجاتا تو آپ صبر و شکیبائی سے کام لیتے۔
لوگ کسی امر کو تلاش کرتے تو آپ کے مشورے کی راہنمائی میں ظفر یاب
ہو جاتے آپ کے مشوروں کے ساتھ پہنچنے والے احتساب سے بچ جاتے۔
آپ کافروں کے لئے شعلے برسانے والا عذاب اور مومنوں کے لئے
رحمت و اُنسیت کا قلعہ تھے۔

خدا کی قسم آپ کو اِس کے ساتھ فطرتاً غنا ہے آپ اُس کی بخشش کے ساتھ

کامیاب، اس کے فضائل کے ساتھ جانے والے اور اُس کے سوابق تک پہنچنے
والے نہ آپ کی بصیرت میں کمزوری اور بدحالی تھی اور نہ آپ کی ذات میں بُزدلی
تھی ۔ پھر حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا آپ کے دل میں اضطراب تھا نہ گرنا آپ
ایک پہاڑ کی طرح تھے جسے نہ شدید ہوائیں ہلا سکیں اور نہ تیز آندھیاں ہٹا سکیں
آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کے مطابق ہم پر اپنی صحبت
اور ہاتھ سے زیادہ احسان فرمانے والے تھے اور آپ کے فرمان کے مطابق اگرچہ
جسمانی اعتبار سے کمزور تھے مگر اللہ تعالٰی کے اُمور میں طاقت ور تھے ۔

آپ اپنی ذات میں متواضع اور منکسر المزاج ، اللہ تعالٰی کے ہاں عظیم لوگوں
کی نگاہوں میں جلیل اور اُن کے نفوس میں کبیر تھے نہ آپ نے کسی کو عیب لگایا
اور نہ کسی نے آپ کی عیب جوئی کی نہ کسی کو آپ میں لالچ تھا اور نہ آپکے نزدیک
مخلوق کے لئے رخصت و ملاپ ۔

کمزور اور بے سروسامان آپ کے نزدیک طاقتور تھا یہاں تک کہ آپ اسکا
حق دلا دیں اور طاقتور آپ کے نزدیک ذلیل وکمزور تھا یہاں تک کہ آپ اُس
سے حق وصول کریں ، اس میں قریب و بعید آپ کے نزدیک برابر تھا ۔

لوگوں میں آپ کے نزدیک قریب تر وہ شخص تھا جو اللہ کی زیادہ اطاعت
کرنے والا اور اُس سے زیادہ ڈرنے والا ہے ۔

آپ حق وصداقت کے علمبردار اور شفقت فرمانے والے تھے ۔

آپ کا قول مضبوط اور حتمی ، آپ کا امر حلم وحزم اور آپ کا مشورہ علم وعزم
کا آئینہ دار تھا مگر اب وہ قائم نہ رہا ۔

پھر فرمایا ! آپ مشکلوں کو آسان کرنے والے اور آگ کو بجھانے والے تھے
آپ کے ساتھ دین معتدل اور ایمان مضبوط تھا آپ کے ساتھ اسلام

اور اہل اسلام کو ثبات تھا آپ کے ساتھ اللہ تبارک وتعالٰی کا امر ظاہر تھا اگرچہ کافر
اسے ناپسند کرتے تھے ، مگر آپ نے جانے میں پہل کی ۔

خدا کی قسم آپ نے دوڑ کی سبقت کی آپ کے بعد شدید مشکلات آپڑی ہیں
اور آپ خیر کے ساتھ کامیاب ہوئے ۔

آپ کے جانے سے رونا نہیں تھمتا ، آسمان میں آپ کی موت سے سخت
مصیبت ہے اور آپ کی مصیبت نے لوگوں کے اعضاء کو کمزور کر دیا ہے ۔ انا للہ
وانا الیہ راجعون ۔

راوی نے کہا ! لوگ خاموشی سے آپ کا کلام سنتے رہے جب آپ نے سلسلۂ
کلام منقطع کیا تو لوگ رونے لگے یہاں تک کہ اُن کے رونے کی آوازیں بلند ہوگئیں
اور اُنہوں نے کہا اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے داماد آپ نے سچ
فرمایا ہے ۔

اس روایت کو ابن سمان نے کتاب الموافق میں نقل کیا اور امام محمد بن
عبد الجوزقی نے اسے زیر آیت والذی جاء بالصدق نقل کیا اور کہا جاء بالصدق
حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صَدَّق بہ حضرت ابوبکرؓ ہیں ۔

صدیقہؓ دربارِ صدیقؓ میں

قاسم بن محمد سے روایت ہے کہ اُم المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا
نے فرمایا میں اپنے باپ کی قبر کے پاس سے گذری تو میں نے کہا اللہ تعالٰی نے
آپ کے چہرے کو تروتازہ بنایا ہے آپ شکر کریں کہ آپ کی کوشش نیک ہے
آپ نے دُنیا کو ذلیل جانا تو اس سے اعراض کیا اور آخرت کو معزز سمجھا تو اسے
قبول کر لیا ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد آپ کا گم ہو جانا بہت

بڑی مصیبت اور بہت بڑا المیہ ہے۔

بیشک اللہ تعالیٰ کی کتاب میں آپ کے لئے بہتر بدلہ کا وعدہ ہے اور ہم آپ پر صبر کرتے ہوئے اللہ تعالےٰ کی طرف سے اس وعدہ کو پورا کرنے اور آپ کو اچھا بدلہ دینے کی دعا کرتے ہیں، انا للہ وانا الیہ راجعون۔

آپ پر سلام اور اللہ تعالےٰ کی رحمت ہو۔

اس روایت کو ابن سُنّی نے اپنی معجم میں نقل کیا۔

پندرھویں فصل

حضرت ابوبکر کی اولاد

یہ بیان مناقب کی ضروریات سے نہیں سوائے اس کے آپ کی نسبت کا ذکر کیا جائے اس سے قبل پہلی فصل میں ہم بیان کر چکے ہیں تو یہ اثباتِ فضیلت سے خارج نہیں کیونکہ بیٹوں کا شرف آباء کی منقبت کا عکس ہے اور عرب ہمیشہ اپنے آباء کی مفاخرت سے تعریف کیا کرتے تھے تو اس کی مثل بیٹوں میں بعید نہیں، واللہ اعلم

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی چھ اولادیں تھیں جن میں تین بیٹے اور تین بیٹیاں ہیں۔

حضرت عبداللہ، یہ لڑکوں میں آپ کے بڑے بیٹے تھے ان کی والدہ کا نام قتیلہ یا تصغیر کے بغیر قتلہ تھا اور وہ بنی عامر بن لوی کے قبیلہ سے تھیں،

حضرت عبداللہ بن ابوبکر فتح مکہ میں موجود تھے اور اسلام سے مشرف ہو کر حنین اور طائف کی جنگوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے وہ طائف سے نکلنے کے بعد بقیہ حیات رہے اور اپنے والدِ گرامی کی خلافت کے زمانہ میں اللہ تعالےٰ کو پیارے ہو گئے، انہوں نے اپنے پیچھے سات دینار چھوڑے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے انہیں اپنے مال میں شامل کر لیا کیونکہ ان کی اولاد نہ تھی

۲ حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ انکی کنیت ابوعبداللہ

تھی اور یہ صلح حدیبیہ کے وقت مشرف بہ اسلام ہوئے اور مدینہ منورہ کو ہجرت
کر آئے، یہ لمبے قد کے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مکتوب لکھا
کرتے تھے۔

وہ جاہلیت اور اسلام کے زمانہ میں مشہور مقامات پر ٹھہرا کرتے تھے
اور شام کی فتوحات میں بہترین منتظم تھے بدر کے دن وہ مشرکین مکہ میں شامل
تھے پھر اللہ تبارک وتعالےٰ نے انہیں ان کی والدہ حضرت ام رومان، رضی اللہ تعالیٰ
عنہا کی طرح مشرف بہ اسلام کیا،

جناب ام رومان بنت حارث بنی فراش بن غنم بن کنانہ کے خاندان سے
تھیں انہوں نے اسلام قبول کیا اور ہجرت کی،

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ کی عمر مبارک ترپن ۵۳ سال ہوئی تو وہ مکہ معظمہ
کے قریب پہاڑ کے پاس رحلت فرما گئے، ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی
اللہ تعالیٰ عنہا وہاں پر تشریف لائیں اور انہوں نے انکی تدفین کی اور ان سے
اس کسمپرسی کی معافی مانگی،

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ تعالےٰ عنہا جنگ جمل میں اپنی ہمشیرہ
سیدہ نا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کے ساتھ موجود تھے اور انکے پیچھے
ان کی اولاد ہے۔

پیش ازیں خصائص کی فصل میں بیان ہوا کہ حضرت ابوبکر کے گھر کو یہ
شرف حاصل ہے کہ عبدالرحمٰن بن عتیق "ابوبکر" کے بیٹے محمد بن عبدالرحمٰن نے
بھی حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی تھی اور صحابہ کرام کے
گھروں میں سوائے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے کوئی گھر ایسا نہ تھا جس
میں [illegible] مسلمان پشتوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی ہو اور

ایسے ہی حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالےٰ عنہا کی اولاد کے بارے میں حضور
علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت ثابت ہے، اس کا بیان آئندہ آئے گا، واللہ اعلم

۳ حضرت محمد بن حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما، ان کی کنیت ابو القاسم ہے
آپ نساک قریش سے ہیں یعنی مناسک ادا کرنے والے آپ کی والدہ محترمہ کا اسم
گرامی حضرت اسماء بنت عمیس خثعمیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہے اور وہ پہلی مہاجرات سے
ہیں وہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پہلے حضرت جعفر طیار ابن ابی طالب رضی
اللہ تعالےٰ عنہما کی زوجیت میں تھیں اور ہجرت حبشہ میں ان کے ساتھ تھیں،

جب سرزمین شام میں موتہ کے مقام پر حضرت جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ
مرتبہ شہادت پر فائز ہوئے تو اس کے بعد حضرت اسماء بنت عمیسؓ نے حضرت
ابوبکر صدیقؓ سے شادی کر لی، حضرت ابوبکر اور حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہما
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ حج کے لئے جا رہے تھے کہ پچیس ذیقعدہ
مبارک کو مقام ذوالحلیفہ پر ان کے ہاں محمد بن ابوبکر رضی اللہ تعالےٰ عنہ پیدا ہوئے
چنانچہ آپ نے حضرت اسماء کو غسل کا حکم دیا اور انہوں نے سوائے طواف کعبہ کے
لوگوں کے ساتھ حج کے تمام مناسک ادا فرمائے اور قیامت تک یہ حکم شریعت میں
نافذ ہو گیا، جناب اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالےٰ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کی نگاہوں میں پاکیزہ اور فحاشی سے مبرّہ تھیں جیسا کہ حضرت ابوبکرؓ کے فضائل
غیرت کی فضیلت میں بیان ہوا،

بعد ازاں جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ رحلت فرما گئے تو
حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم
نے شادی کر لی اور محمد بن ابی بکرؓ کی پرورش حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ
تعالیٰ عنہا کی آغوش رحمت میں ہوئی چنانچہ وہ جمل کے دن آپ کے نقش قدم پر

تھے اور صفین کی جنگ میں شامل تھے،

حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ خلافت میں انہیں مصر کا گورنر بنایا گیا اور اُن کیلئے عہد نامہ تحریر کیا گیا پھر اُس کی وصولی سے قبل اتفاقاً اُنکی شہادت واقع ہوگئی ہے اس کا بیان حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے واقعات میں آئے گا،

وُہ صفین سے واپسی کے بعد بھی مصر کے گورنر بنائے گئے تھے مگر عمرو بن عاص کے ساتھ اُن کی جنگ ہوگئی تو اُنہیں شکست دینے کے بعد ابن عاص نے اُنہیں شہید کر دیا ۔

اکثر مورخین کا بیان ہے کہ اُنہیں مُردہ گدھے کے پیٹ میں ڈال کر جلا دیا گیا تھا بعض نے کہا اُنہیں قتل کیا گیا تھا جبکہ بعض نے کہا ہے کہ پہلے شہید کر دیا تھا اور اُسکے بعد اُن کے جسم کو گدھے کے پیٹ میں ڈال کر جلایا گیا تھا۔

حضرت ابُوبکر کی صاحبزادیاں

۱ اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو کہ حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہا کی سگی بہن اور رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجہ محترمہ ہیں، حضرت ابُوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے یہ بہت بڑا شرف ثابت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ اُمہات المومنین سے ایک ہیں اور رسُول اللہ صلی اللہ علیہ [illegible] کے ہاں اُن کا [illegible] ہے اور آپ کی ازواجِ مطہرات میں اُن کو مرتبۂ عظیم اور منزلتِ اعلیٰ کا حاصل ہونا مشہور ہے یہاں تک کہ جب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پُوچھا گیا کہ آپ کو سب سے زیادہ محبوب کون ہے؟ تو آپ نے فرمایا: عائشہ، پُوچھا: مردوں سے؟ فرمایا: عائشہ کا باپ پس آپ کو مردوں

میں سب سے زیادہ محبوب شخص کی بیٹی مطلقاً سب لوگوں سے زیادہ محبوب تھی۔

انشاءاللہ اُن کی تزویج مبارک کا واقعہ آئندہ اُن کے مناقب میں بیان ہوگا۔

۲ حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہا یہ حضرت عبداللہ کی سگی بہن ہیں اور حضرت ابُوبکر کی سب سے بڑی صاحبزادی ہیں۔ انہی کو ذات النطاقین کہا جاتا ہے اور اس نام کا سبب ہجرتِ ابُوبکرؓ کی فصل میں پہلے بیان ہو چکا ہے۔

حضرت اسماء بنت ابی بکر کا نکاح حضرت زبیر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے ساتھ مکہ معظمہ میں ہوا تھا اور اُن کے ہاں متعدد بچے پیدا ہوئے۔ پھر اُنہیں طلاق ہو گئی تو وُہ اپنے بیٹے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ساتھ مکہ معظمہ میں سکونت پذیر ہوگئیں یہاں تک کہ اُن کی زندگی ہی میں اُن کے بیٹے حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کو مکہ معظمہ میں شہید کر دیا گیا۔

حضرت اسماء طویل عمر پانے والے لوگوں میں سے تھیں چنانچہ وُہ سو سال سے زیادہ عمر پانے کے بعد مکہ معظمہ زاد اللہ شرفہا میں راہئ مُلکِ بقا ہوئیں،

پیش ازیں خصائص کی فصل میں بیان ہُوا کہ اُنکے بیٹے کا رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کرنا ثابت ہے اور یہ اُس روایت سے ہے کہ حضرت ابُوبکر کے گھر کو یہ شرف حاصل ہے کہ اُس میں چار پُشتیں رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کرنے والی ہیں۔

۳ حضرت اُم کلثوم بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہا، یہ آپ کی سب سے چھوٹی صاحبزادی ہیں یہ اپنی والدہ حضرت بنت خارجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پیٹ میں ہی تھیں کہ حضرت ابُوبکر کا وصال ہو گیا، پیش ازیں حضرت ابُوبکر کے فضائل سے اُنکی فراست کی فصل میں اس کا بیان ہُوا، حضرت ابُوبکر بنت خارجہ کی والدہ حبیبہ بنت خارجہ بن زید کے پاس تشریف لے گئے اور اُنکی بیٹی بنت خارجہ

سے نکاح کیا اور آنکے دورانِ حمل میں ہی حضرت ابُوبکر کا وصال ہوگیا اور اُن کے بعد بنت خارجہ کے ہاں حضرت اُم کلثوم کی ولادت ہوئی۔

پھر جب حضرت عمر بن خطاب نے اپنی بڑی عمر میں اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حضرت اُم کلثوم بنتِ ابُوبکر سے شادی کا پیغام دیا تو اُنہیں انعام دیا، گویا کہ اُنکی بات مان لی مگر حضرت اُم کلثوم نے گوارا نہ کیا کہ اُن کے لئے حلال ہوں یہاں تک کہ حضرت عمر بن خطاب اُن سے رُک گئے تو اُنہوں نے حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے نکاح کر لیا،

اِسے ابن قتیبہ نے بیان کیا اور ہم نے اِس فصل میں جو تمام واقعات بیان کئے ہیں وُہ اِن کتابوں سے اخذ کئے گئے ہیں۔

المعارف، ابن قتیبہ، الصفوت، ابی الفرج بن الجوزی، الاستیعاب، ابی عمر بن عبد البر، فضائل ابی بکرؓ ان میں سے سب لوگوں نے اِن روایات کی تخریج کی ہے، واللہ اعلم

پہلی جُز اختتام پذیر ہوئی دُوسری جُز امیر المومنین ابی حفص حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے مناقب پر مشتمل ہے،

" مُصنّف "

الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سیّد المرسلین وعلیٰ آلہ الطاھرین واصحبہ اجمعین

آج مورخہ ۵ جمادی الاول ۱۴۰۷ھ کو پہلی جُز کا ترجمہ انجام پذیر ہوا

" صائم چشتی "

امام بخاریؒ کے امام اعظمؓ اور احناف پر بخاری شریف میں کئے گئے اعتراضات کا ردِ بلیغ !

دفع الوسواس فی بعض الناس

تصنیف
ملا علی قاری

ترجمہ
الحاج صائم چشتی

چشتی کتب خانہ فیصل آباد

بحث

وما اهل به لغیر الله

المعروف

گیارھویں شریف

الحاج صائم چشتی

عظیم تر تحقیقی شہکار — ہدیہ

چشتی کتب خانہ فیصل آباد

فون ۲۶۷۵۶

ہمارے رسالت محسنِ اسلام حضرت ابو طالب کے ایمان و نجات
کے اثبات میں امام اہلِ سنت مفتی حرمین
احمد بن زینی دحلان مکی
کا تحقیقی فتویٰ

اسنی المطالب فی نجاتِ ابی طالب

مصنّف

احمد بن زینی دحلان

مترجم

صائم چشتی

چشتی کتب خانہ فیصل آباد

فون ۲۶۷۵۶

عظیم تفسیر کا اولین اردو ترجمہ

تفسیرِ کبیر

اردو ترجمہ

مفسرِ قرآن حضرت علامہ صائم چشتی

چشتی کتب خانہ فیصل آباد

نقیبِ محفل اور خطیب کیلئے تحفہ

حسنِ نقابت

مصنف

صاحبزادہ محمد توصیف حیدر

چشتی کتب خانہ فیصل آباد